تاریخ ہندوستان

منظور شدہ پنجاب یونیورسٹی برائے میٹرکولیشن امتحان

اور

منظور شدہ سررشتہ تعلیم پنجاب بذریعہ سرکلر نمبر ۴۹۶ (اب) مورخہ ۲ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء

حصہ اوّل

مصنّفہ

پروفیسر گلشن رائے بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

سینیئر پروفیسر تاریخ و سیاسیات سناتن دھرم کالج لاہور

فیلو پنجاب یونیورسٹی

و

مصنّف

شہریت بزبان انگریزی۔ تاریخ ہندوستان بزبان انگریزی۔ تاریخ یورپ بزبان انگریزی

میسرز رام لال سوری اینڈ سنز بک سیلرز و پبلشرز

انارکلی لاہور

۱۹۳۶

بار دوئم

قیمت ایک روپیہ ۲/

دیباچہ حصّہ اوّل

پنجاب اور شمالی ہندوستان کے سکولوں میں اس وقت کئی ایک تواریخ پڑھاتی ہیں۔ ان کی موجودگی میں اگر ایک نئی تاریخ ہند لکھنے کا قصد کیا جائے۔ تو یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی ضرورت بتلا دی جائے۔ مجھے تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے اس وقت زائد از تیس سال ہو گئے ہیں۔ موجودہ تواریخ میں مجھے چند ایک کمیاں اور نقائص ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ جن کا درست کرنا نہایت ضروری ہے۔

آج کل ہندوؤں کی تاریخ کو پوری طرح سے بیان نہیں کیا جاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب پچھلی صدی کے وسط میں موجودہ سلسلہ تعلیم رائج ہؤا۔ اُس وقت ہندوؤں کی تاریخ کے متعلق بہت کم مصالحہ دستیاب ہوتا تھا۔ لیکن پچھلی پون صدی کی تحقیقات نے اس مصالحہ میں بہت کچھ اضافہ کر دیا ہے۔ اگر اُس تواریخی مصالحہ کا غور سے مطالعہ کیا جائے۔ جو وید منتروں۔ براہمن گرنتھوں۔ اُپنشدوں۔ سوتر گرنتھوں میں موجود ہے۔ اور اُن تواریخی [illegible] کو ترتیب دی جائے۔ جو مہابھارت اور پ[illegible] قصّوں اور کہانیوں

کی کوشش کی ہے۔ اور کشمیر۔ پنجاب۔ کابل۔ قندھار اور سندھ وغیرہ ریاستوں کی تاریخ مختصراً بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ محمد بن قاسم کا سندھ پر حملہ اور محمود کے مختلف حملے اسی زمانے میں ہوئے ہیں۔ اور غزنوی خاندان کی سلطنت بھی اسی زمانے میں عروج پاکر تباہ ہوئی۔ ان کا ذکر بھی اسی فصل میں کیا گیا ہے÷ دوسری فصل میں بنگال۔ بہار۔ دریائے ستلج اور نربدا کے درمیانی علاقے کی ریاستوں کا بیان درج ہے۔ موجودہ تواریخوں میں سوائے ہرش وردھن کی سلطنت کے حالات کے دیگر راجپوتی ریاستوں کے حالات بہت کم ملتے ہیں۔ ہرش وردھن کے بعد قنوج میں یشو ورمن نے ایک سلطنت قائم کی۔ جو محمد بن قاسم کے سندھ پر حملے کے وقت موجود تھی۔ اس کے بعد پرتی ہار خاندان کے راجپوتوں نے اس علاقے میں سلطنت قائم کی۔ پرتی ہار سلطنت کی تباہی کے بعد شمالی ہند میں کئی ایک راجپوت ریاستیں قائم ہوئیں۔ یعنی ریاستہائے دہلی۔ اجمیر۔ قنوج۔ کالنجر۔ گوالیار۔ مالوہ۔ چتوڑ اور گجرات۔ ان سب ریاستوں کا تھوڑا حال بیان کیا گیا ہے۔ ہرش وردھن کی وفات کے بعد بنگال اور بہار میں بھی کئی ایک خاندانوں کی سلطنتیں قائم ہوئیں۔ سور خاندان، پال خاندان اور سین خاندان۔ ان خاندانوں کے بھی تھوڑے حالات

درج کئے گئے ہیں - یہاں پر ہندوؤں کی تاریخ ختم کی گئی ہے - اس ہندوؤں کی تاریخ پر ۲۳۸ صفحے صرف ہوئے ہیں - اس بات کا لحاظ رکھتے ہوئے کہ میں نے ہندوؤں کی تاریخ میں نیا مصالحہ شامل کیا ہے - اور اس کے علاوہ ہر ایک فصل کے اخیر میں طلبا کی سہولیت کے لئے خلاصہ اور کئی ایک سوالات لکھے گئے ہیں - جن میں کئی ایک صفحے صرف ہوئے ہیں - یہ کہا جا سکتا ہے - کہ میں نے ہندوؤں کی تاریخ کے لئے موجودہ تاریخوں کی نسبت زیادہ جگہ نہیں لی ہے +

چوتھے باب میں ہندوستان کی ترک اور پٹھان سلطنتوں کا ذکر ہے - اس زمانے کا دور سنہ ۱۲۰۰ء سے لے کر سنہ ۱۵۲۶ء تک مقرر کیا گیا ہے - سنہ ۱۳۵۱ء میں محمد تغلق کی وفات کے بعد ہندوستان میں پٹھانوں کی ایک متحدہ عالمگیر سلطنت کا خاتمہ ہوا - سنہ ۱۳۵۱ء کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں نے کئی ایک علیحدہ خود مختار ریاستیں قائم کرلیں - اور اس زمانے میں مغل فتوحات سے پہلے ہندوستان کئی ایک خود مختار سلطنتوں میں بٹا رہا - اس زمانے میں جنوبی ہندوستان میں وجے نگر کی ہندو سلطنت - دکن میں باہمنی سلطنت - بنگال - بہار اور اوڑیسہ میں فخرالدین اور شمس الدین کی قائم کردہ علیحدہ سلطنت - شمالی ہندوستان میں تغلق - سیّد اور لودھی خاندان کے

تھا - اور اکبر - شاہجہان اور اورنگ زیب جیسے جلیل
القدر شاہنشاہان کی اولاد میں سے تھا - لیکن
اس میں کلام نہیں - کہ وہ خود شاہنشاہ نہ تھا -
بلکہ ایک مقامی ریاست کا سردار تھا - در حقیقت
مغلیہ سلطنت کا خاتمہ سنہ ۱۷۱۹ء میں شاہنشاہ فرخ
سیر کے قتل پر ہوگیا - فرخ سیر کی وفات کے
بعد جو دہلی کے تخت پر بیٹھا - وہ درباری اُمرا
کی محض کٹھ پُتلی تھا - اُس کا صوبوں میں کچھ
زور نہ تھا - اور دہلی کے شاہی محل کی چار
دیواری میں اکثر اوقات قیدی تھا - سنہ ۱۷۱۹ء کے
بعد ہندوستان جیسے کہ تغلقوں کے زمانے میں
ہؤا - کئی ایک خود مختار سلطنتوں میں تقسیم ہوگیا -
اس لئے یہی مناسب سمجھا گیا ہے - کہ سلطنت
مغلیہ کی تاریخ فرخ سیر کے قتل پر ختم کردی جائے -
مغلیہ سلطنت دہلی اور دیگر خود مختار ریاستوں کے
باقی کے حالات جو سنہ ۱۷۱۹ء سے لے کر سنہ ۱۷۶۱ء تک
موجودہ تواریخ کے پہلے حصّے میں عام طور پر درج
ہوتے ہیں - وہ میں نے اس نئی تاریخ کے حصّہ
دوم میں شامل کر دئے ہیں - عام طور پر حصّہ
دوم میں سلطنت انگریزی کی تاریخ کے حالات ہوتے
ہیں - لیکن انگریزوں کی جنگی اور سیاسی کارروائیاں سنہ ۱۷۶۱
سے بہت پہلے شروع ہوگئی تھیں - یعنی جنوبی ہندوستان
میں سنہ ۱۷۴۲ء سے اور بنگال میں نواب مرشد علی خاں

کے عہد سے ۔ اس زمانے میں مرہٹے ہندوستان میں ایک عالمگیر سلطنت قائم کرنے میں تقریباً کامیاب ہو گئے تھے۔ اسلئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ سلطنت مغلیہ کی تباہی کے بعد کی خود مختار سلطنتوں کی تواریخ۔ مرہٹوں کی تاریخ اور انگریزی سلطنت کی ابتدا ایک ہی جا اکٹھی کی جائے۔ علاوہ ازیں موجودہ تواریخ میں سلطنت مغلیہ کی تباہی کے اسباب اچھی طرح سے درج نہیں کیے جاتے۔ حصّہ دوم میں یہ اسباب وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اس تاریخ ہند میں موجودہ تواریخی مصالحہ کو ایک نئی ترتیب دی گئی ہے۔ لیکن میں امید کرتا ہوں۔ کہ یہ نئی ترتیب تاریخ ہند بچوں کے لئے آسان ثابت ہوگی۔ اس کے علاوہ اُن کو آجکل کی نسبت زیادہ معلومات بہم پہنچائیگی۔ یہ کوشش کی گئی ہے۔ کہ واقعات کو آسان پیرایہ میں پیش کیا جائے۔ لیکن پھر بھی ممکن ہے۔ کہ کسی قسم کی کمی رہ گئی ہو۔ لہذا مدرسین سے درخواست ہے۔ کہ اگر انہیں یہ تاریخ پڑھاتے وقت کسی قسم کا نقص یا کمی معلوم ہو۔ تو مجھے اطلاع دیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں مناسب غور کیا جائے ۔

گلشن رائے
سناتن دھرم کالج لاہور

ہندوستان کی قدرتی تقسیم
تبت
دہانہ دریائے گنگا
دہانہ مہاندی
خلیج بنگال
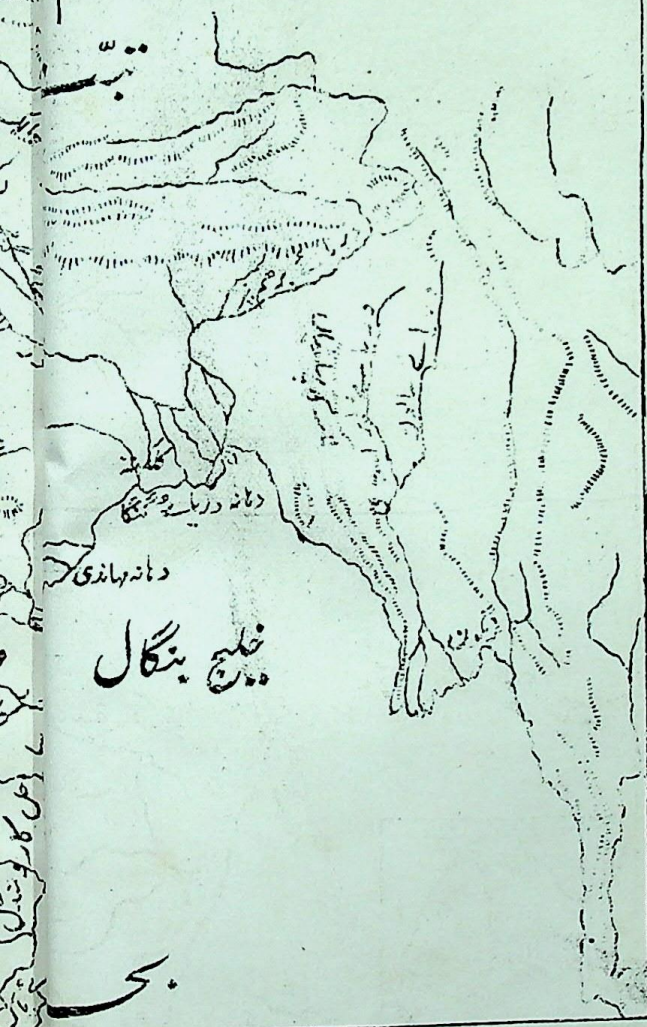
بحیرۂ عرب
ریگستان
کراچی
بمبئی
جفنا
لنکا
کولمبو
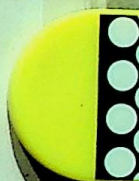
تاریخ ہند

باب اوّل

ابتدائی اُمور اور ویدوں کا زمانہ

ابتدائی زمانے سے لے کر ۷۵۰ قبل از مسیح تک

فصل اوّل

ہندوستان کی قدرتی خصوصیات

تواریخ کی دو آنکھیں کسی نے سچ کہا ہے - کہ علم تواریخ کی دو آنکھیں ہیں - تاریخ اور جغرافیہ - جب کبھی کسی واقعہ کا ذکر آتا ہے - تو ہمیشہ یہی سوال پیدا ہوتا ہے - کہ یہ واقعہ کب اور

کہاں ہؤا؟ اس لیئے پیشتر اس کے کہ کسی مُلک کی تواریخ کا مطالعہ کیا جائے۔ یہ ضروری ہے۔ کہ اُس ملک کے جغرافیے کو اچھی طرح سے ذہن نشین کیا جائے۔ اس لیئے ہم پہلے ہندوستان کے جغرافیہ ہی کو لیتے ہیں ؛

اس ملک کے قدیمی نام جمبو دیپا اور بھارت ورش ہیں۔ بھرت ہندوستان کے سورج بنسی خاندان کے نہایت پُرانے راجہ کا نام تھا۔ بعد ازاں اس مُلک کا نام اِندو دیش ہوگیا۔ شاید اِس وجہ سے کہ یہاں شمالی ہند میں چندر بنسی خاندان کے راجہ حکمران ہوئے۔ بعضوں کا خیال ہے۔ کہ یہ لفظ سندھو دریا سے نکلا ہے۔ چونکہ یہ دریا اس ملک کی شمالی مغربی علاقوں میں بہتا ہے۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ اہل فارس سؔ کا حرف نہیں بول سکتے۔ وہ سؔ کو ہؔ کہتے ہیں۔ لہٰذا وہ سندھو کو ہندو کہہ سکتے ہیں۔ اور اس لیئے دریائے سندھ کے مشرق کا ملک ہندوستان کہلایا۔ لیکن یہ امر قابلِ غور ہے۔ کہ چینی سیّاح ہیون سیانگ کی رائے میں جو ہندوستان میں ۶۳۱ء میں آیا تھا۔ اس ملک کے باشندے اَین تو یعنی چندر کے نام سے مشہور تھے۔ سنسکرت میں اِندو کے معنی چاند ہیں ؛

ہندوستان کی قدرتی تقسیم

ہندوستان کا ملک تکون کی شکل کا جزیرہ نما ہے۔ اور برّ اعظم ایشیا کے جنوب میں واقع ہے۔

ہندوستان اور برما کا کُل رقبہ ملا کر تقریباً اٹھارہ لاکھ مربع میل ہے۔ یعنی بغیر روس کے تمام یورپ کے برابر ہے۔ اِس وسیع ملک میں پانچ بڑے بڑے قطعات ہیں۔ اوّل وہ علاقے جو ہمالیہ پہاڑ کے دامن میں واقع ہیں۔ پُرانے زمانے میں اس کو اوترا کھنڈ و اوترا مدّرا کے ناموں سے پکارتے تھے۔ اس علاقے میں آج کل نیپال۔ نینی تال۔ کماؤں۔ گڑھوال۔ ڈیرہ ڈون۔ شملہ اور کانگڑے کی پہاڑیاں۔ منڈی۔ سکیت اور چمبہ۔ جمّوں اور کشمیر کی ریاست اور چترال کا علاقہ شامل ہیں۔ دوسرا وہ عظیم الشّان میدانی علاقہ ہے۔ جو ہمالیہ اور اراولی کی پہاڑیوں۔ بحیرۂ عرب۔ کوہ ہندوکش اور سیستان کے ریگستان کے درمیان واقع ہے۔ یہ تمام علاقہ دریائے سندھ اور اس کے معاونوں سے سیراب ہوتا ہے۔ اور اس میں پنجاب۔ صوبۂ سرحد۔ مشرقی افغانستان۔ بلوچستان۔ سندھ۔ گجرات، کاٹھیاواڑ اور مغربی راجپوتانہ کے علاقے شامل ہیں۔ تیسرا وہ بڑا بھاری میدانی علاقہ ہے۔ جو ہمالیہ اور وندھیاچل کے درمیان واقع ہے۔ یہ دریائے گنگا اور اس کے معاونوں سے سیراب ہوتا ہے۔ اور اس میں آسام۔ بنگال۔ اوڑیسہ۔ بہار۔ اودھ۔ آگرہ۔ مشرقی راجپوتانہ۔ مالوہ اور بندھیل کھنڈ کے علاقے شامل ہیں۔ چوتھا وہ تکون جزیرہ نما علاقہ ہے۔ جو وندھیاچل کے جنوب میں واقع ہے۔ اس میں بمبئی۔ مدراس۔ سی پی اور ٹراونکور۔ کوچین۔ میسور اور حیدر آباد کی ریاستیں ہیں۔ اور

پانچواں وہ علاقہ ہے۔ جو برما کے نام سے مشہور ہے۔ اور آسام کے مشرق میں اور خلیج بنگالہ کے شمال مشرق میں واقع ہے ٭

ہندوستان کا سلسلہ کوہسار

قدرت نے اس ملک کے لئے قدرتی اور نہایت موزوں سرحدی حدود مہیّا کی ہیں۔ مشرق۔ جنوب اور مغرب میں تو یہ سمندروں سے گھرا ہوُا ہے۔ اس کے شمال میں کوہ ہمالیہ کی اونچی دیواریں ہیں۔ جو اس کے شمال مشرقی کونے آسام سے لے کر کابل کے مغرب میں بامیان اور غور تک پھیلا ہوُا ہے۔ سلسلۂ کوہ ہمالیہ دُنیا میں سب سے اونچا پہاڑ ہے۔ اور تبت اور ہندوستان کے درمیان یہ ناقابلِ عبور حدِ فاصل ہے۔ اس عظیم الشان سلسلۂ کوہ کے مغرب میں کچھ درّے ہیں۔ جن کا ہندوستان کی تواریخ پر بڑا گہرا اثر پڑا ہے۔ مختلف حملہ آوروں نے ہندوستان میں انہی درّوں سے وارد ہوکر اس ملک میں کئی ایک سلطنتیں قائم کی تھیں۔ ہندوستان کے شمال مغرب میں یہ سلسلۂ کوہ ہمالیہ دو شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ ایک کا نام ہندوکش اور دوسرے کا نام سلیمان ہے۔ ہندوکش کے عبور کرنے کے لئے تین درّوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ بروغل۔ دوراہا اور خاوک۔ کوہ سلیمان میں خیبر۔ کورم۔ ٹوچی۔ گومل۔ بولان اور خوجک کے درّے ہیں۔ ان آخرالذکر دو درّوں میں سے گزر کر کوئٹہ اور

قندھار کو جانے کا راستہ ہے۔ کوہ ہندوکش کے درّے کوہ سلیمان کے درّوں کی نسبت بہت بلند اور دشوار گزار ہیں۔ اِسی وجہ سے بعضوں کا یہ خیال ہے۔ کہ کوہ ہندوکش ہندوستان کے لیئے زیادہ قدرتی اور موزون سرحد ہے ۔

ہندوستان کا ایک دوسرا بڑا سِلسلہ کوہسار وندھیاچل ہے۔ یہ سلسلۂ پہاڑ شمالی اور جنوبی ہندوستان کے درمیان ایک حدِ فاصل ہے۔ اس سلسلۂ کوہ کے جنوب میں رہنے والے لوگ شمالی ہندوستان کے باشندوں سے بہت مختلف ہیں۔ جنوبی ہندوستان کے مشرقی اور مغربی ساحلوں پر دو سلسلہ پہاڑ ہیں۔ جن کو مشرقی اور مغربی گھاٹوں کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ دونوں سلسلۂ پہاڑ ہندوستان کے انتہائی جنوب میں نیلگری کی پہاڑیوں میں مل جاتے ہیں ۔

شمالی ہندوستان کے دریا ۔

قدرت نے ہندوستان کے ساتھ نہایت فیاضی سے برتاؤ کیا ہے۔ کیونکہ اس ملک کے وسیع میدان بہت سے بڑے بڑے دریاؤں سے سیراب ہوتے ہیں۔ شمالی ہندوستان میں کوہ ہمالیہ اور کوہ وندھیاچل کے درمیان تین بڑے دریا ہیں۔ برھم پُتر۔ گنگا اور سندھ۔ دریائے برھم پُتر مغربی تبت کی پہاڑیوں سے جھیل مان سروور کے نزدیک کیلاش پربت کی چوٹی کے مشرق سے نکل کر مشرق کی طرف نیپال۔ سِکم اور بھوٹان کی

شمالی سرحدوں کے بالمقابل جنوبی تبت میں بہ کر آسام
کی شمال مشرقی پہاڑیوں کو پھاڑ کر آسام میں داخل
ہوتا ہے۔ اس کے بعد جنوب مغربی سمت میں بہ کر
دریائے گنگا میں آ ملتا ہے۔ اور پھر یہ دونوں مل کر
خلیج بنگالہ میں جا گرتے ہیں +

دریائے گنگا ایک برف کے پہاڑ گنگوتری سے
نکلتا ہے۔ جو مغربی تبت میں جھیل مان سروور سے کچھ
بہت دور نہیں ہے۔ یہ دریا کچھ فاصلہ تو جنوبی سمت
میں بہتا ہے۔ اور پھر جنوب مشرقی سمت اختیار کر کے
جیسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ دریائے برھم پتر سے
جا ملتا ہے۔ یہ صوبجات متحدہ کے تمام علاقوں کو عبور
کر کے بہار میں داخل ہوتا ہے۔ اور اس کو شمالی
اور جنوبی دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ بعد ازاں
جنوب مشرقی سمت میں بہکر صوبہ بنگال میں برھم پترا
سے جا ملتا ہے۔ دریائے گنگا کے بہت سے معاون
دریا ہیں۔ جو اس میں شمال اور جنوب سے گرتے
ہیں۔ جنوب میں اس میں دریائے جمنا۔ چمبل۔ سندھ۔
بیتوا اور سون گرتے ہیں۔ شمال کی جانب سے اس میں
کالی ندی۔ رام گنگا۔ گومتی۔ گھاگرہ (یعنی سرجو)۔ راپتی۔
گنڈک اور کوسی گرتے ہیں۔ دریائے جمنا صوبجات متحدہ
آگرہ و اودھ اور پنجاب کے درمیان حد ہے۔ دریائے
چمبل۔ سندھ اور بیتوا مشرقی راجپوتانہ اور مالوہ کے
علاقوں کو سیراب کرتے ہیں +

دریائے سندھ بھی برہم پُترا کی طرح سے جھیل مانسرور
کے نزدیک مغربی تبت کی پہاڑیوں سے نکلتا ہے۔
مغربی تبت اور لداخ میں سے شمال مغربی سمت میں
بہتا ہؤا یہ گلگت پہنچتا ہے۔ وہاں سے مغرب اور پھر
جنوب مغرب میں ہوکر آخر جنوبی سمت اختیار کرتا ہؤا
بحیرۂ عرب میں جا گرتا ہے۔ اس لمبی مسافت میں
دریائے سندھ کشمیر کے صوبوں لداخ۔ بالتستان اور
گلگت سے گزر کر شمال مغربی سرحدی صوبے کے شمال
مشرقی علاقوں میں بہتا ہے۔ اس کے بعد ہزارہ۔ پشاور
اور اٹک ضلعوں کی جہاں پر حدود ملتی ہیں۔ وہاں
سے یہ دریا پنجاب اور شمال مغربی سرحدی صوبے کے
درمیان حد ہے۔ ضلع ڈیرہ اسمعیل خاں کی جنوبی حد
سے یہ جنوب مغربی پنجاب میں سے گزر کر صوبۂ سندھ
میں داخل ہوتا ہے۔ اور اس کو مشرقی اور مغربی دو
حصّوں میں تقسیم کرتا ہے۔ دریائے سندھ میں مغرب
اور مشرق دونوں طرف سے بہت سے معاون دریا
گرتے ہیں۔ مغرب سے اس میں دریائے سوات۔ پنجکوڑا۔
کابل۔ کورم۔ ٹوچی اور گومل گرتے ہیں۔ مشرق کی طرف
سے اس میں کرشن گنگا۔ جہلم۔ چناب۔ راوی۔ بیاس
اور ستلج گرتے ہیں۔ زمانۂ قدیم میں دریائے سندھ میں
مشرق کی طرف سے کوئی دریا نہیں گرتے تھے۔ دریائے
کرشن گنگا۔ جہلم۔ چناب۔ راوی۔ بیاس اور ستلج مل کر
ایک اَور جدا دریا پنج ند بنتے تھے۔ اور دریائے سندھ

کے مشرق میں بہ کر کھاڑی کچھ میں گرتے تھے۔ اس جدا دریائے پنج ند کے نشانات اب بھی مشرقی سندھ میں پائے جاتے ہیں۔ ان قدیم ایام میں دریائے ستلج دریائے سرسوتی سے ضلع حصار کے قریب ملتا تھا۔ اور پھر یہ دونوں دریا مل کر موجودہ ریاست بہاولپور کے بیچوں بیچ گزر کر دریائے پنج ند میں مشرقی سندھ میں جا ملتے تھے۔ دریائے ستلج اور سرسوتی ان دونوں سے مل کر جو دریا بنتا تھا۔ اُس کے پُرانے نشانات اب تک ریاست بہاول پور میں ملتے ہیں۔ یہ قدیم دریائے سرسوتی جس کا ویدوں میں بہت ذکر آتا ہے۔ اب بیکانیر کے ریگستان میں غائب ہو جاتا ہے*

جنوبی ہندوستان کے دریا

دکن اور جنوبی ہندوستان میں چھ بڑے بڑے دریا ہیں۔ دریائے نربدا اور تاپتی تو بحیرۂ عرب میں گرتے ہیں۔ اور باقی کے خلیج بنگالہ میں۔ نربدا صوبجات متوسط کی شمال مشرقی پہاڑیوں سے نکل کر بندھیاچل اور ست پڑا سلسلۂ کوہ کے درمیانی نشیبی علاقے میں سے گزرتا ہے۔ مغربی سمت میں بہتا ہُوا یہ دریا صوبۂ بمبئی کے مغربی اضلاع کو عبور کرکے بڑوچ کے قریب بحیرۂ عرب میں گرتا ہے۔ دریائے تاپتی صوبجات متوسط ہی سے نکل کر کوہ ست پڑا اور سطح مرتفع دکن کے درمیانی نشیبی علاقے میں سے گزرتا ہے۔ یہ دریا بھی نربدا کی طرح مغربی سمت اختیار کرتا ہُوا خاندیش کو عبور

کرکے سورت کے نزدیک بحیرۂ عرب میں گرتا ہے ❖

دریاے مہاندی صوبجات متوسط کی چھتیس گڑھ کی کمشنری میں سے نکل کر مشرقی سمت میں بہ کر کٹک کے نزدیک خلیج بنگالہ میں گرتا ہے ❖

جنوبی ہندوستان کے باقی کے تینوں دریا مغربی گھاٹوں سے نکل کر جنوب مشرقی سمت میں بہ کر خلیج بنگالہ میں گرتے ہیں۔ دریاے گوداوری صوبہ بمبئی کی شمالی کمشنری میں ناسک کے قریب نکل کر ریاست حیدر آباد کو عبور کرکے صوبہ مدراس کے اضلاع شمالی سرکار میں داخل ہوکر راج مندری کے قریب خلیج بنگالہ میں جا گرتا ہے۔ اس میں دریاے وین گنگا۔ واردھا اور پین گنگا شمال سے اور منجیرا جنوب سے آگرتے ہیں۔ شمالی معاون تو صوبجات متوسط اور برار کو سیراب کرتے ہیں۔ اور منجیرا ریاست حیدرآباد کو۔ دریاے کرشنا کولھا پور کے قریب نکل کر جنوبی مرہٹہ علاقہ کو عبور کرکے ریاست حیدر آباد میں داخل ہوتا ہے۔ کرنول کے پاس سے کچھ فاصلے تک یہ دریا ریاست حیدر آباد اور صوبہ مدراس کے درمیان حد ہے۔ یہ دریا بھی اضلاع شمالی سرکار کو عبور کرکے مسولی پٹم کے قریب خلیج بنگالہ میں گرتا ہے ❖

دریاے کاویری علاقۂ کورگ کی پہاڑیوں سے نکل کر جنوب مشرقی سمت میں بہتا ہوا ریاست میسور اور صوبہ مدراس کے کچھ اضلاع کو عبور کرکے چدامبرم

کے قریب خلیج بنگالہ میں گرتا ہے۔

آبادی اور آب و ہوا

ہندوستان کی آبادی ۱۹۳۱ء میں ۳۵ کروڑ تھی۔ اس ملک کے مختلف حصّوں کی آب و ہوا بھی مختلف ہے۔ اس میں سرد سے سرد اور گرم سے گرم قطعے موجود ہیں یہاں پر وہ علاقے بھی ہیں۔ جہاں پر بے حد بارش ہوتی ہے۔ اور وہ علاقے بھی ہیں۔ جہاں بارش کا نام و نشان بھی نہیں۔ مختلف آب و ہوا نے ہندوستانیوں پر مختلف حصّوں میں مختلف اثر پیدا کر دئے ہیں۔ جہاں پہاڑی علاقہ ہے۔ اور سطح زمین ناہموار اور بنجر ہے۔ وہاں کے باشندوں کو اپنی روزی کمانے کے لئے سخت محنت و مشقت کرنی پڑتی ہے۔ وہ سختی کی زندگی بسر کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اس لئے ان علاقوں کے لوگ فوجی خدمات کے لئے نہایت موزوں ہیں۔ اور ہندوستان کی موجودہ فوج بھی زیادہ تر انہی علاقوں سے بھرتی ہوتی ہے۔ جو لوگ زرخیز اور شاداب حصّوں میں آباد ہیں۔ اُنہیں روٹی کمانے کے لئے محنت کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے۔ جس سے وہ عموماً عیش پسند اور آرام طلب بن جاتے ہیں۔ اس لئے ان علاقوں کے لوگ زیادہ تر علم دوست اور بیوپاری ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں ایسے علاقے بھی ہیں۔ جن میں دُور دُور تک گھنے جنگل ہیں۔ اور جہاں

آمد و رفت کے ذرائع بہت کم ہیں ۔ اس وجہ سے یہ علاقے ملک کے باقی حصّوں سے بالکل الگ تھلگ پڑے ہیں ۔ اور یہاں کے لوگ بھی زیادہ تر جنگلی ہیں ؎

ہندوستان کا ملک

ہندوستان میں وحشی سے وحشی اور مہذّب سے مہذّب لوگ موجود ہیں ۔ رنگت کے لحاظ سے یہاں پر گورے بھی پائے جاتے ہیں ۔ اور کالے بھی ۔ اس ملک میں انسان کی ہر نسل کے آدمی ملتے ہیں ۔ اس خطۂ زمین پر ہندو ۔ بودھ ۔ سکھ ۔ جین ۔ مسلمان ۔ عیسائی ۔ پارسی ۔ یہودی اور قدرت پرست ہر مذہب و ملّت کے آدمی بستے ہیں ۔ اس برّ اعظم میں خشک قطعے ۔ تر خطّے ۔ پہاڑیاں ۔ میدان ۔ زرخیز وادیاں اور صحرا ہر قسم کے علاقے موجود ہیں ۔ یہاں پر لمبے سے لمبے دریا ۔ اونچے سے اونچے پہاڑ ۔ گھنے سے گھنے جنگل اور گنجان سے گنجان آباد بستیاں پائی جاتی ہیں ۔ اس جگہ ایک طرف تو کشمیر و کلّو کے دلکش سے دلکش سرسبز قدرتی نظارے ۔ اور دوسری طرف وزیرستان اور خیبر کے ہولناک سے ہولناک ٹنڈ منڈ ۔ خشک اور ڈراؤنی چٹانیں دکھائی دیتی ہیں ۔ ان تمام حالات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے ۔ کہ ہندوستان ایک چھوٹے پیمانے پر تمام دُنیا کا

ایک خلاصہ ہے:۔

خلاصہ فصل اوّل

علم تواریخ میں دو باتوں کا یاد رکھنا ضروری ہے جغرافیہ اور تواریخ - لفظ ہندو سنسکرت زبان کے لفظ اندو سے نکلا ہے - جس کے معنی چاند یا چندر کے ہیں کیونکہ آخری ویدک ایّام میں شمالی ہندوستان کا بہت بڑا علاقہ چندر بنسی راجاؤں کے زیر حکومت تھا - یہ ملک اندوستھان یا ہندوستان کہلایا - تمام ہندوستان پانچ طبقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے - **اوّل** وہ میدانی اور ریگستانی علاقہ جو ہمالیہ - اراولی - بحیرہ عرب - کوہ ہندوکش اور ریگستان سیستان کے درمیان واقع ہے - **دوم** وہ میدانی علاقہ جو ہمالیہ - بندھیاچل اور خلیج بنگالہ کے درمیان واقع ہے - **سوم** وہ پہاڑی علاقے جو کوہ ہمالیہ کی پہاڑیوں میں واقع ہیں - **چہارم** وہ تمام میدانی اور پہاڑی علاقے جو کوہ بندھیاچل کے جنوب میں واقع ہیں - اور **پنجم** برما جو خلیج بنگالہ کے مشرق میں واقع ہے - ہندوستان کی خشکی کی سرحد کوہ ہمالیہ کی اونچی دیواروں اور سیستان اور مکران کے ریگستانوں سے محفوظ ہے - کوہ بندھیاچل ملک کو دو حصّوں میں تقسیم کرتا ہے - یہ ملک بڑے بڑے دریاؤں سے سیراب ہوتا ہے - ہندوستان میں سات بڑے بڑے دریا ہیں - برھم پترا - گنگا - سندھ - نربدا - گوداوری - کرشنا اور کاویری - ان

میں سے ہر ایک دریا کے بہت سے معاون ہیں۔ ہندوستان اتنا وسیع ملک ہے۔ کہ اس میں ہر ایک قسم کی آب و ہوا۔ ہر ایک قسم کی زمین اور ہر ایک قسم کے لوگ اور مذہب پائے جاتے ہیں÷

سوالات

۱۔ تواریخ یاد کرنے کے لئے جغرافیہ یاد کرنے کی کیوں ضرورت پڑتی ہے؟

۲۔ ہندو اور ہندوستان کے ناموں کی وجہ تسمیہ بیان کرو÷

۳۔ ہندوستان کے شمال میں دشوار گزار پہاڑوں اور دروں کی موجودگی کا ہندوستان کی تواریخ پر کیا اثر پڑا ہے؟

۴۔ ہندوستان کن قدرتی حصّوں میں منقسم ہے۔ ہر ایک کے حدود اربعہ بتاؤ÷

۵۔ ہندوستان کے پہاڑوں کا بیان لکھو÷

۶۔ ہندوستان کے دریاؤں کا بیان لکھو÷

۷۔ ہندوستان کی آب و ہوا کس قسم کی ہے۔ اور اس کا اس ملک کی آبادی پر کیا اثر پڑا ہے؟

۸۔ وجہ بیان کرو۔ کہ ہندوستان کو دُنیا کا خلاصہ کیوں کہا جاتا ہے؟

۹۔ ہندوستان کا فزیکل نقشہ کھینچو۔ اور اُس میں اس ملک کی قدرتی خصوصیات۔ پہاڑ۔ دریا۔ ریگستان وغیرہ درج

کرو۔اس نقشہ کی مدد سے دو مثالیں ایسی دو۔جن سے یہ ظاہر ہو۔کہ کس طرح سے قدرتی خصوصیات کا اس ملک کی تواریخ پر اثر پڑا ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۵ - ۱۹۲۵)۔

۱۰- ہندوستان کے جغرافیہ کا ہندوستان کی تواریخ پر کس طرح سے اثر ہؤا؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۸ - ۱۹۲۷ - ۱۹۲۸)۔

فصل دوم

ہندوستان کے باشندے

باشندوں کی نسلی بناوٹ

اس ملک میں انسان کی ہر نسل کے آدمی پائے جاتے ہیں۔اس ولایت میں منگولی۔آریہ۔دراوڑی۔سامی اور حبشی ہر نسل کے انسان پائے جاتے ہیں۔بعض محققین کا خیال ہے۔کہ ہندوستان کے اصلی باشندے کولی۔کولاری۔بھیل۔گونڈ۔سنتھال وغیرہ تھے۔لیکن یہ تحقیقاً نہیں کہا جا سکتا۔کہ یہ لوگ بھی شروع شروع میں ہندوستان میں کہیں باہر سے آئے تھے۔یا یہیں کے اصلی باشندے ہیں۔بعضوں کا تو یہ خیال ہے۔کہ کسی نہایت قدیم زمانے میں جنوبی ہندوستان

جس کو موجودہ زمانے میں دکن بھی کہتے ہیں۔ ایشیا
سے علیحدہ تھا۔ اور ایشیا اور دکن کے درمیان جہاں
آج کل دریائے گنگا اور سندھ کے وسیع میدان ہیں۔
وہاں پر ایک سمندر حائل تھا۔ اُس زمانے میں دکن
ایک طرف افریقہ سے اور دوسری طرف جزائر شرق
الہند سے ملا ہؤا تھا۔ اور ہندوستان کے موجودہ بھیل۔
گونڈ۔ سنتھال وغیرہ بھی اُسی نسل سے ہیں۔ جس
نسل سے افریقہ کے حبشی ہیں۔ یا جزائر شرق الہند
کے اصلی باشندے ہیں۔ لیکن صحت سے نہیں کہا
جا سکتا۔ کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ یہ لوگ آج کل
ہندوستان کے جنگلی اور پہاڑی علاقوں میں پائے
جاتے ہیں۔ اور اب بھی زیادہ تر وحشی ہیں۔ ان
کے بعد ہندوستان میں ایک اور بڑی قوم منگولیوں
کی ہے۔ یہ زیادہ تر برہما میں اور ہمالیہ کے پہاڑی
علاقوں میں بستے ہیں۔ اور یہ اُسی نسل سے ہیں۔
جس نسل سے چینی۔ جاپانی اور سیام کے باشندے
ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ شمال مشرقی
درّوں سے حملہ آور ہو کر ہندوستان میں داخل ہوئے
تھے۔ تیسری قوم ہندوستان میں دراوڑیوں کی ہے۔
اس نسل کے لوگوں میں تامل۔ تلنگے۔ کانڑی اور ملایا
شامل ہیں۔ اِن لوگوں کی تہذیب پرانی ہے۔ اور خیال
کیا جاتا ہے۔ کہ دراوڑی لوگ زمانۂ قدیم میں جہاز
رانی میں بہت ماہر تھے۔ بعض لوگوں کی تو یہ رائے

ہے۔ کہ ان کی تہذیب آریوں کی تہذیب سے بھی پُرانی ہے۔ یہ لوگ کہاں سے ہندوستان میں آئے اور کب آئے؟ ایسا سوال ہے۔ جس کا ابھی تک کوئی خاطر خواہ جواب نہیں ملا۔ لیکن ہندوستان میں سب سے زیادہ تعداد میں جو قوم آباد ہے۔ اُس کو آریہ کہتے ہیں۔ بعضوں کا یہ خیال ہے۔ کہ یہ لوگ وسط ایشیا سے ہندوکش اور سلیمان کی پہاڑیوں کے درّوں کو عبور کرکے ہندوستان میں وارد ہوئے تھے۔ چند ایک کا یہ خیال ہے۔ کہ نہایت قدیم زمانے میں آریوں کا اصلی وطن قطب شمالی تھا۔ بعضوں کا یہ خیال ہے۔ کہ یہ لوگ اصل میں یورپ کے ملک ہنگری کے باشندے ہیں۔ اور وہاں سے نقل مکان کرکے بلقان کے رستے آبنائے باسفورس اور درۂ دانیال کو عبور کرکے ٹرکی۔ عراق۔ ایران اور افغانستان سے گزر کر ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ کوہ ہندوکش اور کوہ سلیمان کے درمیان کی وادیاں۔ کشمیر کا علاقہ۔ وسط ایشیا میں بخارا۔ سمرقند۔ فرغانہ اور پامیر کے علاقے اور دریائے سندھ سے سیراب موجودہ افغانستان۔ شمال مغربی صوبہ۔ پنجاب اور سندھ ہی آریوں کے اصلی وطن ہیں۔ لیکن یہ تمام خیالات ابھی تک قیاسات ہی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تحقیقاً کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ آریوں کے بعد وہ لوگ جو ہندوستان

کی موجودہ آبادی میں قابلِ ذکر ہیں ۔ وہ شکا۔ ہون ۔ ترک ۔ عرب ۔ مغل اور بلوچ ہیں۔ مسلمانوں کے حملے سے پہلے جو شکا ۔ ہون اور ترک لوگ ہندوستان پر حملہ آور ہوئے تھے ۔ وہ اب ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ شمالی ہندوستان کی عام ہندو آبادی میں جذب ہو چکے ہیں ۔ لیکن جو ترک ۔ عرب ۔ مغل اور بلوچ اسلامی زمانے میں ہندوستان میں آئے تھے ۔ وہ اب تک علیحدہ ہستی رکھتے ہیں ۔ گو اس میں کوئی شک نہیں ۔ کہ ان کے خون میں بھی ہندوستانی خون بہت حد تک مل چکا ہے ۔ اور وہ بھی اب آریہ کہلائے جا سکتے ہیں ۔

تواریخی زمانے سے پیشتر ابتدائی حالات

دُنیا کے ہر ایک ملک میں مہذب زمانے کی تواریخ سے پہلے عموماً ایک ایسا بھی زمانہ پایا جاتا ہے ۔ جبکہ اُس ملک میں محض جنگلی اقوام ہی آباد تھیں ۔ خیال کیا جاتا ہے ۔ کہ دوسرے ملکوں کی طرح ہندوستان میں بھی ایک زمانہ تھا ۔ جبکہ یہاں کے باشندے جنگلوں میں بڑے بڑے درختوں کے کھوکھلے تنوں میں ۔ زمین کے اندر غاروں میں اور پہاڑوں کی کندروں میں جنگلی جانوروں کی طرح رہتے تھے ۔ جنگلی جانوروں کو مار کر یا جنگلی درختوں کے پھل پھول توڑ کر کھاتے تھے ۔ وہ درختوں کے پتوں کا لباس پہن کر زندگی بسر کرتے تھے ۔ اُس

زمانے میں نہ تو لوہے کے ہتھیار تھے۔ اور نہ پیتل
کانسی کے برتن تھے۔ صرف مرے ہوئے جانوروں کی
ہڈیاں یا پتھر کے نوکدار ٹکڑے ہی ہتھیاروں کا کام
دیتے تھے۔ اس ابتدائی زمانے میں نہ تو لوگ اشیائے
خوردنی رکھنے کے لئے برتن بنا سکتے تھے۔ اور نہ کھانا
پکانے کے لئے آگ جلا سکتے تھے۔ جو کچھ جنگل میں
مل جاتا تھا۔ وہ حیوانوں کی طرح کچا ہی کھا کر
گزارہ کرتے تھے۔ اُن دنوں نہ بیمار کی بیماری کا
علاج ہوتا تھا۔ اور نہ زخمی کی مرہم پٹی ہو سکتی تھی۔
اگر قدرتی طور سے شفا ہو جاتی تھی۔ تو اچھے ہو جاتے
تھے۔ نہیں تو یوں ہی مر جاتے تھے۔ یا دیگر لوگ ان
کو مار کر کھا جاتے تھے۔ اُس زمانے میں نہ تو شادی
بیاہ کا رواج تھا۔ اور نہ ہی کوئی رشتہ داری کا
تعلق مانا جاتا تھا۔ انسانوں اور حیوانوں کی زندگی میں
کوئی فرق نہ تھا۔ اس قدیم زمانے کو اکثر سنگلاخی زمانہ
کہتے ہیں +

دھاتوں کا زمانہ

لیکن چونکہ انسان میں سوچنے
بچارنے کی ایک ایسی طاقت
موجود ہے۔ جو اور کسی حیوان میں نہیں پائی جاتی۔
اس لئے رفتہ رفتہ سنگلاخی زمانے کے جنگلی لوگ تہذیب
میں ترقی کرتے گئے۔ سب سے پہلے پتھر کے بھدّے
ٹکڑوں کی بجائے خوبصورت اور خوش وضع ہتھیار
تراش کر بنانے لگے۔ اور اس کے بعد دھاتوں سے

ہتھیار بھی بننے شروع ہوئے۔ دھاتوں میں سب سے پہلے تانبے کا استعمال ہؤا۔ اور اس کے بعد لوہے کا۔ اس دھاتوں کے زمانے میں لوگوں نے آگ جلانے کا ہُنر سیکھ لیا تھا۔ وہ مٹی کے اور اس کے بعد تانبے کے برتن بھی بنا سکتے تھے۔ انہوں نے کئی ایک جنگلی جانوروں کو بھی اپنے ساتھ ہلا کر پالتو بنا لیا تھا۔ کُتا۔ گائے۔ گھوڑا وغیرہ۔ یہ جانور سب سے پہلے پالتو ہوئے۔ رفتہ رفتہ ان لوگوں نے غاروں اور کندروں میں رہنا چھوڑ کر بُری بھلی گھاس کی جھونپڑیوں میں رہنا شروع کر دیا۔ اب وہ مٹی کے برتن بھی اشیائے خوردنی رکھنے کے لئے بنا سکتے تھے۔ اس زمانے کو دھاتوں کا زمانہ کہتے ہیں ٭

کاشتکاری کا زمانہ

دھاتوں کے زمانے کے بعد لوگوں نے کاشتکاری کا فن سیکھا۔ اور کھیتی باڑی کر کے کھانے کے لئے اناج پیدا کرنے لگے۔ اصل میں تہذیب کے زمانے کا آغاز تب سے شروع ہوتا ہے۔ جب سے کہ لوگوں نے کاشتکاری اور کھیتی باڑی کی زندگی بسر کرنا شروع کی۔ اور گھر بار بنا کر ہر ایک کُنبہ مستقل طور پر ایک جگہ رہنے لگا۔ کھیتی باڑی میں چونکہ ایک آدمی سے کام نہیں چل سکتا۔ اور کئی آدمیوں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے کئی ایک کُنبے ایک جگہ بستیاں بنا کر رہنے لگے۔ مختلف ملکوں میں

یہ سنگلاخی - دھاتوں اور کاشتکاری کا زمانہ مختلف زمانوں میں رائج ہؤا ہے - اس لئے یہ تحقیقاً نہیں کہا جا سکتا - کہ ہندوستان میں سنگلاخی کا زمانہ کب ختم ہؤا - دھاتوں کا زمانہ کب شروع ہؤا - اور یہاں کے باشندوں نے کاشتکاری کس زمانے میں سیکھی - لیکن چونکہ تہذیب کے زمانے کی ابتدا کاشتکاری کے زمانے کے آغاز سے شروع ہوتی ہے - اس لئے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا - کہ ہندوستان میں مہذب زمانہ کب شروع ہؤا - کیونکہ ہندوستان میں تہذیب نہایت قدیم زمانے سے پائی جاتی ہے - اس لئے یہ بھی صحت سے نہیں کہا جا سکتا - کہ مہذب زمانے کی ابتدا سے پہلے ہندوستان میں کون کون سی وحشی اور جنگلی اقوام موجود تھیں اور اُن اقوام میں سے آج کل کون سی موجود ہیں - قدرتاً اس عرصۂ دراز میں قیاس کیا جا سکتا ہے - کہ نسلوں میں بہت کچھ خلط ملط ہو گیا ہوگا - اور موجودہ بھیل - گونڈ - سنتھال وغیرہ اقوام ہندوستان کے اصلی اور جنگلی باشندوں میں سے ہیں - لیکن یہ خیالات محض قیاسات سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے ؞

ہندوستانی تاریخ کی ابتدا

اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسان کو اس زمین پر رہتے کئی لاکھ برس ہو گزرے ہیں - لیکن یہ تحقیقاً

نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ہندوستان میں سنگلاخی کا زمانہ
کب ختم ہوا۔ موہن جیدارو ضلع لاڑکانہ صوبہ سندھ میں
اور ہڑپہ ضلع منٹگمری صوبہ پنجاب ہیں جو تھوڑا عرصہ
ہوا۔ کھدائیاں ہوئی ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے۔
کہ پانچ چھ ہزار سال کا عرصہ ہوا۔ کہ دریائے سندھ
اور اُس کے معاونوں کی وادیوں میں دھاتوں کے زمانے
کی ایک زبردست تہذیب ہو گزری ہے۔ اس قدیم
زمانے میں بھی لوگ پکی اینٹوں سے بنے ہوئے مضبوط
مکانوں میں رہتے تھے۔ وہ سونے چاندی کے زیورات
پہنتے تھے۔ اُن کے گھروں میں غسل خانے بنے ہوئے
تھے۔ اُن کے شہروں میں نہانے کے لئے تالاب اور گلی
کوچوں میں موریاں اور نالیاں صفائی کے لئے بنی ہوئی تھیں۔ اُن
کے پاس رتھ ہؤا کرتے تھے۔ اور موجودہ ہندوؤں کے
شیو۔ پاربتی جیسے دیوتاؤں۔ اور بیل اور غالباً پیپل جیسے
چند ایک درختوں کی مورتیاں بنا کر پوجا کرتے تھے۔
یہ لوگ غالباً ماس کھاتے تھے۔ اور اپنے مُردوں کو
جلاتے تھے۔ وہ فن تحریر جانتے تھے۔ کیونکہ موہن جیدارو
اور ہڑپہ دونوں جگہوں سے مُہریں جن پر تصویر نما لکھائی
موجود ہے۔ پائی گئی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہؤا ہے۔ کہ
یہ سندھی تہذیب زمانۂ قدیم میں ملک فارس کے تمام
جنوبی ساحلوں پر۔ خلیج فارس میں جنوبی عراق تک پھیلی
ہوئی تھی۔ جنوبی عراق میں رہنے والے اس زمانے کے
باشندے سومیریوں کے نام سے مشہور ہیں۔ لہذا سومیری

اور دریائے سندھ اور اس کے معاونوں کی وادیوں میں رہنے والے لوگوں میں بہت میل ملاپ تھا +

ابھی تک محققین یہ فیصلہ نہیں کر سکے۔کہ سندھ میں یہ قدیمی باشندے کس نسل سے تھے۔بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔کہ یہ لوگ اسور تھے۔جن کا کہ پُرانی سنسکرت کتب میں اس قدر ذکر آتا ہے۔بعضوں کی یہ رائے ہے۔کہ یہ قدیم سندھی لوگ اور موجودہ دراوڑی لوگ ایک ہی نسل سے ہیں۔ لیکن تحقیقاً کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ مگر ان کھدائیوں سے ایک امر تو پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتا ہے۔وہ یہ کہ عرصہ کم از کم پانچ چھ ہزار برس گزرے بھی ہندوستان ایک نہایت مہذب ملک تھا۔معلوم نہیں کہ اس ملک کی تہذیب اس سے کتنا عرصہ پیشتر شروع ہوئی +

دراوڑی تہذیب

دراوڑی بھی ایک نہایت قدیم لوگ ہیں۔ان کے قدم مصر۔فلسطین۔کلدونیہ اور بابل سے گہرے تجارتی تعلقات تھے۔بہت سی ایسی اشیا جو اب کھدائی سے ان غیر ممالک کے شہروں سے برامد ہوئی ہیں۔وہاں ایسے ناموں سے پکاری جاتی ہیں۔جو دراوڑی زبان سے نکلے ہوئے ہیں۔جنوبی ہندوستان اور ان مغربی ممالک کے درمیان تجارت ہاتھی۔سونا۔جواہرات۔چاول۔ساگوان کی لکڑی۔بندروں اور موروں میں ہوا کرتی تھی۔دراوڑی زبان آریوں کی زبان سنسکرت سے نکلی ہوئی نہیں معلوم ہوتی۔اس

سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔کہ دراوڑی اور آریہ
دو مختلف اقوام ہیں ٭

آریہ تہذیب

جیسے پہلے کہا جا چکا ہے۔اس ملک میں سب سے زیادہ آبادی آریوں کی ہے۔بعض محققین کی رائے ہے۔کہ ہندوستان میں وارد ہوتے وقت آریہ لوگ سندھ کے رہنے والے قدیم باشندوں یا دراوڑی لوگوں جیسے مہذّب نہ تھے ۔ ان محققوں کی رائے میں آریہ حملہ آوروں نے ان قدیم سندھیوں اور دراوڑیوں کی تہذیب کا خاتمہ کیا۔خیال کیا جاتا ہے۔کہ ہندوستان میں وارد ہوتے وقت آریہ لوگ محض زراعت پیشہ لوگ تھے۔اور دیہاتوں میں رہتے تھے۔نہ کہ شہروں میں۔لیکن معلوم ہوتا ہے۔کہ وہ فن سپاہ گری میں افضل تھے۔آریہ زبان بولنے والی دیگر اقوام فارس۔موجودہ ٹرکی۔یونان۔اٹلی اور یورپ کے باقی ملکوں میں جا آباد ہوئیں ٭

ہندوستان میں آریوں کی آمد کا زمانہ

یورپین محققین کی رائے ہے۔کہ آریہ لوگ پہلے پہل ۱۵۰۰ سنہ قبل از مسیح ہندوستان میں وارد ہوئے۔ اس رائے کا انحصار اس امر واقعہ پر ہے۔کہ ۱۴۰۰ سنہ قبل از مسیح میں ایک آریہ قوم ہیٹیایٹ کا وجود شمالی عراق اور ٹرکی میں ثابت ہے۔ لیکن بال گنگا دھر تلک جیسے ہندوستانی محققین کی رائے میں اس امر کا ثبوت موجود ہے۔کہ ویدوں کی کچھ سوکتیں جو علاقہ

کوروکشیتر میں نازل ہوئیں۔ ۴۵۰۰ برس قبل از مسیح کی پُرانی ہیں ؀

ہندوستان میں ابتدائی آریہ بستیاں

سب سے زیادہ قدیم آریہ روائتیں بتلاتی ہیں۔ کہ اس ملک کے آریہ دو قوموں میں بٹے ہوئے تھے۔ سورج بنسی اور چندر بنسی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بہت جلد تمام شمالی ہندوستان میں پھیل گئے۔ یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ سورج اور چندر بنسی ہندوستان میں مختلف حملوں میں وارد ہوئے۔ پہلے سورج بنسی لوگوں نے بستیاں بنائیں۔ اور ان کے بعد چندر بنسیوں نے۔ بعض محققین کی رائے میں سورج بنسی لوگ اس ملک میں ہندوکش اور سلیمان پہاڑوں کے شمال مغربی درّوں میں سے گزر کر وارد ہوئے۔ چندر بنسی لوگ غالباً علاقۂ پامیر سے براستہ کشمیر۔ کلّو۔ شملہ اور گڑھوال۔ بغیر پنجاب کے میدانوں میں سے گزرنے کے موجودہ صوبجات آگرہ و اودھ میں داخل ہوئے۔ شمالی ہندوستان پر قبضہ کرکے ان مختلف آریہ قوموں نے تمام ملک کو آپس میں بانٹ لیا۔ اور اس طرح سے کئی ایک ریاستیں اور سلطنتیں قائم ہوگئیں۔ لیکن بندھیاچل کے جنوب کے علاقے میں آریہ کچھ عرصے تک وارد نہ ہوئے۔ لہذا دکن اور جنوبی ہندوستان میں دراوڑی ریاستیں اور سلطنتیں کئی ایک صدیوں تک اور قائم رہیں۔ اس زمانے میں آریہ اور دراوڑی ریاستوں میں اکثر جنگ ہوتے ہونگے۔ لیکن تواریخ میں

ان جنگوں کا کوئی ذکر نہیں آتا۔ لہذا ہم مجبور ہیں۔ کہ اس ابتدائی زمانے کی تواریخ کو خاموشی سے نظر انداز کر دیں ؛

ہندوستان کی تواریخ در اصل آریہ ریاستوں کی قائمی سے شروع ہوتی ہے۔ ان آریہ ریاستوں کی قائمی۔ ترقی اور تنزّل کی تواریخ مرتب کرنے میں ہم کو اُن کہانیوں سے بہت مدد ملتی ہے۔ جو کہ ہماری پُرانی روایتوں کے ذخیروں میں موجود ہیں۔ اس قدیم زمانے کی تواریخ کے لئے یعنی آریہ ریاستوں کی قائمی سے لے کر بودھ اور جَین مذہب کے ظہور تک ہم کو صرف اُنہی روایات اور کہانیوں پر انحصار کرتا پڑتا ہے۔ جو ویدوں۔ براہمن گرنتھوں۔ اُپنشدوں۔ پورانوں اور رامائن اور مہابھارت میں ملتی ہیں ؛

خلاصہ فصل دوم

ہندوستان کی آبادی میں کئی ایک نسلوں کے لوگ موجود ہیں۔ وہ آسٹرک۔ منگول۔ دراوڑ۔ آریہ ناموں سے مشہور ہیں۔ آسٹرک لوگوں کا اصلی وطن آسٹریلیا اور بحر الکاہل کے جزیرے تھے۔ منگولوں کا تبت اور منگولیا۔ دراوڑیوں کا وطن وہ برّ اعظم مشتمل جنوبی ہندوستان اور افریقہ تھا۔ جو کہ نہایت قدیم زمانے میں ایشیا کے جنوب میں موجود تھا۔ اور

اب سمندر میں غرق ہو چکا ہے۔ آریوں کا اصلی وطن اُن پہاڑی علاقوں میں تھا۔ جو صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ کے شمالی علاقہ میں ہیں۔ اور پنجاب کے مشرقی وشمالی اضلاع۔ موجودہ ریاست کشمیر۔ شمال مشرقی سرحدی صوبہ۔ اور افغانستان۔ وسط ایشیا میں بخارا۔ سمرقند۔ فرغانہ اور پامیر کے علاقے بھی ان لوگوں کے اصلی وطن میں شامل تھے۔ تواریخی زمانے سے پیشتر لوگ دیہاتوں میں باقاعدہ بستیاں بنا کر نہیں رہتے تھے۔ اس زمانے میں آدمی ہتھیار نہیں بنا سکتا تھا۔ آگ جلانی نہیں جانتا تھا۔ اور برتن بنانے کے فن سے ناواقف تھا۔ وہ یا تو کسی کا ماس یا جنگلوں میں اکٹھے کئے ہوئے پھل پھول کھا کر گزارہ کرتا تھا۔ اس کو گھر اور مکان بنانے نہیں آتے تھے۔ بلکہ غاروں اور درختوں کے کھوکھلے تنوں میں رہتا تھا۔ اُن دنوں بیاہ شادی کا رواج نہ تھا۔ چنانچہ کوئی گھریلو زندگی نہ تھی۔ جب انسان نے کچھ ترقی کی۔ تو اس نے بہتر ہتھیار بنانا۔ جنگلی جانوروں کو پالنا اور جھونپڑوں میں رہنا شروع کیا۔ اب وہ اپنے استعمال کے لئے برتن بھی بنانے لگ گیا۔ جب انسان نے اس سے زیادہ ترقی کی۔ تو اس نے زمین کاشت کرنی شروع کی۔ اور اب دیہاتوں میں بستیاں بنا کر رہنے لگا۔ اس وقت سے زمانہ تہذیب شروع ہوتا ہے۔ پانچ چھ ہزار برس گزرے۔ دریائے سندھ کی وادیوں میں دھاتوں کے زمانے کی ایک زبردست تہذیب

موجود تھی۔ یہ تہذیب اسی طرح کی تہذیب تھی۔ جو کہ
اس زمانے میں کلدونیہ میں اور خلیج فارس کے ارد گرد
موجود تھی۔ یہ لوگ نہایت عمدہ بنے ہوئے مکانوں
میں رہتے تھے۔ اور شیو اور پاربتی جیسے دیوتاؤں کی
پُوجا کرتے تھے۔ یہ لوگ شاید اسور تھے۔ جن کا
پُرانی سنسکرت کتب میں بہت ذکر آیا ہے۔ دراوڑی
لوگ زیادہ تر دکن اور جنوبی ہندوستان میں رہتے
تھے۔ یہ بھی ایک نہایت قدیم لوگ ہیں۔ اور ان
کے قدیم مصر۔ فلسطین۔ بابل اور کلدونیہ کے لوگوں
سے گہرے تجارتی تعلقات تھے۔ ہندوستان میں سب
سے زیادہ آبادی آریوں کی ہے۔ انہوں نے قدیم
سندھیوں اور دراوڑیوں کی تہذیب کو تباہ کیا۔
یوروپین محققین کی رائے ہے۔ کہ آریہ ہندوستان میں
۱۵۰۰ برس قبل از مسیح وارد ہوئے۔ لیکن ہندوستانی
عالموں کی رائے میں وہ ۴۵۰۰ برس قبل از مسیح
ہندوستان میں موجود تھے۔ ہندوستان میں آریوں
کی دو بڑی شاخیں تھیں۔ سورج بنسی اور چندر بنسی۔
ہندوستان میں آباد ہونے کے بعد ان دونوں قوموں
نے شمالی ہندوستان میں کئی ایک ریاستیں اور
سلطنتیں قائم کیں۔ ان کے دراوڑی ریاستوں سے
غالباً مدّت تک جنگ ہوتے رہے ہوں گے ؎

سوالات

۱- ہندوستان میں زیادہ تر کون سی نسل کے انسان آباد ہیں؟ اور وہ ہندوستان میں کہاں سے آکر آباد ہوئے؟

۲- سنگلاخی زمانے میں انسان کی کیا حالت تھی؟ اور وہ کس طرح سے رہتے سہتے تھے؟

۳- دھاتوں کے زمانے میں انسان نے کیا کیا ترقیاں کیں؟ اور اُس زمانے میں اُن کا رہن سہن کیسا تھا؟

۴- مہذّب زمانے کی ابتدا کس مرحلہ سے شروع ہو سکتی ہے؟ اور اس زمانے کے انسان کا دھاتوں کے زمانے کے انسان سے تہذیب میں کیا اختلاف ہے؟

۵- ہندوستان میں تہذیب کا زمانہ کب شروع ہؤا؟

۶- تمہارے خیال میں آریہ لوگ ہندوستان میں کب وارد ہوئے؟ اور وہ ملک کے کونسے حصّے میں آباد ہوئے؟

۷- مختصراً بیان کرو۔کہ آریوں کے ہندوستان میں آنے سے پہلے اس ملک کے لوگوں کی نسبت تم کیا جانتے ہو؟ آریہ لوگ کب اور کہاں سے اس ملک میں وارد ہوئے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۷ء)

فصل سوم

آریوں کی ہندوستان میں ابتدائی بستیاں

ویدک زمانے کی تواریخ کے ماخذ

ہندوستان کی تواریخ کا زمانہ اس قدر لمبا ہے۔کہ اس زمانے کی تفصیلی تواریخ کا ملنا نہایت دشوار ہے۔ اس کے علاوہ یہ عام طور پر معلوم ہے۔کہ اس ملک پر بے شمار حملے ہوئے ہیں۔ یہاں پر ان گنت سلطنتیں قائم ہوکر تباہ و برباد ہوئی ہیں۔ اور زمانے کے ردّ و بدل میں اکثر تواریخی کتابیں اور تواریخی آثار "قدیمہ ضائع ہو چکے ہیں۔ اس لئے یہ کوئی تعجّب کی بات نہیں۔ کہ ہم کو آج کل پرانے زمانے کے متعلق تواریخی مصالحہ بہت کم ملتا ہے۔ لیکن پھر بھی شکر کا مقام ہے۔کہ موجودہ زمانے میں ہندوستانی اور یوروپین محققوں کی محنت سے اس ملک کی پرانی تواریخ کا مصالحہ دن بدن زیادہ مقدار میں دستیاب ہو رہا ہے۔ ہندوؤں کی متبرّک کتب وید منتر۔ براہمن۔ اُپنشد و سوتر گرنتھ۔ مہابھارت۔ رامائن اور پوران وغیرہ ایسی کتابیں ہیں۔ جو ویدک زمانے کی تواریخ پر بہت کچھ روشنی ڈالتی

ہیں - لیکن چونکہ اس زمانے کے متعلق آج کل ہمارے پاس دُنیا بھر میں ویدوں سے بڑھ کر اور کوئی پُرانی کتاب موجود نہیں - اور نہ ہی ہمارے پاس اس قدیم زمانے کی تواریخ کے متعلق ابھی تک دیگر ممالک کے لوگوں کی تحریرات موجود ہیں - اس لئے اس زمانے کی تواریخ کے لیئے ہم کو بالکل سنسکرت کُتب پر ہی انحصار کرنا پڑیگا +

قدیم ہندوستان میں دو آریہ قومیں

اگر پورانوں میں درج شدہ شاہی خاندانوں کے شجرہ نسبوں کا مطالعہ کیا جائے - تو پتہ چلتا ہے - کہ ہندوستان کے قدیم آریوں میں دو زبردست قومیں تھیں - سورج بنسی اور چندر بنسی - سورج بنسی قوم زیادہ قدیم معلوم ہوتی ہے - اور اس کے راجاؤں کا نکاس ایودھیا میں بتلایا جاتا ہے - چندر بنسی قوم ہندوستان میں بعد کی آئی معلوم ہوتی ہے - لیکن یہ بتلایا جاتا ہے - کہ ان کی سلطنت پہلے پہل پریاگ (موجودہ الہ آباد) کے قریب قائم ہوئی تھی - ہندوستان کے تمام مشہور شاہی خاندان ان ہی دو قوموں میں سے ہوئے ہیں +

سورج بنسی ریاستیں

پورانوں کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے - کہ سب سے ابتدائی زمانے میں سورج بنسی قوم تمام شمالی ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھی - یہاں تک بھی

پورانوں میں ذکر آتا ہے۔ کہ دکن کا ڈنڈک بن بھی پہلے پہل سورج بنسی راجاؤں کے ماتحت تھا۔ اس بات کا کہ سورج بنسیوں نے ہندوستان میں یہ ریاستیں کب اور کس زمانہ میں قائم کیں۔ کچھ پتہ نہیں چلتا۔ لیکن اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب چندر بنسی ہندوستان میں وارد ہوئے۔ تو پنجاب میں اور شمالی ہند کے وسطی علاقوں میں سورج بنسی ریاستیں تباہ ہوکر نیست و نابود ہو گئیں۔ اور اُن کی بجائے چندر بنسی ریاستیں قائم ہو گئیں۔ چندر بنسیوں کی آمد کے بعد پورانوں میں زیادہ تر چار سورج بنسی ریاستوں کے حالات ملتے ہیں۔ ایک ریاست شمالی بہار میں ویشالی کے نام سے مشہور تھی۔ اور دوسری ویدیہہ میں متھلہ کے نام سے پکاری جاتی تھی۔ جس پر جنک خاندان کے راجا حکومت کرتے تھے۔ تیسری اودھ میں اکشواکو خاندان کی تھی۔ اور چوتھی ریاست کاٹھیاوار میں تھی۔ اور اس میں سریاتی خاندان کے راجا حکمران تھے۔ اِن سب ریاستوں میں اکشواکو خاندان کی سلطنت نہایت مشہور ہے۔ اس ابتدائی زمانے میں بھی اس خاندان کے کئی ایک راجا چکرورتی راجا ہوگزرے ہیں۔ سراوست۔ سندھاتری۔ تریشنکو اور ہریش چندر اس خاندان کے مشہور راجا ہیں۔ راجا ہریش چندر کی سخاوت اور حق پرستی کی روایتیں اب تک عوام

ہیں مشہور ہیں +

چندر بنسی ریاستیں

یہ تحقیقاً نہیں کہا جا سکتا کہ چندر بنسی ہندوستان میں کب آئے۔ لیکن پوران بتلاتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کی پہلے پہل پریاگ میں سلطنت قائم ہوئی۔ اس قوم کا سب سے پہلا بادشاہ پورورو ا بتلایا جاتا ہے۔ کالیداس کا وکرم اور وشی کا مشہور ناٹک اسی راجا کے حالات سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ چندر بنسیوں نے تھوڑے ہی عرصے میں ہندوستان کے ایک بھاری حصّے پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور اس قوم کے راجاؤں نے تمام شمالی اور شمال مغربی ہندوستان میں کئی ایک ریاستیں قائم کر لی تھیں۔ پہلے پہل چندر بنسیوں کی تین ریاستیں قائم ہوئیں۔ ایک پریاگ میں۔ دوسری قنوج میں اور تیسری کاشی میں۔ پریاگ والے خاندان میں نہوش اور ییاتی دو بڑے مشہور راجا تھے۔ کئی ایک سنسکرت کتب ان کے قصّے اور کہانیوں سے بھری پڑی ہیں۔ ییاتی کے پانچ بیٹے بتلائے جاتے ہیں۔ یدو۔ تورو سو۔ دروہیو۔ انو اور پورو + ییاتی کے بعد اس کی وسیع سلطنت ان پانچوں بیٹوں میں تقسیم ہوئی۔ سب سے چھوٹے پورو کو تو پریاگ اور بعد میں موجودہ دہلی اور میرٹھ کے ارد گرد کا علاقہ ملا۔ مالوہ اور گجرات کا علاقہ یدو کے حصّے میں آیا۔ بندھیل کھنڈ پر تورسو کی

قبضہ ہوا - درو ہیو شاخ کے راجا کابل اور قندھار پر قابض ہوئے - اور انو پنجاب کے حکمران بن گئے - آنووں کا علاقہ کئی ریاستوں میں بٹ گیا - اس خاندان میں سیوی - کیکئی اور مدّرا مشہور شاخیں ہو گزری ہیں - یہ تمام آنوی شاخیں پنجاب میں حکمران تھیں ؂

اس زمانے کے چندر بنسی راجاؤں میں سے یادو راجاؤں کی سلطنت نہایت زبردست تھی - ان کے خاندان میں و دیگر چندر بنسیوں میں ییاتی - یدو - پورو - جے حئی - چترر تھ - منی نار - ششش بندو - جہنو - گندھار - دیوو داس - ارجن - سہسّر باہو - سیوی - کیکئی اور گادھی نہایت مشہور و معروف راجا ہوئے ہیں - اور پرشو رام اور وسوامتر اس زمانے کے نہایت زبردست رشی تھے - پوران - مہابھارت اور دیگر سنسکرت کتب ان راجاؤں اور رشیوں کے کارناموں سے بھری پڑی ہیں - کہا جاتا ہے - کہ پرشورام کا ارجن سہسّر باہو سے تنازعہ ہوگیا - اور نوبت یہاں تک پہنچی - کہ ہندوستان کے تمام کشتری دو دلوں میں تقسیم ہو گئے - کئی پشتوں تک جنگ جاری رہی - پوران بتلاتے ہیں - کہ اس جنگ میں کشتری تباہ و برباد ہو گئے - اس کے بعد اودھ کے سورج بنسی راجہ سگر نے ایک زبردست سلطنت قائم کی ؂

سورج بنسیوں اور چندر بنسیوں کی جد و جہد کے بعد کا رامائن کا زمانہ

جب چندر بنسی راجاؤں کو شکست ہوئی - تو یادوں

کی ہے جس شاخ سے راجاؤں کا خاتمہ ہوا۔ اور ان کے خاتمے کے ساتھ ہی اور بھی کئی ایک ریاستوں کو زوال آیا۔ دروہیو اور توردسو اس جنگ کے بعد اپنا تمام سیاسی اقتدار کھو بیٹھے۔ پنجاب میں آنووں کی طاقت بھی جاتی رہی۔ اور ان کی ایک شاخ اب بنگال میں جا بسی۔ قنوج کی ریاست کا بھی خاتمہ ہوا۔ اس ہے جس خاندان کی شکست کے بعد جو ریاستیں رہیں۔ وہ موجودہ بنگال کی انگ۔ بنگ۔ کلنگ۔ پونڈرا اور سوہم کی آنوی ریاستیں تھیں۔ مگدھ میں پوروں کی چندر بنسی ریاست اور شمالی بہار میں ویسالی اور ودیہہ کی پرانی سورج بنسی ریاستیں تھیں۔ وسط میں اودھ۔ کاشی۔ کوشل اور چیدی کی ریاستیں تھیں۔ مغرب اور جنوب مغرب میں ودربھ اور نشدھ اور دیگر چھوٹی چھوٹی یادوں کی ریاستیں تھیں۔ اور اودھ کے شمال میں دکشنی پانچال۔ اُتر پانچال اور ہستناپور پوروی ریاستیں تھیں *

دکن میں رام کی فتوحات

اس زمانے میں سورج بنسی ریاستوں میں ایودھیا سب سے بڑی تھی۔ اس خاندان میں سگر کے بعد دلیپ۔ بھگیرتھ۔ امبریش۔ رگھو۔ دشرتھ۔ مہاراجہ رام چندر نہایت مشہور راجا ہوئے ہیں۔ کالیداس کی مشہور کتاب رگھوونش میں ان تمام راجاؤں کا ذکر آتا ہے۔ دشرتھ اور راجہ رام چندر کے کارنامے رامائن میں تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ اصلی رامائن تو سنسکرت زبان میں

بھارگو گوزنر کے ایک رشی بالمیک نے لکھی تھی - اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ موجودہ رامائن بہت بعد کی لکھی ہوئی ہے - لیکن اس میں تمام پُرانے واقعات پوری طرح سے درج ہیں - لیکن اس میں درج معاشرتی حالات مہاراجہ رام چندر کے زمانے کے حالات تصوّر نہیں کرنے چاہئیں * موجودہ بالمیکی رامائن غالباً موریہ زمانے کے بعد کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے - موجودہ زمانے میں اکبر کے عہد میں گوسائیں تلسی داس نے رامائن ہندی زبان میں لکھی - ہندوؤں میں بچہ بچہ رامائن سے واقف ہے *

کہا جاتا ہے - کہ راجہ دشرتھ کی تین رانیاں تھیں - ایک رانی کوشلیا کوشل دیش کے راجہ کی لڑکی تھی - دوسری کا نام سومترا تھا - اور تیسری کیکئی موجودہ پنجاب کے کیکئی دیش کے راجہ کی لڑکی تھی - رانی کوشلیا کے بطن سے راجہ رام چندر پیدا ہوئے تھے - لکشمن اور ستروگھن رانی سومترا کے بیٹے تھے - اور بھرت رانی کیکئی کا لڑکا تھا - ان ایام میں متھلا کا راجہ شیردھوج نامی جنک خاندان سے تھا - اس کی لڑکی سیتا کی شادی رام سے ہوگئی *

معلوم ہوتا ہے - کہ راجہ دشرتھ نے راجہ دیوداس والئے اُتر پانچال کے ساتھ ملکر ایک شامبر نامی راجہ سے جنگ کی تھی - اس لڑائی میں راجہ دشرتھ زخمی ہوگیا تھا - اور اس کی رانی کیکئی جو اس کے ساتھ اس جنگ میں

موجود تھی۔ اُس کو میدانِ جنگ سے ایک رتھ پر بٹھلا کر صحیح سلامت بچا لائی تھی۔ اس خدمت کے صلے میں راجہ نے کیکئی کو دو بردان دینے کا وعدہ کیا تھا۔ جب دشرتھ نے رام چندر کو ولیعہد مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ اور اس غرض سے ایک دربار کی تاریخ مقرر کی تو کیکئی نے یہ گوارا نہ کیا۔ کہ اس کا سوتیلا بیٹا رام تخت کا مالک ہو۔ اُس نے جھٹ راجہ دشرتھ کو اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے کہا۔ اور دو یہ مانگے کہ رام چندر کو چودہ برس کا بن باس ہو اور بھرت کو راج تلک ہو۔ راجہ دشرتھ عجیب مشکل میں پھنسا۔ اگر وعدہ پورا نہ کرتا۔ تو اقرار سے جھوٹا ہوتا۔ اور اگر بھرت کو راج تلک دے کر رام کو بن باس دیتا۔ تو اپنے بیٹے سے بے انصافی کرتا۔ لیکن رام نہایت فرمانبردار بیٹا تھا۔ وہ یہ نہ چاہتا تھا۔ کہ اُس کے باپ کا قول جھوٹا ثابت ہو۔ وہ جنگل میں جانے کے لئے خود تیار ہو گیا۔ سیتا مہارانی جو کہ ایک پتی برتا (خاوند پرست) عورت تھی۔ وہ یہ گوارا نہ کر سکتی تھی۔ کہ اپنے خاوند سے جُدا رہے۔ وہ بھی رام کے ساتھ جنگلوں میں جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ لکشمن کو اپنے بڑے بھائی رام سے بہت محبت تھی۔ وہ بھی رام کے ساتھ جنگلوں میں جانے کے لئے تیار ہو گیا +

رام۔ لکشمن اور سیتا تینوں نے شاہی لباس ترک

کرکے سادھوؤں کا لباس پہن لیا - اور جنگل کی راہ لی - اور گنگا پار کرکے بندھیل کھنڈ میں بمقام چترکوٹ ایک کٹیا بنا کر رہنے لگے - راجہ دشرتھ اپنے بیٹے کی جُدائی کے غم میں جاں بحق ہوا - ان دنوں بھرت اپنے نانا کے ہاں کیکئی دیش میں تھا - جب اُس کو ان واقعات کی خبر ملی - تو وہ بھی فوراً ایودھیا واپس آیا - اُس نے اپنی ماں کو بہت بُرا بھلا کہا - اور اپنے بڑے بھائی کی موجودگی میں راج تلک لینے سے انکار کر دیا - اور رام کو واپس لانے کے لئے چترکوٹ کی طرف روانہ ہوا - لیکن رام نے ایک نہ سُنی - کیونکہ وہ مصمم ارادہ کر چکا تھا - کہ چودہ برس سے پہلے اودھ کی ریاست میں قدم نہ رکھیگا - بھرت کو اُس نے اس بات کا مشورہ دیا - کہ اس کی غیر حاضری میں وہی ایودھیا میں راج کرے - بھرت آتی دفعہ رام چندر جی کی لکڑی کی کھڑاؤں کو اُٹھا لایا - اور اُن ہی کو تختِ ایودھیا پر رکھ کر رام چندر کی طرف سے بطور نائب راج کرنے لگا - اِس کے بعد رام - لکشمن اور سیتا چترکوٹ کو چھوڑ کر وسط ہند میں سے ہوتے ہوتے دریائے گوداوری کے منبع کے قریب پہنچے - اور وہاں پر بمقام پنچ وٹی کٹیا بنا کر رہنے لگے *

سیتا ہرن

اس زمانے میں شتمہد اور نربدا
اور تاپتی کے جنوب میں دوربھ
دیش کو چھوڑ کر باقی تمام جنوبی ہندوستان
بادشاہ لنکا کے ماتحت تھا۔ اس سلطنت کے بادشاہ
راون کہلاتے تھے۔ جنوبی ہند کی تامل زبان میں
بادشاہ یا پربھو کے لئے اب بھی ایراون کا لفظ
استعمال ہوتا ہے۔ خاص اس وقت لنکا دشگریو
نامی راون کے زیر حکومت تھی۔ دشگریو نہایت جابر
بادشاہ تھا۔ اور اُس کی رعایا اُس سے سخت
تنگ تھی۔ اُس کے ماتحت راجے سوگریو وغیرہ بھی
اُس سے نالاں تھے۔ متھلا میں جنک راجہ کی
لڑکی کے سوئمبر میں راون شیو کے دھنوش پر
چلہ چڑھانے میں ناکام رہا تھا۔ وہ اپنی اس
بے عزتی کا بدلہ لینے کے لئے مدت سے منتظر
تھا۔ جب اُس نے دیکھا۔ کہ رام۔ لکشمن اور سیتا
تن تنہا جنگل میں رہتے ہیں۔ تو اُس نے یہ موقعہ
غنیمت سمجھا۔ ایک دن جبکہ رام اور لکشمن دونوں
شکار کھیلنے گئے ہوئے تھے وہ سیتا کو کُٹیا میں
اکیلی پاکر اُسے لے بھاگا۔ اور لنکا میں لے گیا۔
وہاں پر اُس نے سیتا کو پٹ رانی بنانے کا
لالچ دیا۔ لیکن وہ پتی برتا عورت کب منظور کرتی
تھی۔ آخر راون نے اُس کو اشوک واٹکا نامی
باغ میں قید کر دیا۔ اور اس پر سخت پہرہ

لگا دیا۔ دوسری جانب جب رام اور لکشمن شکار سے واپس آئے۔ تو کُٹیا میں سیتا کو موجود نہ پا کر سخت حیران ہوئے۔ اور سیتا کی تلاش میں مشغول ہوئے۔

فتح لنکا

جیسا کہ ابھی بتلایا جا چکا ہے۔ راون کی رعایا اُس سے سخت تنگ تھی۔ اور اُس کے ماتحت راجے بھی اُس سے سخت ناراض تھے۔ اس وقت جنوبی ہند میں کشکندہ نگری کا راجہ سوگریو تھا۔ اس کی اپنے بھائی بالی سے لڑائی تھی۔ رام چندر نے سوگریو کی مدد کی۔ بالی لڑائی میں مارا گیا۔ اور سوگریو کو رام چندر نے کشکندہ کا راجہ تسلیم کیا۔ اس کے بعد سوگریو رام کا مددگار بن گیا۔ ہنومان سوگریو کا سپہ سالار تھا۔ رام نے ان کی مدد سے لنکا پر حملہ کر دیا۔ راون لڑائی میں مارا گیا۔ سیتا پھر اپنے خاوند سے ملی۔ لیکن اس وقت چودہ برس بن باس کا عرصہ تقریباً ختم ہوگیا تھا۔ چنانچہ دشگریو کے بھائی بھبھیشن کو لنکا کے تخت پر بٹھا کر راجہ رام چندر نے لکشمن اور سیتا کے ہمراہ ایودھیا کا رُخ کیا۔ ہنومان جس نے اس لڑائی میں رام چندر کے ساتھ اس قدر وفاداری کا ثبوت دیا تھا۔ وہ بھی ہمرکاب ہوا۔ ایودھیا میں واپس پہنچنے پر لوگوں نے بڑی محبت اور عزت سے مہاراجہ رام چندر کا استقبال کیا۔ بھرت نے بھی سلطنت

رام کے سپرد کی۔ اور خود اُن کی خدمت میں رہنے لگا۔ اس کے بعد بھرت کو اپنے نانا کا ملک کیکئی دیش مل گیا۔ لکشمن کو کوہ ہمالیہ کے دامن کا علاقہ دیا گیا۔ اور شتروگھن کو متھرا کا علاقہ ملا۔ مہاراجہ رام چندر کے کش اور لو دو لڑکے ہوئے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہاراجہ رام چندر کے تھوڑے ہی عرصہ بعد سلطنتِ ایودھیا میں زوال آ گیا۔ ودربھ دیش کے راجہ بھیم نے متھرا سے شتروگھن کو نکال دیا۔ کیکئی دیش میں بھرت کے جانشین بھی طاقت کھو بیٹھے۔ ایودھیا کی سلطنت کے دو حصے ہو گئے۔ ایک لو خاندان کے حصے آیا۔ اور دوسرا کُش کی شاخ کے راجاؤں کو ملا۔ اس کے بعد سورج بنسیوں کے عروج کا خاتمہ ہوا۔ اور پھر کوئی مشہور سورج بنسی راجہ نہیں ہوا ॥

سوداس کی لڑائیاں

مہاراجہ رام چندر کے بعد پورو خاندان کے چندر بنسی راجاؤں کی پھر ایک زبردست جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں ہندوستان کے تمام بڑے بڑے راجے شامل تھے۔ اس جنگ میں دشرتھ کے ہمعصر دیوداس والئے اُتر پانچال کا ایک جانشین سوداس نامی راجہ قابلِ ذکر ہے۔ اس کی فتوحات کا سکّہ تمام ملک میں جم گیا۔ لیکن اس جنگ کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تمام شمالی ہندوستان کا سیاسی نقشہ بہت کچھ بدل

گیا۔ اور اس کے بعد ملک میں نئی نئی ریاستیں قائم ہو گئیں ‌٭

مہابھارت کے واقعات

راجہ سوداس والئے اُتر پانچال کے بعد اس کی سلطنت میں زوال آ گیا۔ اور دیگر راجاؤں کو موقع ملا۔ کہ وہ اپنی اپنی سلطنتوں کے کھوئے ہوئے علاقے پھر حاصل کریں۔ کچھ عرصے کے بعد راجۂ ہستنا پور کی اولاد میں سے کورو نے اپنے بزرگوں کے ملک میں آ کر ہستنا پور سلطنت قائم کی۔ کوروکشیتر کا مشہور مقام اسی راجہ کے نام سے مشہور ہے۔ کورو کے بعد اس کے خاندان میں پرتیپ۔ شانتنو۔ بھیشم۔ دھرت راشٹر اور اس کا بیٹا دریودھن۔ اور پانڈو اور اس کے پانچ بیٹے یدھشٹر۔ بھیم۔ ارجن۔ نکل اور سہدیو ہندوستان کی تاریخ میں بہت مشہور ہوئے ہیں۔ شانتنو کی پہلی شادی سے بھیشم تھا۔ لیکن اس نے تخت کے اپنے تمام حقوق وچتروبریہ اپنے سوتیلے بھائی کے حق میں ترک کر دئے تھے۔ وچتروبریہ کے دو لڑکے تھے۔ بڑے کا نام دھرت راشٹر تھا۔ اور اس کی شادی گاندھار کے راجہ کی لڑکی گاندھاری سے ہوئی تھی۔ دوسرے بیٹے کا نام پانڈو تھا۔ اس کی دو شادیاں ہوئی تھیں۔ ایک تو راجہ کُنتی بھوج کی لڑکی کُنتی سے اور دوسری پنجاب کے راجہ مدرا کی لڑکی مادری سے۔ کُنتی سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔

یدھشٹر۔ بھیم اور ارجن۔ اور مادری سے دو لڑکے
نکل اور سہدیو تھے۔ دھرت راشٹر کے بیٹے تو بہت
تھے۔ لیکن اُن میں سے مشہور دریودھن اور دہساہن
ہیں۔ کیونکہ دھرت راشٹر جنم سے اندھا تھا۔ وہ ہندو
دھرم شاستر کے مطابق تخت پر نہ بیٹھ سکتا تھا۔
اس لئے اُس کا چھوٹا بھائی پانڈو تخت پر بیٹھا۔
جب پانڈو مر گیا۔ تو دھرت راشٹر اُس کے بیٹے کی
طرف سے بحیثیت ولی حکومت کرنے لگا۔ پانڈو اور
دھرت راشٹر ان کے سب لڑکے ایک گورو درونا اچاریہ
کے پاس تعلیم پاتے تھے۔ اور چونکہ پانڈو کے لڑکے
لائق تھے۔ اس لئے دریودھن اُن سے حسد رکھتا تھا۔
آخر دھرت راشٹر نے پانڈوؤں کو جمنا پار کا مغربی
علاقہ دے کر اُن کو راضی کر لیا۔ پانڈوؤں نے اندر
پرست شہر (موجودہ دہلی) کی بنیاد ڈال کر راج کرنا
شروع کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد یدھشٹر سے دریودھن
نے جوئے میں اُس کا تمام مال و دولت اور سلطنت
چھین لی۔ پانڈوؤں کو بمعہ دروپدی کے تیرہ برس بن
باس میں رہنا پڑا۔ تیرھواں برس گزرنے پر جب
پانڈوؤں نے واپس آکر اپنی سلطنت طلب کی۔ تو
دریودھن نے صاف انکار کر دیا۔ آخر دونوں طرف
سے جنگ کی تیاری ہوئی۔ یہ جنگ کورو پانڈو کی
جنگ کے نام سے اب تک مشہور ہے +
کہا جاتا ہے۔ کہ کوروکشیتر کے میدان میں اٹھارہ

دن تک متواتر لڑائی ہوتی رہی - لاکھوں سپاہی ہلاک ہوئے - پانڈووں کو فتح ہوئی - اور یدھشٹر ہستناپور کا راجہ تسلیم ہؤا +

یہ تمام واقعات وید ویاس کے شاگرد ویشم پائن کی لکھی ہوئی مہابھارت میں لکھے ہوئے ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ اصل کتاب مہابھارت کو کئی بار ترتیب دی گئی ہے - اس لئے کہا نہیں جا سکتا کہ جو رسم و رواج اس کتاب میں درج ہیں - وہ مہابھارت کے زمانے کے ہیں - موجودہ مہابھارت غالباً دوسری صدی قبل از مسیح میں موریہ سلطنت کی تباہی کے بعد جب ہندو دھرم کا پھر اودھار ہؤا - لکھی گئی تھی +

سری کرشن اور سلطنت مگدھ

کورو خاندان کے ایک شہزادہ وسو نے یادوں کی ریاست چیدی فتح کر لی - اور ایک طرف تو اپنی فتوحات کا سلسلہ بہار میں مگدھ دیش تک پھیلا دیا - اور دوسری طرف شمال مغرب میں ارولی پہاڑیوں میں متسیہ دیش (موجودہ الور) تک پہنچا دیا - اس راجہ وسو کے پانچ بیٹے تھے - اور اس کی سلطنت ان پانچوں بیٹوں میں تقسیم ہوئی - بریھدرتھ کو مگدھ ملا - جراسندھ جس کا مہابھارت کے زمانے میں ذکر آتا ہے - اسی بریھدرتھ کی اولاد میں سے تھا - دوسرے بیٹے کو کاردش کا علاقہ سپرد ہؤا - تیسرے کے ہاتھ چیدی کا علاقہ آیا - چوتھے کو کوسامبی ملا - اور

پانچویں کو متسیہ (الور) دیا گیا +

اس زمانے میں یادوں کی بھی کئی ایک شاخیں ہو گئی تھیں۔ چنانچہ ویدربھ کے راجہ بھیم کے خاندان کی دو شاخیں تھیں۔ ایک اندھک جو متھرا میں حکمران تھی۔ اور دوسری ورشنی جو پہلے متھرا کے قریب کے علاقے پر راج کرتی تھی۔ لیکن بعد میں جراسندھ والیئے مگدھ سے شکست کھا کر گجرات کاٹھیاوار میں جا آباد ہوئی تھی۔ اندھک خاندان میں ککڑ۔ اوگرسین اور کنس یہ مشہور راجا ہوئے ہیں۔ اور ورشنی خاندان میں سورسین۔ اکرور۔ وسودیو اور شری کرشن نہایت مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ اس زمانے میں یادوں کی اور بھی کئی ایک ریاستیں تھیں۔ جن میں سے ودربھ جو اب تک موجود تھی۔ اور کونتی بھوج کی ریاستیں قابل ذکر ہیں +

اس زمانے میں راجہ جراسندھ والیئے مگدھ نے انگ۔ بنگ۔ کلنگ۔ سوہم اور پونڈرا وغیرہ کی ہمسایہ ریاستوں کو فتح کرکے اپنی سلطنت میں ملا لیا تھا۔ اور اس نے اس کے بعد اپنی سلطنت کو اس قدر وسعت دی تھی۔ کہ اس کی حد متھرا تک آن پہنچی تھی + متھرا کا راجہ اس وقت اوگرسین تھا۔ اور اس کا لڑکا کنس جراسندھ کی لڑکی سے بیاہا تھا۔ کنس نے اپنے خسر کی شہ پر اپنے باپ کو قید خانے میں ڈال کر خود تخت پر

قبضہ کر لیا تھا۔ اور اپنی ہمشیرہ دیوکی اور اس کے خاوند وسودیو کو بھی قید خانے میں بھیج دیا تھا۔ کسی نے کنس سے یہ کہہ دیا۔ کہ دیوکی کا بیٹا تجھ کو مار دیگا۔ اس پر اس نے یہ دستور بنا لیا تھا۔ کہ جب کبھی دیوکی کے گھر کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا۔ تو وہ اُس کو مروا ڈالتا تھا۔ قید خانے میں ہی دیوکی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جو بعد میں شری کرشن چندر کے نام سے مشہور ہوا۔ پیدا ہوتے ہی یہ بچہ جمنا کے پار گوکل گاؤں میں نند نامی ایک دیہاتی افسر کے گھر پرورش کے لئے بھیج دیا گیا۔ اور اُس کی لڑکی جو اسی رات پیدا ہوئی تھی۔ لاکر دیوکی کی گود میں رکھی گئی۔ دوسرے دن کنس نے حسب دستور اُس لڑکی کو مروا دیا۔ لیکن کرشن بچ گیا۔ اور گوکل گرام میں پلتا رہا۔ کنس نے اپنی رعایا پر اتنا ظلم و جبر شروع کر دیا تھا۔ کہ وہ اس سے تنگ آ گئی تھی۔ آخر فساد تک نوبت پہنچی۔ اور کرشن نے جو اس وقت بڑا ہو چکا تھا۔ متھرا میں آکر کنس کو مار ڈالا۔ اور اپنے نانا اگر سین کو قید خانے سے نکلوا کر متھرا کے تخت پر بٹھا دیا۔ اس پر جراسندھ بہت بگڑا۔ وہ ایک جرّی فوج لے کر متھرا پر چڑھ آیا۔ یہاں کے دیر شنیوں۔ ککڑوں اور بھوجوں نے کچھ دیر تک مقابلہ کیا۔ لیکن جراسندھ جیسے زبردست بادشاہ

کے سامنے کامیاب نہ ہو سکے - آخر یادو لوگ ملک
چھوڑ کر گجرات کاٹھیاواڑ میں چلے گئے - اور وہاں
پر دوارکا اپنا دار الحکومت بنا کر بسنے لگے - بعد ازاں
بھیم اور ارجن کی مدد سے کرشن نے جراسندھ کو
شکست دی - اور جراسندھ لڑائی میں مارا گیا - اور
اس کا بیٹا سہدیو مگدھ کے تخت پر بٹھایا گیا +

جراسندھ کے مارے جانے کے بعد یدھشٹر نے
راجسو یگ رچایا - لیکن اس پر اُس کے حاسد بھائی
دریودھن کو بہت رنج ہوُا - ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں -
اسی وجہ سے مہابھارت کا جنگ ہوُا +

اس کوروں اور پانڈووں کی لڑائی میں معلوم
ہوتا ہے - آریہ بہت کمزور ہو چکے تھے - فوجی پیشہ
لوگ سب مر چکے تھے - شاہی خاندان سب برباد
ہو چکے تھے - اس لئے شمال مغربی سرحدی قوموں
کے لئے یہ آسان ہو گیا تھا - کہ ہندوستان میں غیر
قومیں قدم جما لیں - مہابھارت کے مطالعہ سے اور پورانوں کے
پڑھنے سے پتہ چلتا ہے - کہ کوروکشیتر کی لڑائی کے
تھوڑے ہی عرصے کے بعد ناگ اور تکشک قوم کے
لوگوں نے آریہ ریاستوں پر حملہ کر دیا تھا - اور راجہ
پریکشت انہی ناگوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوُا تھا - اُس
کے بیٹے جن میجے نے ان حملہ آوروں کو شکست دی -
لیکن اس کے بعد اُس کی اولاد ہستنا پور میں
اپنی سلطنت قائم نہ رکھ سکی - اور پانچویں پُشت میں

پانڈووں کو ہستناپور چھوڑ کر پریاگ کے مغرب کو سامبی میں ایک نئی ریاست قائم کرنی پڑی۔معلوم ہوتا ہے۔ کہ پوروں کے ہستناپور چھوڑنے پر موجودہ روہیل کھنڈ۔میرٹھ۔دہلی۔پنجاب اور شمال مغربی ہندوستان کے دیگر علاقے ناگوں اور تکشکوں کے قبضے میں آ گئے۔اس وقوعہ کے بعد پورانوں میں پنجاب اور ہندوستان کے شمال مغربی علاقوں کا کوئی ذکر نہیں آتا ٭

مہابھارت کے زمانے کے بعد بودھ دھرم کے آغاز تک ہندوستان کے شمالی میدانوں میں کئی ایک ریاستیں تھیں۔ مشرق میں ریاستہائے کلنگ۔سوہم۔پونڈرا۔بنگ۔ انگ۔مگدھ۔ویسالی۔کوشل اور کاشی تھیں۔وسط ہند میں کوسامبی۔چیدی۔سورسینی۔ویتی ہوتر اور متسیہ کے علاقے تھے۔مغرب میں اونتی اور سوراشٹر کی ریاستیں تھیں۔شمال میں یودھیہ۔سیوی اور مدرا تھے۔ اس طرح سے پندرہ سو برس تک جیسے کہ پورانوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ہندوستان کئی ایک ریاستوں اور سلطنتوں میں بٹا رہا۔اس زمانے کے تواریخی حالات کی نسبت بہت کم معلوم ہے۔لیکن اتنا تو معلوم ہے۔ کہ براہمن گرنتھوں۔اُپنشدوں۔پورانوں اور سوتر گرنتھوں نے اس زمانے میں اپنی موجودہ شکل اختیار کی۔ویدک دھرم یگ وغیرہ اور موجودہ طریق پرستش وغیرہ بھی اسی زمانے میں قائم ہوئے ٭

خلاصہ فصل سوم

ہندوستان کے شمالی میدانوں میں سورج بنسیوں نے ہی پہلے پہل اپنی بستیاں بنائیں۔ لیکن اس علاقے کے درمیانی حصّوں میں ان کی ریاستوں اور سلطنتوں کو چندر بنسیوں نے تباہ کر دیا۔ اور اُن کی جگہ اپنی ریاستیں قائم کیں + سورج بنسیوں کے نہایت قدیم راجے اکشواکو۔ پرتھو۔ سراوست۔ مندھاتری۔ ترشنکو۔ اور ہریش چندر تھے۔ چندر بنسیوں کے ابتدائی راجے پلوروا۔ نہوش۔ ییاتی اور اس کے پانچ لڑکے یدو۔ توروسو۔ پورو۔ انو اور دروہیو تھے۔ انو اور اس کی اولاد نے اپنی ریاستیں شمالی ہندوستان میں قائم کیں۔ بعد ازاں ان کی سلطنت سیوی۔ کیکئی اور مدرا نام کی ریاستوں میں تقسیم ہوگئی + جب سورج بنسیوں اور چندر بنسیوں کا آپس میں مقابلہ ہوا۔ تو مندھاتری سورج بنسیوں کی طرف سے اور ارجن سہسترباہو چندر بنسیوں کی طرف سے مشہور جرنیل تھے۔ مشہور ہستی پرشورام انہی لڑائیوں میں مشہور ہوا۔ آخر سورج بنسی راجہ سگر کو فتح نصیب ہوئی۔ ان لڑائیوں کے بعد یادوں کی طاقت ٹوٹ گئی۔ توروسوؤں اور دروہیوں کی سیاسی طاقت کا خاتمہ ہوا۔ اور شمال میں آنوی طاقت بھی کمزور ہوگئی۔ آنووں کی ایک شاخ پنجاب سے نقل

مکان کر کے بنگال میں جا آباد ہوئی - اور وہاں پر انہوں
نے کئی ایک ریاستیں قائم کیں - ان سورج بنسی و چندربنسی
لڑائیوں کے بعد ایودھیا میں دلیپ - بھاگیرت - امبریش -
رگھو - دشرتھ اور رام یہ مشہور راجا ہوئے - رام کو
اپنی سوتیلی ماں کیکئی کی چالبازیوں کی وجہ سے
چودہ برس کے لئے بن باس ہوا - اور اس عرصے میں
کیکئی کا بیٹا بھرت ایودھیا میں راج کرتا رہا - ان
بن باس کے دنوں میں راون جنوبی ہند اور لنکا کا
بادشاہ سیتا کو زبردستی اٹھا کر لے گیا - اس پر رام
نے لنکا پر حملہ کر دیا - راون کو مار کر اور سیتا کو لے کر
رام ایودھیا میں واپس آیا - اور تب اس نے اپنے باپ
کے تخت اور تاج کو حاصل کیا - یہ تمام واقعات بالمیک
رشی کی لکھی ہوئی رامائن میں درج ہیں - رام کی وفات
کے بعد شمالی ہندوستان میں ایک اور بڑی بھاری جنگ
ہوئی - جس میں سوداس والئے پانچال نے نمایاں حصہ لیا -
اس کو دریائے راوی کے کنارے دس راجاؤں کے
خلاف لڑنا پڑا - اس کے بعد اس کو دریائے جمنا
کے کنارے بھی لڑنا پڑا - ان دونوں لڑائیوں میں وہ
فتحیاب ہوا - ان لڑائیوں کے بعد شمالی ہندوستان کے
سیاسی نقشے میں ایک بھاری تبدیلی ہوئی + ان لڑائیوں
کے بعد پورو کی اولاد میں سے ایک کورو نامی راجہ نے
ہستناپور پر پھر قبضہ کر کے کوروکشیتر کے علاقے کو
اپنے ماتحت کر لیا + کورو کی اولاد میں سے پرتیپ -

شانتنو - بھیشم - وچتروبریہ - دھرت راشٹر اور پانڈو مشہور ہستیاں ہوئی ہیں - دریودھن دھرت راشٹر کا بیٹا تھا - اور یدھشٹر - بھیم - ارجن - نکل اور سہدیو پانڈو کے بیٹے تھے - کیونکہ دریودھن پانڈو کے لڑکوں سے بہت حسد کرتا تھا - لہذا ہستنا پور کی سلطنت دو حصّوں میں تقسیم ہوگئی - اور پانڈوؤں کو جمنا پار کا علاقہ ملا - جہاں انہوں نے شہر اِندر پرستھ (موجودہ دہلی) کی بنیاد رکھی - جراسندھ والئے مگدھ کو شکست دے کر پانڈوؤں نے دہلی میں راجسو یگ رچایا - لیکن اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد یدھشٹر نے جوئے میں دریودھن کے آگے اپنی سلطنت - بھائی - بلکہ دروپدی بھی ہار دی - پانڈوؤں کو اب تیرہ برس کا بن باس ہوا - بن باس کے بعد جب اُنہوں نے اپنا راج واپس مانگا - تو دریودھن نے صاف انکار کردیا - اس پر مہابھارت کی زبردست جنگ ہوئی - جس میں کورو مارے گئے - اور اب ساری کی ساری سلطنت پانڈوؤں کو ملی - کرشن جو یادوؤں کا سردار تھا - اس جنگ میں پانڈوؤں کا مددگار تھا - کورو کی اولاد میں سے ایک راجہ وسو تھا - اُس نے چیدی میں ایک زبردست سلطنت کی بنیاد رکھی تھی - اُس کی وفات کے بعد اُس کی سلطنت اُس کے پانچ بیٹوں میں تقسیم ہوئی - اُس کے ایک لڑکے برہیدرتھ کے حصّے میں مگدھ آیا - جراسندھ اس برہیدرتھ کی اولاد میں سے تھا - اور اس نے اپنی سلطنت کو دریائے جمنا کے کناروں تک

وسعت دی تھی۔ اس کی لڑکی متھرا کے راجہ اوگرسین کے بیٹے کنس کو بیاہی تھی۔ اوگرسین کی لڑکی دیوکی ایک پڑوس کے ویرشنی راجہ وسودیو کو بیاہی تھی۔ کنس نے اپنے باپ اوگرسین کو تخت سے اُتار کر قید خانے میں ڈال دیا۔ اور خود تختِ متھرا پر قبضہ کر لیا۔ اس نے دیوکی اور اس کے خاوند وسودیو کو بھی قید خانے میں ڈال دیا۔ اور اس نے یہ قاعدہ بنا لیا۔ کہ دیوکی کے تمام بچّوں کو پیدا ہوتے مار ڈالے۔ لیکن اس کا آٹھواں بچّہ کرشن ایک دیہاتی سردار نند کی مدد سے بچ گیا۔ کرشن نے بعد ازاں کنس کو مار کر اپنے نانا اوگرسین کو دوبارہ تختِ متھرا پر بٹھلا دیا۔ اس پر جراسندھ والیئ مگدھ نے متھرا پر حملہ کر دیا۔ اور ویرشنیوں کو مجبوراً متھرا چھوڑ کر گجرات کاٹھیاوار میں دوارکا میں ایک نئی بستی بنانی پڑی۔ کچھ عرصے کے بعد کرشن نے پانڈوں کی مدد سے جراسندھ کو مار ڈالا۔ اس پر پانڈو اس قابل ہوئے۔ کہ وہ تمام شمالی ہندوستان کے چکرورتی راجا تسلیم ہوں۔ مہابھارت کی جنگ کے بعد ملک اس قدر کمزور ہو گیا۔ کہ اب دیگر اقوام نے ہندوستان پر حملے کرنے شروع کر دئے۔ پانڈو بھی بہت دیر تک اپنا راج ہستنا پور پر قائم نہ کر سکے۔ آخر انہوں نے اپنی سلطنت کا پایہ تخت ہستنا پور سے کوسامبی میں جو الہ آباد کے نزدیک ہے۔ تبدیل کر لیا۔ اب ملک پھر کئی ایک سلطنتوں اور ریاستوں میں تقسیم

ہوگیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یدھشٹر اور نند کے درمیان پندرہ سو برس کا وقفہ ہے۔ لیکن اس لمبے عرصے کے سیاسی حالات بہت کم معلوم ہیں۔ البتہ اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہندوؤں کے براہمن گرنتھوں۔ اُپ نشدوں۔ پورانوں۔ سوتر گرنتھوں اور رامائن اور مہابھارت جیسی رزمیہ کتب نے اپنی موجودہ شکل اسی زمانے میں اختیار کی ؞

سوالات

۱۔ ہندوستان کی ابتدائی سورج بنسی ریاستیں کون کون سی تھیں؟ ان کے مشہور راجاؤں کے نام بتلاؤ ؞

۲۔ ہندوستان کی ابتدائی چندر بنسی ریاستیں کون کون سی تھیں؟ ان کے مشہور راجاؤں کے نام بتلاؤ ؞

۳۔ تمہیں سورج بنسی اور چندر بنسی راجاؤں کے درمیان جنگ کی نسبت کیا حالات معلوم ہیں؟ ان لڑائیوں میں چند ایک مشہور ہستیوں کی نسبت تم کو کیا معلوم ہے؟

۴ یہ بتلاؤ۔ کہ رام نے کن حالات میں دکن کو فتح کیا شری رام کی زندگی کے حالات بتلاؤ ؞

۵۔ سوداس کی فتوحات کے بعد ہندوستان کی کیا حالت ہوئی؟ اور اس کی وفات کے بعد ہندوستان

میں کون کون سی نئی سلطنتیں قائم ہوئیں ؟

۶ - مہابھارت کی لڑائی کی وجوہات بیان کرو - اور بتلاؤ - کہ اس جنگ کے کیا نتائج ہوئے ؟

۷ - جراسندھ کون تھا - اس کا کنس والئے متھرا سے کیا تعلق تھا ؟ اور اس کی کرشن سے کیوں لڑائی ہوئی ؟ جراسندھ کی سلطنت کیونکر تباہ ہوئی ؟

۸ - جراسندھ کی سلطنت کی تباہی کی وجوہات بتاؤ ٭

۹ - جنگ مہابھارت کے بعد ہندوستان کی سیاسی حالت کیا ہوئی ؟ بیان کرو ٭

۱۰ - رامائن اور مہابھارت جیسی رزمیہ کتب کی نسبت تمہیں کیا معلوم ہے ؟ وہ کب اور کس زمانے میں لکھی گئیں ؟ یہ کتب کہاں تک تواریخی ہیں - اور کہاں تک روایتی ؟ اُس زمانے کے حالات پر جس میں یہ کتب لکھی گئیں - کیا روشنی ڈالتی ہیں ؟ (پنجاب یونیورسٹی - ۱۹۱۷ - ۱۹۲۴) ٭

۱۱ - یادو بنسی لوگوں کی نسبت تمہیں کیا معلوم ہے (پنجاب یونیورسٹی - ۱۹۱۹) ٭

فصل چہارم

آریوں کا مذہب

وید ہندوؤں کی سب سے متبرک کتب وید ہیں۔ وید کے اصلی معنی گیان یا علم ہیں۔ وید میں زیادہ تر تین قسم کا علم موجود ہے۔ اوّل دیوتاؤں کا علم یعنی رچائیں۔ دوم یگیوں کا علم یعنی یجو اور سوم بھجن یعنی سام۔ کہا جاتا ہے کہ کوروکشیتر کی لڑائی سے کچھ پہلے کرشن دویپائن ویاس نے اس وید یعنی آریہ مجموعہ علم کو چار حصّوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ دیوتاؤں کے متعلق جتنی رچائیں تھیں۔ اُن کو اکٹھا کرکے رِگ وید بنا دیا۔ جو یگیوں کے متعلق علم ہے۔ اُس کو علیحدہ کرکے یجروید بنایا۔ اور بھجنوں کے مجموعے سے سام وید بنا۔ اور باقی کا متفرق علمِ الٰہی جو بچا۔ اُس سے اتھروید بنایا گیا۔

رِگ وید میں دس منڈل اور ایک ہزار اٹھائیس سوکت ہیں۔ ان سوکتوں میں مختلف دیوتاؤں کے اوصاف درج ہیں۔ ویسے تو رِگ وید میں ڈیڑھ سو

پونے دو سَو دیوتاؤں کا ذکر آتا ہے - لیکن نہایت
مشہور دیوتے اِندر - اگنی - وایو - رُدّر - متر - ورن -
سوم - آدتیہ - چندرما - اشونی کمار - ساوتری - یم - پوشن -
اور اوشا ہیں - لیکن رگ وید میں سب سے مشہور
اِندر دیوتا ہے - کیونکہ اس سارے وید کی ایک
چوتھائی سوکت اسی دیوتا کے متعلق ہیں - دو سَو
سوکت اگنی دیوتا کے لئے ہیں - اور ایک سَو سوکت
سوم دیوتا کے واسطے ہیں - یہ تمام دیوتا اصل میں
قدرتی طاقتیں ہیں - مثلاً اِندر بارش کا دیوتا ہے -
اگنی آگ کا دیوتا ہے - وایو ہوا کا دیوتا ہے -
آدتیہ سورج کا دیوتا ہے - اور یم موت کا دیوتا
یعنی ملک الموت ہے ؛

ہر ایک وید کے تین حصّے ہیں - یعنی منتر -
براہمن اور اپنشد - منتروں میں تو اصل علم الٰہی
کے سوکت درج ہیں - براہمنوں میں یہ درج ہے -
کہ منتروں میں لکھے ہوئے علم الٰہی کو یگیوں میں
اور دیگر دُنیا کے کاروبار میں کس طرح عملی طور
پر استعمال کیا جائے - اوپنشدوں میں مذہبی مسائل
پر فلسفیانہ بحث موجود ہے - اور ان میں یہ بتلایا
گیا ہے - کہ روح اور پرماتما کے مابین باہمی تعلقات
کیا ہیں - اور کن ذرائع سے انسان مُکتی یا نجات
پا سکتا ہے - اوپنشد گرنتھوں کی تعلیم شروع شروع
میں صرف اُنہی لوگوں کو دی جاتی تھی - جو تارک الدُنیا

ہو جاتے تھے +

اگر وید منتروں کے رشیوں کے ناموں کی طرف توجہ دی جائے۔ یا اُن میں درج تواریخی مصالحہ پر غور کیا جائے۔ تو پتہ چلتا ہے۔ کہ تمام وید منتر کوروکشیتر کی لڑائی سے پیشتر موجودہ شکل میں موجود تھے۔ یہ تحقیقاً نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وید منتر کب نازل ہوئے تھے۔ لیکن اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ وید منتروں کا زمانہ نہایت پُرانا ہے۔ یہ منتروں کا زمانہ قدیم سے قدیم زمانے سے لے کر کوروکشیتر کی لڑائی تک پھیلا ہوا ہے + موجودہ زمانے میں کئی ایک ہندوستانی محققین نے علم جوتش کے حساب سے اندازہ لگایا ہے۔ کہ کوروکشیتر کی لڑائی غالباً سنہ ۳۱۴۰ قبل از مسیح میں لڑی گئی +

براہمن براہمن گرنتھ زیادہ تر اس زمانے میں تصنیف ہوئے تھے۔ جبکہ یگیوں کا رواج بہت زور پکڑ گیا تھا۔ براہمن گرنتھوں کی تصنیف کا زمانہ بھی کوروکشیتر کی لڑائی کے بعد زیادہ دیر تک جاری نہ رہا تھا۔ اس لڑائی کے بعد پانچ سَو برس کے اندر ان گرنتھوں نے موجودہ شکل اختیار کر لی تھی +

اوپنشد اوپنشد اصل میں براہمن گرنتھوں کے اخیری حصّے ہیں۔ اور یہ غالباً براہمن گرنتھوں کے ساتھ ساتھ ہی بنتے گئے تھے۔ اوپنشدوں کا

کا زمانہ مہابھارت کے زمانے کے ایک ہزار برس بعد تک رہا +

سوتر گرنتھ

براہمن گرنتھوں کے زمانے کے بعد ایک ایسا زمانہ شروع ہوًا - جس میں سوتر گرنتھ اور ویدانگ بنائے گئے۔ویدانگ چھ ہیں۔ اوّل سکھشا۔ دوم چھند۔ سوم نیروکت - چہارم ویاکرن - پنجم جوتش اور ششم کلپ + سوتر گرنتھ تین قسموں کے ہیں۔ اوّل شروت سوتر جن میں مذہبی رسوم کی بحث ہے۔ دوم گرہیہ سوتر جن میں خانگی رسوم اور روزمرّہ کے رہنے سہنے کے قواعد درج ہیں۔اور سوم دھرم سوتر جن میں عام رواج اور قانون کا ذکر ہے۔ یہ سوتر گرنتھوں کا زمانہ پانِنی کے زمانے تک چلا آتا ہے۔ یہ پانِنی مسیح سے ایک ہزار برس پہلے ہوًا۔ اور پشاور کے ضلع کا رہنے والا تھا۔ یہ شخص تمام دُنیا میں سب سے اعلےٰ درجے کا گرامر جاننے والا تسلیم کیا جاتا ہے +

پوران

پوران تعداد میں اٹھارہ ہیں - اور ان میں عام طور پر پانچ مضامین درج ہوتے ہیں - اوّل اس برھمانڈ یعنی کُل کائنات کی پیدائش کے اسباب - دوم کائنات کی پیدائش اور فنا کے حالات - سوم اس دُنیا میں تمام مخلوقات کی پیدائش کے مختلف زمانوں یعنی منوونتروں کے حالات۔ چہارم دیوتاؤں اور رشیوں کے شجرہ نسب۔اور پنجم

شاہی خاندانوں کے شجرۂ نسب اور اُن کے حالات ۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ پوران کوروکشیتر کی لڑائی کے بعد چھٹی یا ساتویں پُشت میں پہلی مرتبہ ترتیب دئے گئے تھے۔ اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً پورانوں میں ایزادی اور تبدیلی ہوتی رہی ؂

مہابھارت اور رامائن

اس زمانے میں دو اَور مشہور کتابیں رامائن اور مہابھارت تصنیف ہوئیں۔ رامائن میں مہاراجہ رام چندر والئے ایودھیا اور لنکا کی فتح کے حالات درج ہیں۔ مہابھارت میں اوّل اوّل کوروں اور پانڈوں کی لڑائی کے حالات درج تھے۔ لیکن بعد ازاں آہستہ آہستہ اس کتاب میں آریوں کے تمام تواریخی حالات اور مذہبی اور مجلسی اصول درج کئے گئے۔ موجودہ صورت میں مہابھارت آریوں کے تمام علوم و فنون کی ایک کلیات یعنی مجموعہ بن گیا ہے۔ بعض تو مہابھارت کو پانچویں وید کی پدوی دیتے ہیں ؂

درشن گرنتھ

اس زمانے میں اوپنشدوں کی بنا پر ہندوؤں کا علم فلسفہ مرتّب ہؤا۔ اس فلسفہ میں چھ درشن ہیں۔ یعنی اوّل پورو میمانسہ۔ دوم اوتر میمانسہ یا ویدانت۔ سوم سانکھیہ۔ چہارم یوگ۔ پنجم نیائے اور ششم ویشیشک ؂

پورو میمانسہ جیمنی کا بنایا ہؤا بتلایا جاتا ہے۔ اس میں زیادہ تر یگیوں کے قواعد اور فوائد

درج ہیں ٭

ویدانت یا اوتر میمانسہ ویاس کا بنایا ہوًا ہے۔ اس میں آتما اور پرماتما کو ایک ہی مانا گیا ہے۔ اس درشن کے مطابق پرماتما ہی ایک اصل اور پائدار چیز ہے۔ باقی تمام چیزیں فانی ہیں اور ان کی کوئی اصلیّت نہیں ٭

سانکھیہ شاستر کپل منی کا بتلایا جاتا ہے۔ اس کے پیرو خدا کی ہستی کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اور اس میں صرف مادہ اور روح کے مابین تعلّقات پر بحث کی گئی ہے۔ اس خیال کے لوگ یہ مانتے ہیں۔ کہ تمام تبدیلیاں مادّے میں ہوتی ہیں۔ اور ان ہی تبدیلیوں کا نام دُنیا ہے ٭

یوگ شاستر پاتنجلی کا بنایا ہوًا ہے۔ یوگ کے معنی دھیان کا باندھنا ہے۔ اس درشن کا یہ مقصد ہے۔ کہ روح کو جسم کی قید سے آزاد کرکے پرم آنند یعنی انتہائی خوشی پہنچائی جائے ٭

نیاے شاستر کا بانی گوتم رشی ہے۔ اس شاستر کا تعلق زیادہ تر منطق سے ہے ٭

وشیشک شاستر کا بانی کناد رشی ہے۔ اس درشن کا نیاے درشن سے بہت گہرا تعلق ہے۔ کناد کے خیال میں دُنیا بہت چھوٹے چھوٹے پرمانو یعنی ذرّوں سے بنی ہوئی ہے۔ ان پرمانوؤں کے سوا تمام کائنات میں اور کچھ نہیں ہے ٭

ان سب درشنوں کا مقصد یہ ہے۔ کہ کائنات
کا اور خدا اور رُوح کے مابین تعلقات کا معمّہ حل کیا
جائے۔ تا کہ انسان مرنے جینے کے بندھنوں سے نکل
پاکر نجات ابدی حاصل کرے ؞

آریوں کا مذہب

ہم اُوپر بتلا آئے ہیں۔ کہ
ویدوں میں قدرتی طاقتوں
ہی پرماتما یعنی خدا کا روپ سمجھا گیا ہے۔ اور ان کی
کی پرستش درج ہے۔ براہمن گرنتھوں میں یگیہ کے
دیوتاؤں کو خوش کرنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔ اور
ان یگیوں کے طریقے درج کئے گئے ہیں۔ لیکن اُپنشدوں
میں یہ بتلایا گیا ہے۔ کہ کُل کائنات اور خدا کے
مابین کیا تعلقات ہیں۔ اور خدا اور رُوح کے درمیان
کیا رشتہ ہے۔ ویدانت میں جس میں کہ ویدوں اور
تمام مذہبی کتب کا عطر نچوڑ کر رکھ دیا گیا ہے۔ ایک
ہی خدا کی پرستش موجود ہے۔ اور اس میں بتلایا گیا
ہے۔ کہ مختلف دیوتا۔ مادّہ۔ رُوح وغیرہ جو کچھ بھی اس
کائنات میں موجود ہیں۔ سب ایک ہی خدا کی مختلف
شکلیں ہیں۔ اس ہندو دھرم کے مطابق کسی بھی
دیوتا کی پرستش کی جائے۔ خدا کی ہی پرستش ہے۔
اِسی واسطے ہندوؤں میں ہر ایک شخص کو پوری
آزادی ہے۔ کہ وہ جس دیوتا کی چاہے پرستش کرے
اور جن مذہبی عقاید میں یقین رکھتا ہو۔ اُن کی
پابندی کرے ؞

خلاصہ فصل چہارم

ہندوؤں کی سب سے پُرانی مذہبی کتابیں چار وید ہیں۔ یعنی رِگ وید۔ یجر وید۔ سام وید اور اتھرون وید۔ رِگ وید میں قدرتی طاقتوں کو دیوتا مان کر پرستش کی گئی ہے۔ یجر وید میں یگوں کے طریقے بتلائے گئے ہیں۔ اور سام وید میں یہ بتلایا گیا ہے۔ کہ یگوں میں کون کون سے بھجن گانے چاہئیں۔ باقی کا تمام علم الٰہی اتھرون وید میں درج ہے۔ ان چار ویدوں کے بعد براہمن گرنتھ بنے۔ جن میں وید منتروں پر ایک طرح کی تفسیر موجود ہے۔ براہمن گرنتھوں کے آخری حصّوں کا نام آرنیہ گرنتھ ہیں۔ جن میں اوپنشد پائے جاتے ہیں۔ اوپنشدوں میں ایک خدا کی پرستش بتلائی گئی ہے۔ بعد ازاں جب یہ علمِ الٰہی کی کتابیں بہت بڑی ہو گئیں۔ تو ضرورت پڑی۔ کہ ان کا اختصار کیا جائے۔ چنانچہ ان خلاصہ جات کا نام سوتر گرنتھ ہیں۔ یہ تین قسم کے ہیں۔ شروت سوتروں میں مذہبی رسومات درج ہیں۔ گرہیہ سوتروں میں خانگی امور اور روزمرّہ کے رہنے سہنے کے قواعد پائے جاتے ہیں۔ اور دھرم سوتروں میں آریہ اقوام کے رواج اور قوانین پائے جاتے ہیں۔ ہندوؤں کا فلسفہ چھ درشنوں میں بٹا ہؤا ہے۔ یعنی پورب میمانسہ۔ اُتر میمانسہ یعنی ویدانت۔ یوگ۔ ویشیشک۔ سانکھیہ اور نیائے ؏

سوالات

۱-تم کو ویدوں کی نسبت کیا معلوم ہے؟ ان کتابوں میں کیا لکھا ہے؟ اور یہ کتابیں کب بنیں؟ ان میں کن کن دیوتاؤں کا ذکر آتا ہے؟ قدیم آریوں کا کیا مذہب تھا؟

۲-براہمن گرنتھ اور اوپنشدوں میں کیا لکھا ہے؟ اور یہ کتب کب بنیں؟

۳-سوتر گرنتھوں سے کیا مراد ہے؟ ویدانگ کتنے ہیں اور ان میں کیا لکھا ہے؟ سوتر گرنتھ کے رقسم کے ہیں؟

۴-پوران کتنے ہیں- اور ان میں کیا درج ہے- یہ کتابیں کب بنیں؟

۵-رامائن اور مہابھارت میں کیا لکھا ہے؟

۶-درشن گرنتھوں سے کیا مراد ہے؟ یہ کتنے ہیں؟ کس کے بنائے ہوئے ہیں؟ اور ان میں کیا لکھا ہے؟

۷-ویدک زمانے کے آریوں کی مذہبی حالت جیسی کہ ویدوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتی ہے-بیان کرو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۳-۱۹۲۸)

۸-ہندوؤں کے درشنوں پر ایک نوٹ لکھو (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۴-۱۹۲۶)

۹-ویدوں کے مطالعہ سے ہم کو ہندوستان کے جغرافیہ

کے متعلق اور آریوں کے مذہب کے متعلق کیا واقفیت حاصل ہوتی ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۵)

۱۰- پانِنی کے متعلق تمہیں کیا معلوم ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۷)٭

فصل پنجم

آریوں کی مجلسی بناوٹ اور تہذیب

آریہ سوسائٹی کی بناوٹ

ہندوؤں کی آج کل کی مجلسی بناوٹ موریہ سلطنت کی تباہی کے بعد قائم ہوئی۔ معلوم ہوتی ہے۔ رامائن اور مہابھارت جن کی اس زمانے میں موجودہ شکل اختیار ہوئی۔ اس نئی مجلسی بناوٹ کو بیان کرتی ہیں٭

گو آریوں کو مذہبی عقاید میں پوری آزادی تھی۔ لیکن روزمرّہ کے رہنے سہنے کے لئے پابندیاں مقرر تھیں۔ ہر ایک براہمن کی زندگی چار حصّوں میں منقسم تھی۔ یعنی برہم چریہ۔ گرہست۔ بان پرست اور سنیاس۔ تمام آبادی چار ورنوں میں بٹی ہوئی تھی۔ یعنی برہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودر۔ تین اونچے ورنوں میں سے ہر ایک انسان کو اپنی زندگی میں کئی ایک یگ اور

سنسکار یعنی رسومات ادا کرنی پڑتی تھیں - ان مختلف پابندیوں سے آریہ سوسائٹی رفتہ رفتہ اس قدر زبردست زنجیروں میں جکڑی گئی - کہ محض یہ سوشل پابندیاں ہی ان کا مذہب متصوّر ہونے لگیں - آخرکار یگوں میں بے شمار جانوروں کی قربانی سے برگشتہ ہوکر اور ان مجلسی قیود سے منحرف ہوکر آریہ فلسفہ دانوں میں ایک نئی مذہبی تحریک شروع ہوئی - جس نے جینی اور بودھ دھرم کو زیادہ تقویب دی +

آشرم دھرم

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں - کہ ہر ایک براہمن کو اپنی زندگی کے چار حصّے یا آشرم پورے کرنے پڑتے تھے - پہلے آشرم برھم چریہ میں اُسے علم حاصل کرنا پڑتا تھا - دوسرے آشرم گرہست میں شادی کرکے گھر کے کار و بار میں مصروف ہونا پڑتا تھا - تیسرے آشرم بان پرست میں دُنیاوی زندگی چھوڑکر جنگلوں میں گھومنا پڑتا تھا - اور اخیری آشرم سنیاس میں اُس کو سب کچھ تیاگ کر سنیاسی ہونا پڑتا تھا - یہ نہیں کہا جا سکتا - کہ پُرانے زمانے میں اس آشرم دھرم پر کہاں تک عام لوگ عمل کرتے تھے +

ذات پات کا مسئلہ

ہندوؤں کے ذات پات کے مسئلہ پر موجودہ زمانے میں بہت طول طویل بحث ہوتی ہے - بعض تو ذات کو جنم سے مانتے ہیں - اور بعض کرم یعنی پیشے سے

لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ چاہیے اس مسئلے کے
متعلق موجودہ زمانے میں کچھ ہی خیال کیوں نہ ہو۔
یہ مسئلہ ہے بہت پُرانا۔ تمام آبادی کا چار ورنوں
میں تقسیم ہونے کا ذکر رِگ وید کے دسویں منڈل
سوکت نوّے منتر بارہ میں آتا ہے۔ جہاں یہ بتلایا
گیا ہے۔ کہ براہمن برہما کے مُکھ۔ کشتری بازو۔ ویش
پیٹ اور شودر پاؤں ہیں۔ آریوں کی پُرانی کتابوں
میں ذات پات کے مسئلے پر ان دو الفاظ کا استعمال
ہوتا ہے۔ ایک ورن۔ دوسرا جاتی یعنی ذات۔ جاتی
در اصل جنم سے ہے۔ اس لفظ کے لفظی معنی بھی
یہی ظاہر کرتے ہیں۔ اگر لغت میں ورن کے معنی
دیکھے جائیں۔ تو اس لفظ کے کئی معنی ملیں گے۔ یعنی
رنگ۔ طرز۔ حروف۔ خصلت۔ جماعت وغیرہ وغیرہ۔
غالباً جہاں ذات پات کے مسئلے کا تعلق ہے۔ وہاں
ورن کے معنی خصلت یا کرم یعنی پیشہ ہیں۔ لیکن
پُرانے زمانے میں ہر ایک انسان کا پیشہ عموماً جدّی
ہوتا تھا۔ اس لئے جاتی اور ورن کے الفاظ کچھ
عرصہ پاکر ایک ہی معنوں میں استعمال ہونے لگے۔
اور کیونکہ جاتی جنم سے تھی۔ ورن بھی جنم سے
مانا جانے لگا۔

منو کے زمانے میں ذات پات کا مسئلہ

موجودہ ذاتوں کی تعداد
بے انتہا ہے۔ کئی ایک ذاتوں
کی ابتدا تو پیشوں کی بنا

پر ہے۔کیئوں کی ابتدا سکونت پر ہے۔کئی ایک ذاتیں مذہبی تفرقات کی وجہ سے بنی ہیں۔اور کئی ایک نسلی امتیازات پر قائم ہوئی ہیں۔ بہت سی قومیں باہر سے حملہ آور ہوکر ہندوستان میں آباد ہوئیں۔اور کچھ عرصہ پاکر انہوں نے ہندو تہذیب اور مذہب اختیار کر لیا۔اور بلحاظ پیشہ یہ اقوام مختلف ورنوں میں تقسیم ہوکر انہی ورنوں کی شاخیں بن گئیں۔یہی وجہ ہے۔کہ آج کل کئی ذاتیں اپنے آپ کو براہمن ورن کہتی ہیں۔کئی ذاتیں کشتریوں میں سمجھی جاتی ہیں۔کئی ویش کہلاتی ہیں۔اور کئی شودروں میں شمار ہوتی ہیں۔گو ہر ایک ورن میں کئی ایک ذاتیں موجود ہیں۔ لیکن ہر ایک ذات بیاہ۔شادی۔ کھانے پینے اور روزمرہ کی رسومات میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہے *

شودروں کی ابتدا

بعضوں کا یہ خیال ہے۔کہ شودر ورن کے لوگ ہندوستان کے اصلی باشندوں میں سے ہیں۔لیکن یہ خیال بالکل درست نہیں معلوم ہوتا۔کیونکہ ینچ جاتیوں کے رسم و رواج پر غور کرنے سے اور اُن کے درمیان مروّج روایات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔کہ موجودہ اچھوت اور ینچ جاتیوں میں بھی کئی ایک ایسے فرقے موجود ہیں۔جو کسی نہ کسی وجہ سے اونچی ذاتوں میں سے خارج ہوکر ینچ ذاتوں میں شمار ہونے لگے۔شودروں

ہیں بھی لا انتہا ذاتیں ہیں - اور ان تمام ذاتوں کا آپس میں کوئی میل جول نہیں - ان میں سے کئی ایک ذاتیں اپنے آپ کو دوسروں سے اونچی ذاتیں خیال کرتی ہیں - غالباً شودروں کی ذاتوں میں کئی ایک ذاتیں بلا شبہ ایسی ہیں - جو ہندوستان کے اصلی باشندے ہوں گے - کئی ایک ایسی بھی ہیں - جن کا ورن کسی زمانے میں ویش یا کشتری بلکہ براہمن بھی تھا - لیکن اپنی برادریوں سے خارج ہو جانے کی وجہ سے اب وہ بھی شودروں میں شمار ہونے لگی ہیں - پورانوں میں بھی اکثر ذکر آتا ہے - کہ کئی کشتری اور براہمن ذاتیں ناپاک زندگی بسر کرنے کی وجہ سے یا کسی جرم کی سزا میں نیچے ورنوں میں گر گئیں - اور یہ بھی ذکر آتا ہے - کہ کئی ایک خاندانوں نے نیک کاموں کی وجہ سے اپنے ورن میں ترقی پائی - لیکن اس کا یہ مطلب نہیں - کہ اس عمل سے اُن کی ذات بھی بدل گئی ۔

آریوں کی خوراک

آریوں کی خوراک زیادہ تر اُن کے پیشے پر منحصر ہوتی تھی - براہمن ورن کی ذاتوں کے لئے جن کا کام پڑھنا پڑھانا اور مذہبی رسومات کا ادا کرنا یا یگ رچانا تھا - اور جو ہمیشہ دماغی کام میں مشغول رہتے تھے - مانس اچھی خوراک نہیں سمجھی جاتی تھی - اُن کی گزران زیادہ تر دودھ - دہی - گھی - پھل اور

سبزی ترکاری پر تھی۔ لیکن کشتری ورن کی ذاتیں جو جنگی زندگی بسر کرتی تھیں۔ عموماً مانس کھاتی تھیں۔ لیکن جب جین اور بودھ دھرم کا پرچار شروع ہؤا۔ اور اہنسا کا مسئلہ جس کے مطابق کسی جانور کو مارنا یا اذیّت پہنچانا مکروہ یا بُرا سمجھا جاتا ہے۔ زیادہ ہر دل عزیز ہؤا۔ تو تمام اونچی ذاتوں نے مانس کھانا بند کر دیا *

آریوں کے رسم و رواج

آریوں کی زندگی میں ہر ایک کے لئے گربھ سے لے کر موت تک کئی ایک سنسکار ادا ہوتے تھے۔ گرہیہ سوتروں میں زیادہ تر سولہ سنسکاروں کا ذکر ہے۔ لیکن ان میں سے جو مشہور سنسکار تھے۔ وہ حمل ٹھیرنے پر۔ جنم کے وقت۔ نام رکھنے کے موقع پر پہلی مرتبہ اناج کھانے کے سمے۔ مونڈن پر۔ ودّیا آرنبھ کے موقع پر۔ یگیوپویت ڈالنے کے وقت۔ تعلیم ختم ہونے پر۔ شادی کے موقع پر اور موت کے وقت ادا ہوتے تھے۔ ان تمام موقعوں پر خاص خاص رسومات ادا کی جاتی تھیں۔ اور برادری اکٹھی ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ ہر ایک گھر میں یگ کئے جاتے تھے۔ یگ دو قسم کے ہوتے تھے۔ ایک تو وہ جو ہر روز کئے جاتے تھے۔ اور دوسرے وہ جو مختلف موسموں میں اور مختلف تہواروں پر کئے جانے لازمی سمجھے جاتے تھے۔ روز مرّہ کے یگ یہ تھے۔ برہم یگ۔

دیو یگ - پتری یگ - اتیتھی یگ اور بھوت یگ - ویدوں کا مطالعہ برھم یگ کہلاتا تھا - دیوتاؤں کی پوجا دیو یگ تھا - پتروں کا شرادھ کرنا یا اُن کو پنڈ دینا پتری یگ تھا - مہمان کی خاطر تواضع کرنا اتیتھی یگ کہلاتا تھا - اور بھوت پریت کے نام بلی یا قربانی دینا بھوت یگ کہلاتا تھا - یہ سب یگ پنچ مہایگ کہلاتے تھے - اور اب بھی موجودہ زمانے میں ہر ایک پُرانے مذہب کے ہندو گھر میں یہ پانچ یگ کم و بیش ہر روز کئے جاتے ہیں - دوسری قسم کے یگوں پر جو مختلف موسموں میں اور تہواروں پر کئے جاتے ہیں - ہون کر کے برادری یا دوستوں میں پکوان وغیرہ تقسیم کئے جاتے تھے ٭

شادی بیاہ

دھرم سوتروں - ارتھ شاستروں اور بھگوت گیتا کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے - کہ شادی بیاہ عموماً اپنے ہی ورن میں ہوتا تھا - اور غیر ورن میں شادی کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا - لیکن بعد ازاں اپنی ذات سے بھی باہر شادی کرنا ممنوع ہو گیا - اِس پابندی کا نتیجہ یہ ہوا - کہ موجودہ زمانے میں شادی بیاہ کا دائرہ بہت تنگ ہو گیا ہے - اور تمام ہندوؤں کی آبادی کئی ایک ذات نامی ڈبوں میں بند ہو کر ایک دوسرے سے الگ ہو گئی ہے ٭

ہم اوپر ذکر کر آئے تھے - کہ زمانۂ قدیم کے

آریوں میں مُکتی یعنی نجات کے متعلّق مذہبی عقاید کی پیروی میں پوری آزادی تھی۔ لیکن روزمرّہ کی زندگی میں مجلسی عقاید کی پابندی لازمی تھی۔ ورن آشرم دھرم۔ روزمرّہ کے رسم و رواج۔ شادی بیاہ۔ کھانا پینا۔ چھوت چھات اور یگوں کے رچانے میں لوگوں پر سخت قیود لگائی گئیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوُا۔ کہ سوسائٹی میں سے یک جہتی جاتی رہی لیکن اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ بعد کے حملوں میں جبکہ ہندوستان میں تاریکی کا زمانہ آگیا۔ اور ہندوؤں کا نئی تہذیبوں سے واسطہ پڑا۔ تو ذات پات کا ہی مسئلہ تھا۔ جس نے اب تک ہندوؤں کی تہذیب اور تمدّن کو کم از کم زندہ رکھا +

معاشرت

بودھ کی پیدائش سے پہلے آریوں کی تہذیب و تمدّن نے پوری ترقی حاصل کر لی تھی۔ فلسفہ۔ ریاضی۔ گرامر۔ جوتش۔ طب۔ علم کیمیا۔ موسیقی اور ناٹک ان تمام علوم میں وہ نہایت اعلےٰ درجے کی قابلیّت حاصل کر چکے تھے۔ اس زمانے میں یہ لوگ صرف زراعت پیشہ ہی نہ تھے۔ بلکہ مختلف دستکاریوں میں بھی پایۂ کمال حاصل کر چکے تھے۔ اس زمانے میں ٹیکسلہ۔ کاشی اور اُجین جیسی زبردست یونیورسٹیوں میں غیر ملکوں کے لوگ دور دراز سے آکر تعلیم پاتے تھے۔ رگ وید اور انجیل کے مطالعہ سے اور عراق اور مصر کے آثارِ

قدیمہ کی کھدائی سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قدیم آریہ جہازرانی میں بھی ماہر تھے۔ ان ایام میں ان کی تجارت زیادہ تر ایران - عراق - عرب اور مصر سے تھی ٭

طرزِ حکومت

قدیم ہندوستان بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہؤا تھا۔ اور ان تمام ریاستوں میں سے جو راجہ نہایت زبردست ہوتا تھا۔ وہ چکرورتی راجہ تسلیم ہوتا تھا۔ لیکن یہ ضروری نہیں تھا۔ کہ ایک ہی ریاست کا راجہ ہمیشہ کے لئے تمام ملک کا چکرورتی راجہ ہو۔ کبھی ایک ریاست کا اور کبھی دوسری ریاست کا راجہ چکرورتی ہوتا تھا۔ جو شخص راجہ کی پدوی حاصل کر لیتا تھا۔ وہ راجسو یگ کرتا تھا۔ اور جو چکرورتی راجہ بنتا تھا۔ وہ اشومیدھ یگ کرتا تھا ٭

موجودہ تحقیقات سے یہ امر بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ کہ قدیم آریہ جمہوریت کے اصول سے ناواقف نہ تھے۔ بودھ کی پیدائش سے پہلے ہندوستان میں ایسی کئی ایک ریاستوں کا ذکر آتا ہے۔ جہاں پر راجہ کا چناؤ کیا جاتا تھا۔ پتہ چلتا ہے۔ کہ مہابھارت کی لڑائی کے زمانے میں ویرشنی قوم کے یادوں میں جمہوری ریاست موجود تھی۔ اور شری کرشن چندر دوارکا کی ریاست میں ایک جمہوری سردار کی حیثیت رکھتے تھے۔ اسی طرح سے نیپال میں

شاکیہ قوم کے لوگ بھی جن میں گوتم بودھ پیدا ہوا۔
ایک جمہوری ریاست کے باشندے تھے۔ شمالی بہار
میں ملّا اور وجی لوگوں کی بھی جمہوری ریاستیں تھیں۔
سکندر اعظم کے حملے کے وقت پنجاب میں بھی کئی
ایک جمہوری ریاستیں موجود تھیں ٭

ہر ایک ریاست میں راجہ اپنے وزیروں کے
مشورے سے ملک کا انتظام کرتا تھا۔ اور جیسا کہ
ارتھ شاستر سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ملک کے انتظام
کے لئے مختلف محکمہ جات بنائے جاتے تھے۔ فوج
عموماً چار حصّوں میں تقسیم ہوتی تھی۔ یعنی پیدل۔
گھوڑ چڑھے۔ ہاتھی سوار اور رتھ سوار۔ ہتھیاروں
میں زیادہ تیر و کمان۔ تلوار۔ بھالہ اور گرز کا استعمال
ہوتا تھا ٭

خلاصہ فصل پنجم

۱۔ آریہ سوسائٹی میں ہر ایک براہمن کی زندگی چار
حصّوں میں بٹی ہوئی تھی۔ برہم چریہ۔ گرہست۔
بان پرست اور سنیاس ٭

۲۔ ذات پات کا مسئلہ۔ آریہ چار ورنوں میں تقسیم
تھے۔ براہمن۔ کشتری۔ ویش اور شودر۔ ہر ایک
ورن میں کئی ایک ذاتیں تھیں۔ شروع شروع
میں ذات جنم سے مانی جاتی تھی۔ اور ورن

پیشے سے +

۳۔ ذات کی ابتدا کئی طرح سے ہوئی۔ کئی ایک کی بنا پیشے پر ہے۔ کئی ایک کی سکونت پر۔ کئی ایک کی مذہبی تفرقات پر اور کئی ایک کی نسلی امتیاز پر +

۴۔ شودروں کی ابتدا بعض لوگوں کے خیال میں شودر ہندوستان کے اصلی باشندے ہیں۔ لیکن یہ خیال بالکل درست نہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ کئی شودر ذاتیں ہندوستان کے اصلی باشندوں سے بنی ہیں۔ لیکن ان میں کئی ایک ایسی ذاتیں بھی ہیں۔ جو کسی مجلسی جرم کی سزا میں اونچے ورنوں سے گرکر شودروں میں شامل ہو گئے +

۵۔ آریوں کی خوراک۔ براہمن لوگ جن کا پیشہ دماغی تھا۔ ماس کھانے سے پرہیز کرتے تھے۔ لیکن جب جین دھرم کے عروج میں اہنسا کا مسئلہ مقبول عام ہؤا۔ تو تمام اونچے ورنوں کی ذاتوں نے ماس کھانا چھوڑ دیا +

۶۔ آریوں کے رسم و رواج۔ ہندوؤں میں مذہبی عقائد کے لحاظ سے ہر ایک انسان کو پوری آزادی تھی۔ لیکن اُن پر سخت مجلسی قیود لگائی گئی تھیں۔ کھانے پینے میں۔ بیاہ شادی میں۔ خانگی رسومات کی ادائیگی میں کئی قسم کی بندشیں تھیں۔ اس کے علاوہ اونچے ورنوں کے تمام اشخاص یگ کرتے تھے۔ یہ یگ دو قسم کے تھے۔ روزمرہ

کے۔ اور مختلف تہواروں کے موقعوں پر۔ روزمرہ
کے یگ پانچ ہونے کی وجہ سے پنچ مہایگیہ کہلاتے
تھے ÷

۷۔ **شادی بیاہ** عموماً ایک ہی ورن میں ہوتے تھے
لیکن بعد ازاں ذات سے بھی باہر شادی کرنا
ممنوع ہو گیا ÷

۸۔ **معاشرت و تہذیب**۔ مہاتما بودھ کی پیدائش
سے پہلے ہندوؤں نے کئی ایک علوم اور فنون
میں ترقی کر لی تھی۔ کاشی۔ اُجین اور ٹیکسلہ کی
یونیورسٹیوں میں کئی ایک مُلکوں سے لوگ تعلیم
حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ ہندوستان کی
تجارت فارس۔ عراق۔ مصر اور فلسطین سے ہوتی تھی ÷

۹۔ **طرزِ حکومت**۔ ہندوستان کئی ایک چھوٹی چھوٹی
ریاستوں میں بٹا ہؤا تھا۔ جو راجہ سب سے زیادہ
طاقتور ہوتا تھا۔ وہ چکرورتی راجہ تسلیم ہوتا
تھا۔ اس زمانے میں ہندوستان میں کئی ایک جمہوری
ریاستیں بھی موجود تھیں۔ فوج چار قسم کی ہؤا
کرتی تھی۔ پیدل۔ گھوڑ چڑھے۔ ہاتھی سوار اور
رتھ سوار ÷

سوالات

۱۔ ہندوؤں کی مجلسی بناوٹ پوری طرح سے بیان
کرو۔ ورن اور آشرم دھرم کیا تھا؟ ذات اور

ورن میں کیا فرق ہے؟ شودر کون تھے؟ اور ہندوؤں کی خوراک کیا تھی؟

۲- ہندوؤں کے مذہبی فرائض پر ایک نوٹ لکھو۔ سنسکار کیا اور کتنے تھے؟ یگیہ کیا اور کتنے ادا کرنے پڑتے تھے؟

۳- آریوں کی طرز حکومت کیسی تھی؟

۴- اس زمانے میں آریوں کی دماغی اور اقتصادی حالت کیسی تھی؟

۵- تمہیں پرانے انڈو آرین کی بابت کیا معلوم ہے؟ اُن کے طرز حکومت۔ رسم و رواج اور مذہب پر ایک بیان لکھو (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۹-۱۹۲۸)۔

۶- ہندوؤں میں مسئلہ ذات پات کی کیا ابتدا ہے۔ منو اس کی بابت کیا لکھتا ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۲-۱۹۲۶)۔

۷- آریوں کی مجلسی بناوٹ جیسی کہ وہ اُن کی مذہبی کتب سے ظاہر ہوتی ہے۔ بیان کرو (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۳)۔

۸- رگ وید سے آریوں کی مجلسی بناوٹ کے متعلق تمہیں کیا معلوم ہوتا ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۵)۔

باب دوئم

بودھوں کی ابتدا۔ عروج اور زوال

۷۵۰ قبل از مسیح سے لے کر ۵۰۰ء تک

فصل ششم

شیش ناگوں کی سلطنت اور بودھوں کی ابتدا

۷۵۰ قبل از مسیح کے وقت ہندوستان کی سیاسی حالت

آٹھویں صدی قبل از مسیح شمالی ہندوستان میں کئی ایک چھوٹی چھوٹی ریاستیں موجود تھیں۔ مشرق میں کلنگ ۔ پونڈرا ۔ سوہم ۔ بنگ ۔ انگ ۔ مگدھ ۔ ویسالی ۔ ویدیہ کی ریاستیں اور ملاّ ۔ وِجی اور ساکیوں کے گن یعنی جمہوری ریاستیں تھیں ۔ وسط میں کوشل ۔ کاشی ۔ کوسامبی ۔ چیدی ۔ سورسینی ۔ متسیہ پانچال اور کوروکشیتر

کی ریاستیں تھیں ۔ مغرب میں اونتی۔سوراشٹر اور سندھ
کی ریاستیں موجود تھیں ۔ اور جنوب میں ودربھ ۔
اندھرا ۔ چولا ۔ چیرا اور کیرل پترا کی ریاستیں
تھیں ۔ لیکن اس زمانے میں کوشل ریاست سب
سے زبردست تھی ۔ کامپل نگری میں پانچالوں کی ریاست
نہایت مشہور تھی ۔ اور کوسامبی میں پانڈوں کی ریاست
اور اونتی یادووں کی ریاست اور مگدھ میں شیش ناگ
خاندان کی ریاست نہایت مشہور تھیں ۔

مگدھ

آٹھویں صدی قبل از مسیح کے وسط میں
مگدھ میں شیش ناگ خاندان کا راج تھا ۔
اور مگدھ میں صرف موجودہ پٹنہ ۔شاہ آباد اور گیا
کے اضلاع شامل تھے ۔ پورانوں کے مطابق ششوناگ
نے مگدھ میں اپنی سلطنت کی بنیاد ۷۸۵ قبل از مسیح
رکھی تھی ۔ اس خاندان کی سلطنت ۳۶۰ برس تک
۴۲۵ قبل از مسیح تک رہی ۔ اس خاندان کے
پہلے چار راجاؤں کے تو زیادہ حالات معلوم نہیں ۔
لیکن پانچویں راجہ بمبی سار نے اس سلطنت کو توسیع
دی ۔ بمبی سار ایک نہایت مشہور راجہ ہو گزرا ہے ۔
اور بودھ کتب میں اس راجہ کا بہت ذکر آتا ہے ۔
اسی راجہ کے عہد میں گوتم بودھ نے اپنے دھرم کا
پرچار شروع کیا تھا ۔ راجہ بمبی سار نے تین شادیاں
کی تھیں ۔ ایک راجہ ویسالی کی لڑکی سے ۔ دوسری
راجہ کوشل کی لڑکی سے اور تیسری پنجاب میں راجہ

مدّرا کی لڑکی سے ۔ بمبی سار نے تخت پر بیٹھتے ہی فتوحات کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ اس نے انگ۔ بنگ۔ پونڈرا اور سوہم کے علاقے اپنی سلطنت میں ملا لئے تھے۔ اس راجہ کے بعد اجات شترو اور ورشک تخت نشین ہوئے تھے۔ اور اجات شترو کی ایک لڑکی پدماوتی تھی۔ بمبی سار تخت نشینی کے وقت پندرہ برس کا تھا۔ اور اس نے ۵۲ برس کی عمر تک راج کیا۔ لیکن اجات شترو جلد تخت نشین ہونا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے باپ بمبی سار کو قتل کر دیا۔ اور تخت نشین ہوگیا۔ اُس نے ستائیس برس راج کیا۔ بمبی سار کی موت پر اُس کی بیوی کوشل راجہ کی بیٹی ستی ہو گئی۔ اس پر کوشل کے راجہ پرسین جت نے کاشی کے علاقے کی آمدنی جو کوشل رانی کے ذاتی اخراجات کے لئے دی گئی تھی۔ بند کر دی۔ اجات شتر نے کوشل کے راجہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ آخر دونوں راجاؤں کے درمیان صلح ہوگئی۔ پرسین جت نے اپنی لڑکی اجات شترو کو بیاہ دی۔ اور کاشی کی آمدنی جو دینی بند کر دی گئی تھی۔ دوبارہ مگدھ کو عطا ہوئی۔ اجات شترو نے کوشل پر فتح پانے کے بعد دریائے گنگا کے کنارے پٹنہ یعنی پاٹلی پُتر کے قلعہ کی بنیاد رکھی۔ اور اس کے بعد اپنے نانا کے ملک ویسالی پر بھی حملہ آور ہُوا۔ اور یہ ریاست فتح ہو کر سلطنت مگدھ میں شامل

ہوئی۔ جب اجات شترو مر گیا۔ تو اس کا بیٹا درشک مگدھ کے تخت پر بیٹھا۔ اس راجہ کے بیٹے اودے نے بھی فتوحات کا سلسلہ خوب جاری رکھا۔ اور اس نے پاٹلی پتر کے قلعہ کے قریب کوسم شہر کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد شیش ناگ خاندان میں سے نندی وردھن اور مہانندی نام دو اور راجا مگدھ کے تخت پر بیٹھے۔ کہتے ہیں۔ کہ ایک رذیل ذات کی عورت کے لڑکے مہاپدم نند نے مہانند کو قتل کر کے ۴۲۵ سنہ قبل از مسیح میں خود تخت پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ نیا نند خاندان سو برس سلطنت مگدھ پر قابض رہا۔ اس راجہ نے کوشل کا ملک۔ کوسامبی کی ریاست۔ اونتی دیش اور کئی ایک ریاستوں کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں ملا لیا تھا۔ ان فتوحات کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ دریائے ستلج اور وندھیاچل پہاڑ کے درمیان تمام شمالی ہندوستان کا علاقہ سلطنت مگدھ میں شامل ہو گیا تھا۔ اور جب سکندر اعظم نے ۳۲۷ سنہ قبل از مسیح میں ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ تو اسی نند خاندان کی سلطنت تمام ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھی +

کوشل دیش

آٹھویں صدی قبل از مسیح کے وسط میں مگدھ دیش کے شمال مغرب میں کوشل کی ایک زبردست ریاست تھی۔ یہ ریاست اس وقت مگدھ سے بہت بڑی تھی۔ اس

وقت یہ ریاست تمام ہندوستان میں سب سے زبردست ریاست تھی۔ اور راجہ پرسین جیت ان دنوں اس کا راجہ تھا۔ یہ راجہ عمر میں گوتم بودھ کے برابر تھا۔ اور اس کی بودھ دیو سے بہت دوستی تھی۔ اکثر اوقات یہ دونوں دیر تک گفتگو کرتے رہتے تھے۔ راجہ کی بہن سومنا گوتم بودھ کی چیلی بن گئی تھی۔ راجہ پرسین جیت کا علاقہ نہایت وسیع تھا۔ اور موجودہ گورکھ پور اور بنارس کے علاقے اس کی سلطنت میں شامل تھے۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا ورودھک تخت پر بیٹھا۔ ورودھک نے تخت پر بیٹھتے ہی شاکیہ ریاست کا علاقہ جہاں گوتم بودھ پیدا ہوا تھا۔ حملہ کرکے فتح کر لیا۔ اس کے بعد مہاپدم نند کے زمانے تک کوشل ریاست کی ہستی علیحدہ رہی۔ لیکن جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے۔ بعد میں مہاپدم نند نے کوشل کی سلطنت فتح کرکے اپنی سلطنت میں شامل کر لی۔

اونتی اور کوشامبی آٹھویں صدی قبل از مسیح کے وسط میں دو اور مشہور ریاستیں تھیں۔ ایک پانڈو خاندان کے راجہ اودین کی ریاست کوشامبی میں تھی۔ اور دوسری اُجین میں چنڈ مہاسین کی ریاست تھی۔ موجودہ گوالیار۔ الہ آباد اور جھانسی کا علاقہ تو راجہ اودین

کے پاس تھا۔ اور مالوے کا علاقہ چنڈ مہاسین کے قبضے میں تھا۔ چنڈ مہاسین کی لڑکی واسودتا راجہ اودین سے بیاہی گئی تھی۔ اور بعد ازاں اسی راجہ اودین کی شادی مگدھ کے راجہ درشک کی ہمشیرہ پدماوتی سے ہوئی تھی۔ اس تمام قصے کا حال بھاس کے سوپن واسودتا کے مشہور ناٹک میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ چنڈ مہاسین اور اودین دونوں گوتم بودھ کی زندگی میں موجود تھے۔ اور دونوں راجاؤں کی ریاستوں میں بودھ دھرم کی بہت اشاعت ہوئی تھی۔ لیکن جب مہاپدم نند نے مگدھ کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ تو اس کے تھوڑی ہی دیر بعد یہ تمام ریاستیں۔ کوشل۔ کوسامبنی۔ اونتی اور دیگر کئی ایک ریاستوں کا خاتمہ ہؤا۔ اور یہ سب کی سب ریاستیں سلطنت مگدھ میں شامل ہو گئیں ؛

گوتم بودھ کی پیدائش

موجودہ ضلع بستی کے شمال میں ریاست نیپال کے اندر اُس زمانے میں کپل وستو کی ایک چھوٹی سی جمہوری ریاست تھی۔ جس کا حکمران سدودھن نام ایک راجہ شری رام چندر جی کے بیٹے کوش کی اولاد میں سے تھا۔ سنہ ۶۲۳ قبل از مسیح میں اس راجہ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہؤا۔ جس کا نام سدھارتھ رکھا گیا۔ اس زمانے کے ویدک

دھرم میں یگوں میں جانوروں کی قربانی کا رواج بہت زور پکڑ گیا تھا۔ اور ورن اور آشرم دھرم کی پابندیوں نے لوگوں کی مجلسی زندگی کو کڑی زنجیروں میں جکڑ دیا تھا۔ ان حالات میں ہندوستان میں چند ایک فلسفہ دان ایسے پیدا ہو گئے تھے۔ جو ویدوں کی تعلیم سے اختلاف رکھتے تھے۔ اور کئی ایک تو خدا کی ہستی سے بھی منکر ہو گئے تھے۔ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال تیزی سے سرایت کرنے لگا۔ کہ آیا واقعی خدا کی پرستش کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ یگوں میں بے انتہا جانوروں کی جان گنوائی جائے۔ اس دماغی کشمکش کا نوجوان سدھارتھ کے دل پر بہت گہرا اثر ہوا۔ وہ بچپن ہی سے سوچ بچار میں غرق رہنے لگا۔ ہرچند اس کے لئے کھیل تماشے کے سامان مہیّا کئے جاتے تھے۔ لیکن اس کو ان سے مطلق دلچسپی نہ تھی۔ آخر شہزادہ سدھارتھ کے والدین نے یہ مناسب سمجھا۔ کہ اس کی شادی کر دی جائے۔ چنانچہ سولہ برس کی عمر میں اس کی شادی ایک نہایت خوبصورت شہزادی یسودھرا سے ہوئی۔ لیکن شادی کے بعد بھی سدھارتھ ہمیشہ مغموم اور متفکر نظر آتا تھا۔ اس کو یقین ہو گیا تھا۔ کہ دُنیاوی زندگی ناپائدار ہے۔ ہر ایک جیو آخرکار بڑھاپے۔ بیماری یا موت کا شکار ہوتا ہے۔ اس لئے اس

نے آواگون کے سلسلے سے نجات حاصل کرنے کی
ٹھان لی۔ اور دُنیا ترک کرنے کا مصمّم ارادہ کر لیا۔
اٹھائیس سال کی عمر میں اس نے ایک رات چپکے
سے ہمیشہ کے لئے محل چھوڑ جنگل کا راستہ لیا۔
جانے سے پہلے اس نے ایک آنکھ اُٹھا کر اپنی
پیاری بیوی کو دیکھا۔ دوسری نگاہ اپنے نو تولّد
بیٹے راہول پر ڈالی۔ بیوی کی محبت اور جذبۂ پدری
نے بہت جوش مارا۔ مگر اُس نے دل کو ضبط کیا۔
اور چھاتی پر پتھر رکھ کر شہر سے دُور نکل گیا۔
اور فقیرانہ لباس پہن کر مگدھ دیش کی راجدھانی
راج گرھیہ کے قریب تپسّیا کرنے لگا۔ اس نے
براہمنوں کے تمام فلسفہ کا مطالعہ کیا۔ مگر جس کی
اُس کو تلاش تھی۔ (یعنی من کی شانتی)۔ وہ اُسے
نہ ملی۔ بلکہ براہمنوں کے یگوں میں قربانی کے عقاید
نے اُس کی طبیعت اور بھی برگشتہ کر دی۔ وہ کچھ
دن اور سادھوؤں کی زندگی بسر کرتا رہا۔ اور مگدھ
میں ادھر اُدھر حقیقت کی تلاش میں پھرتا رہا۔
اُس نے نہایت سخت برت رکھے۔ اور جسم کی
خواہشات کو مارا۔ مگر نجات کا راستہ پھر بھی معلوم
نہ ہوا۔ کئی بار مایوس ہوا۔ کئی دفعہ اُس کو گھر
کی یاد نے ستایا۔ مگر وہ اپنی جستجو میں ثابت قدم
رہا۔ آخر کار بڑی جہد و جہد اور خواہشاتِ نفسانی
پر غالب آنے کے بعد ایک بڑ کے درخت کے

نیچے حقیقی روشنی یعنی گیان حاصل ہؤا - اس دن سے وہ بودھ یعنی گیانی یا عارف مشہور ہؤا - کیونکہ اُس کی ماں گوتم خاندان سے تھی - اس لئے گوتم بودھ کہلایا - پھر اُسے یہ خواہش ہوئی - کہ دنیا میں اپنے اس نئے دھرم کو پھیلائے - چنانچہ وہاں سے اُس نے بنارس کا راستہ لیا - اور بنارس کے قریب سارناتھ میں اپنے نئے مذہب کی اشاعت کرنے لگا - اس جگہ اُس کے ساٹھ چیلے بن گئے - جن کی اُس نے ایک منڈلی بنائی - اور اُن کو ساتھ لے کر وہ جگہ جگہ اپنے دھرم کی اشاعت کے لئے پھرنے لگا +

اس اثنا میں گوتم کے باپ شدودھن نے بھی اپنے بیٹے کی شہرت سُنی - اور اسے بُلا بھیجا - گوتم بمعہ اپنے چیلوں کے کپل وستو کی طرف روانہ ہؤا - اور وہاں پہنچ کر شہر کے باہر ٹھہرا - سب کا سب کُنبہ اُس کے اُپدیش سے متاثر ہوکر اُس کا پیرو بن گیا - چنانچہ جب بودھ نے عورتوں کے لئے ایک علیحدہ منڈلی بنائی - تو اُس کی بیوی یشودھرا بھی سب کچھ تیاگ کر اس میں شامل ہوئی - بودھ اسّی برس کی عمر میں کوشی نگر میں جو گورکھپور کے قریب ہے - اس جہان فانی سے کوچ کر گیا - مرنے سے پہلے اُس نے اپنے چیلوں کو اکٹھا کیا - اور انہیں نہایت متاثر اُپدیش

دے کر ان کی تسلّی کی۔ گوتم بودھ کی وفات ۵۴۳ سنہ قبل از مسیح میں واقع ہوئی تھی۔ لیکن اس سے پہلے وہ اپنے دھرم کی اشاعت مگدھ۔ کوشل۔ کوسامبنی اور اونتی جیسی مشہور ریاستوں میں کر چکا تھا۔

بودھ دھرم کی تعلیم

گوتم بودھ نے یگ۔ قربانیاں اور دیوتاؤں کی پرستش بالکل اُڑا دی۔ اور یہ تعلیم دی کہ مکتی یعنی نجات صرف نیک زندگی بسر کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کی تعلیم کے مطابق یہ جہان فانی ہے۔ اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ اور یہ تمام دُنیا دکھ درد کا گھر ہے۔ اس کے خیال کے مطابق زندگی کو نیک بنانے کے لیئے ان سُنہری سچّائیوں پر عمل کرنا لازمی ہے۔ اوّل یہ محسوس کرنا کہ دُکھ اور تکلیف ہر جگہ موجود ہے۔ مثلاً پیدائش میں تکلیف۔ بیماری میں دقّت۔ بڑھاپے میں دُکھ۔ موت کے وقت درد۔ دشمنوں سے خوف۔ دوستوں کی جُدائی کا صدمہ اور ناکامی میں قلق ہمیشہ موجود ہے۔ دوئم یہ محسوس کرنا کہ نفسانی خواہشات۔ دولت کی ہوس۔ زندگی کی چاہ۔ یہ تمام خواہشات ہیں۔ جو دُکھ اور درد کا باعث ہیں۔ سوئم یہ محسوس کرنا کہ اگر یہ سب نفسانی خواہشات ترک کردی جائیں۔ کسی سے دشمنی نہ رکھی جائے۔ کسی کو ایذا نہ پہنچائی جائے۔ اور سب سے محبّت اور اُلفت رکھی جائے۔ تو انسان کے من میں کوئی خواہش پیدا نہ ہوگی۔ اور جب

خواہشات پیدا نہ ہوں گی - تو کوئی تکلیف یا دُکھ درد محسوس نہ ہوگا - چہارم یہ محسوس کرنا کہ ان خواہشات سے کنارہ کش ہونے کے لئے ان آٹھ اصولوں پر کاربند ہونا ضروری ہے - یعنی اوّل مندرجۂ بالا چار سُنہری اصولوں کو مدِّ نظر رکھنا - دوئم اس بات کا مصمم ارادہ کر لینا کہ کسی کو گالی گلوچ نہ دی جائے - نہ ہی پس غیبت کی جائے - نہ ہی کسی کو ایذا پہنچائی جائے - اور تمام نفسانی خواہشات کو بالکل ترک کر دیا جائے - سوئم ہمیشہ سچ بولنا - چہارم وہ نیک طریقہ زندگی کے اختیار کرنا - جن سے چال چلن اچھا رہے - پنجم نیک طریقۂ معاش اختیار کرنا - ششم نیک کاموں میں کوشاں رہنا - ہفتم ہمیشہ بیدار مغز رہنا - اور ہشتم یوگابھیاس سے اپنے من کی چنچلتا کو دور کرنا۔

گوتم بودھ کی تمام تعلیم میں پرمیشور یا خدا کا کہیں ذکر نہیں آتا - کیونکہ اُس کا عقیدہ تھا - کہ مکتی یا بندھن محض اپنے ہی کرموں کا نتیجہ ہے۔

وردھمان مہاویر

وردھمان مہاویر ویسالی کے راجہ چیتک کا بھانجا تھا - یہ راجہ چیتک مگدھ کے راجہ بمبی سار کا خسر تھا - مہاویر کی بچپن کی عمر بودھ دیو کی طرح شاہی محلوں میں امیرانہ ٹھاٹھ میں گزری - لیکن بتیس برس کی عمر میں وہ ایک سادھوؤں کے فرقے میں جس کا بانی گرو پارس ناتھ تھا - داخل ہوا - دُنیا ترک کر دینے کے بعد مہاویر

نے سخت سے سخت تپسیا کی۔ اور آخر بارہ سال کی تپسیا کے بعد اُس کو گیان حاصل ہؤا۔ اس کے بعد تیس برس تک وہ اپنے دھرم کا پرچار کرتا رہا۔ بہار اور اودھ میں اس کے بہت سے چیلے ہو گئے۔ اور اس نے ۷۲ برس کی عمر میں غالباً سنہ ۵۲۷ قبل از مسیح میں بمقام پاوا ضلع پٹنہ میں وفات پائی +

جین دھرم کی تعلیم

جین مت اور بودھ دھرم دونوں آپس میں بہت ملتے جلتے ہیں۔ بودھوں کی طرح جینیوں کی زندگی کا مقصد بھی آواگون کے چکّر سے نجات حاصل کرنا ہے۔ بودھ کے پیروؤں کی طرح جینی بھی ایذا رسانی کو بہت بُرا سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس خیال میں وہ بودھوں سے اور بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ کیسا ہی چھوٹے سے چھوٹا جانور ہو۔ اُس کا مارنا نہایت پاپ ہے۔ ان کی تعلیم کا یہاں تک اثر ہؤا۔ کہ اس مذہب کے کٹر پیرو اپنے مُنہ پر پٹی باندھ رکھتے ہیں۔ تاکہ سانس لینے سے ہوا میں اُڑتے ہوئے چھوٹے چھوٹے کرم مُنہ یا ناک میں جا کر نہ مر جائیں۔ پانی پیتے وقت بھی وہ پانی کو کپڑے سے چھان لیتے ہیں۔ جینیوں کے خیال میں دُنیا میں کوئی ایسی شے موجود نہیں۔ جس میں جیو نہ ہو۔ ان کے مت انوسار

ہر ایک چیز میں مثلاً جانور۔ درخت۔ پودے اور پتھر وغیرہ میں بھی رُوح موجود ہے۔ جینی بھی ہندوؤں کی طرح کرم کے مسئلے کو مانتے ہیں۔ مہاویر اور بودھ دھرم کی تعلیم میں ایک اَور فرق بھی ہے۔ گوتم بودھ تو یہ مانتے تھے۔ کہ پاکیزہ زندگی ہی سے انسان نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اُن کے خیال میں تپسیا فضول ہے۔ لیکن مہاویر نے تپسیا پر بھی بہت زور دیا ہے۔ ان کے خیال میں مکتی یعنی نجات حاصل کرنے کے لئے تپسیا بھی ضروری ہے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ نند خاندان کے راجا جین مذہب کے پیرو تھے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ چندر گپت موریا کا مگدھ دیش کا تخت حاصل کرنا ایک طرح سے براہمنوں کا مگدھ کے جینی نند راجاؤں کے برخلاف بغاوت کا نتیجہ تھا۔ چندر گپت موریا کی تخت نشینی کے بعد جین دھرم بنگال اور بہار کے مشرقی علاقوں سے غالباً نکالا گیا۔ اور اس کے بعد یہ مذہب زیادہ تر مغربی ہندوستان میں محدود رہا۔ کچھ عرصے کے بعد جینیوں میں دو فرقے ہو گئے۔ ایک شوتپامبر اور دوسرا دگامبر۔ شوتپامبر فرقے کے جینی تو سفید کپڑے پہنتے ہیں۔ اور اپنی مورتیوں کو بھی سفید کپڑے پہناتے ہیں۔ لیکن دگامبر فرقے کے لوگ بالکل ننگے رہتے ہیں۔ اور وہ اپنی مورتیوں کو بھی ننگا رکھتے ہیں۔ لیکن جین

بودھ کے زمانے کا ہندوستان
ساکیہ
ودہیہ
پونڈرا
انگ
ویسالی
مگدھ
سوہم
بنگ
کالنگا

گاندھار
گاندھار
کام بھوج
کیکئی
کاٹھی
مدرا
ملا
سیوی
کشدرکا
کوروکشیتر
یودہیہ
پانچال
متسیہ
سورسینی
نشدھ
سوراشٹر
اونتی
ویدربھ
چولا
چیرا
پانڈیا
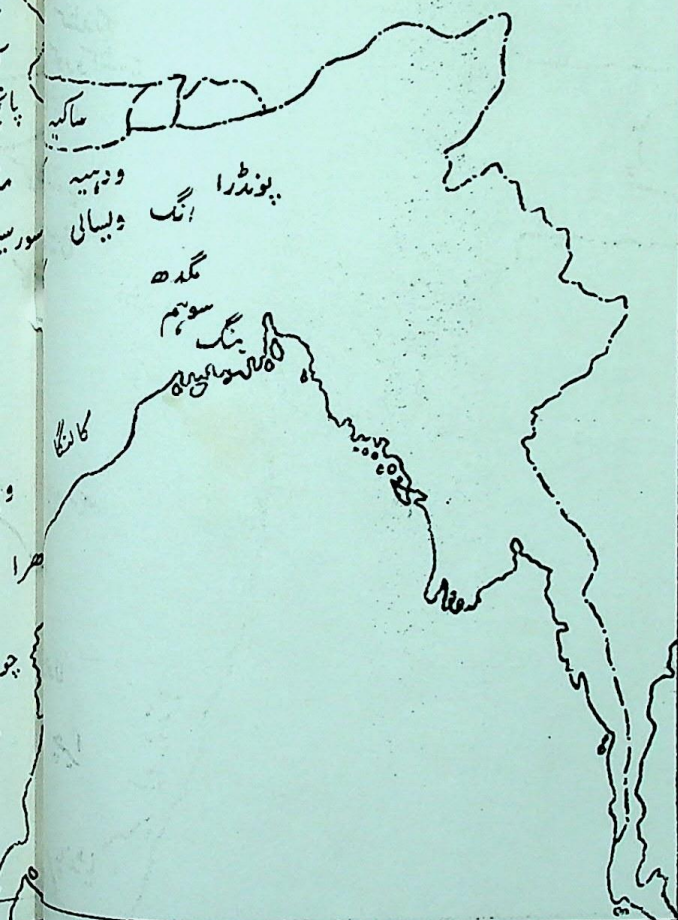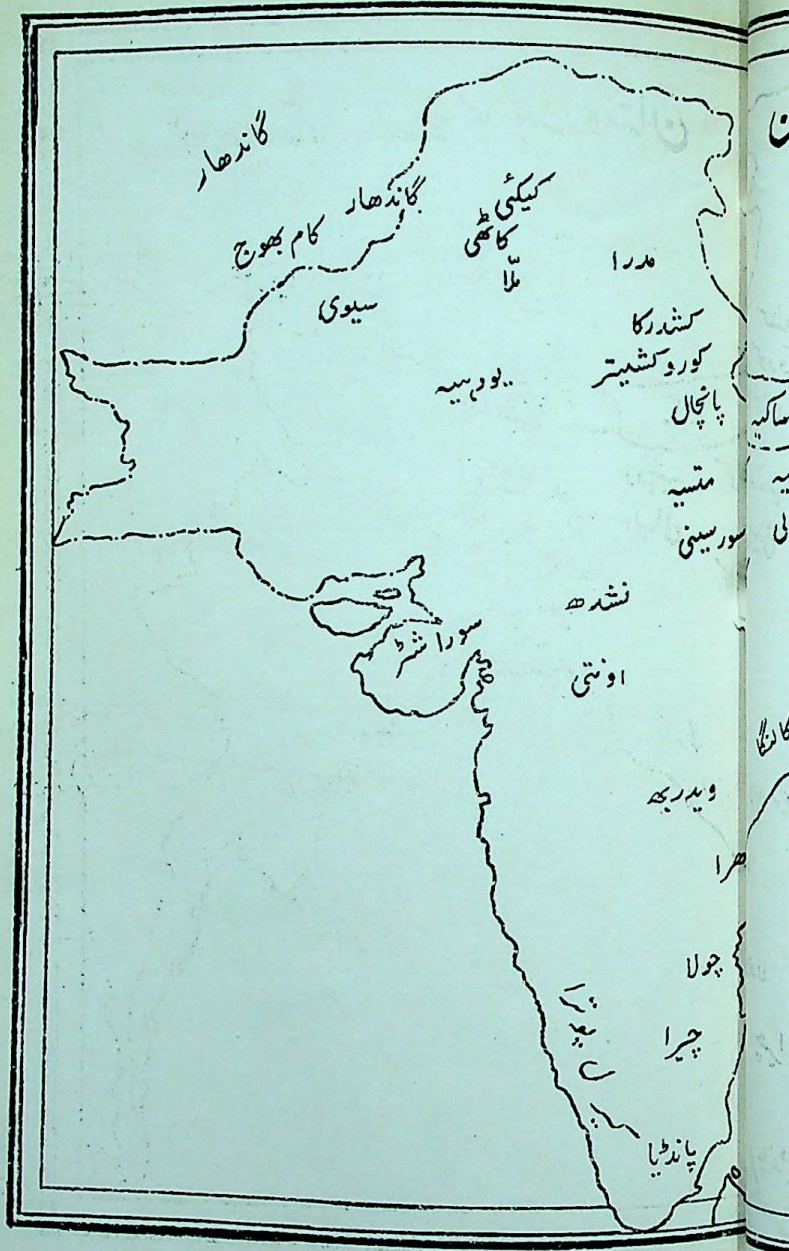
دھرم کی اشاعت کبھی زیادہ نہیں ہوئی۔ اور اس دھرم کے پیروؤں کی تعداد ہمیشہ تھوڑی رہی ہے ؞

خلاصہ فصل ششم

۱۔ ہندوستان کا سیاسی نقشہ آٹھویں صدی قبل از مسیح کے وسط میں ہندوستان سیاسی لحاظ سے کئی ایک سلطنتوں اور جمہوری ریاستوں میں بٹا ہؤا تھا مشرق میں کلنگا۔ پونڈرا۔ سوہم۔ بنگ۔ انگ۔ مگدھ۔ ویسالی اور ودیہہ کی ریاستیں تھیں۔ وسط میں کوشل۔ کاشی۔ کوسامبنی۔ چیدی۔ سورسینی۔ متسیہ۔ پانچال اور کوروکشیتر کی ریاستیں تھیں۔ مغرب میں اونتی۔ سوراشٹر اور نشدھ کی ریاستیں تھیں۔ شمال میں یودھیوں۔ کشودرکوں۔ مدّروں۔ کاٹھیوں۔ ملّوں۔ سیوی۔ کیکئی۔ گاندھارا اور کامبھوجوں کے علاقے تھے۔ اور جنوب میں ودربھ۔ اندھرا۔ کلنگا۔ چولا۔ چیرا اور کیرل پوترا تھے ؞

۲۔ ششوناگ بنس ششوناگوں کے خاندان کا راج مگدھ میں آٹھویں صدی قبل از مسیح کے آغاز میں شروع ہؤا۔ اور ۴۲۵ سنہ قبل از مسیح تک راج کرتا رہا۔ اس خاندان کے پانچویں راجہ بمبی سار اور اس کے بیٹے اجات شترو کے عہد میں اس سلطنت کو بہت عروج ہؤا۔ اجات شترو

کی وفات سے پہلے تمام مشرقی ہندوستان اور
کوشل کا ملک بھی سلطنت مگدھ میں شامل ہو چکے تھے

۳۔ نند خاندان

ششو ناگ خاندان کے بعد مگدھ
میں نند خاندان کی حکومت ہوئی
اور اس خاندان کا راج ۴۲۵ء سے لے کر ۳۲۵
قبل از مسیح تک رہا۔ اس خاندان کے دور حکومت
میں دریائے ستلج اور کوہ بندھیاچل کے درمیان کا تمام
شمالی ہندوستان سلطنت مگدھ میں شامل ہو گیا۔ شاید
اسی وجہ سے کہ دریائے ستلج کے جنوب تک نند خاندان
کی زبردست سلطنت قائم ہو چکی تھی۔ سکندر اعظم نے
دریائے بیاس کو عبور کرنے کا قصد نہ کیا +

۴۔ مہاتما بودھ

مہاتما بودھ ۶۲۳ء قبل از مسیح
پیدا ہوئے۔ اور ۵۴۳ء قبل از
مسیح میں اس جہان فانی کو چھوڑا۔ وہ راجہ سدودھن
والئے کپل دستو کے بیٹے تھے۔ یہ سورج بنسی تھے
اور مہاراجہ رام چندر کے بڑے بیٹے کُش کی اولاد
میں سے تھے۔ سولہ برس کی عمر میں ان کی شادی
ایک پڑوسی راجہ کی لڑکی یشودھر سے ہوئی تھی۔ بیٹے
راہول کی پیدائش کے بعد اٹھائیس برس کی عمر میں
انہوں نے تارک الدنیا کی زندگی اختیار کی۔ انہوں نے
برہمنوں کے درشن شاستروں کا مطالعہ کیا۔ تپسیا میں سات
برس گزارے۔ اور آخر گیا میں پینتیس برس کی عمر میں
ان کو گیان ہوا۔ انہوں نے اپنے اس نئے مذہب

یعنی دھرم کی ۴۵ برس تک اشاعت کی۔ ان کا عقیدہ تھا۔ کہ محض نیک زندگی بسر کرنے سے نجات مل سکتی ہے ٭

۵ تعلیم مہاتما مہاویر

وردھمان مہاویر مہاتما بودھ کا ہمعصر تھا۔ ان کی پیدائش ۵۹۹ سنہ قبل از مسیح میں ہوئی۔ اور ۷۲ برس کی عمر میں ۵۲۷ سنہ قبل از مسیح میں انہوں نے اس جہان فانی کو چھوڑا۔ وہ راجہ چیتک والئے ویشالی کے بھانجے تھے۔ وہ تیس برس کی عمر میں تارک الدنیا ہوئے۔ اور انہوں نے تپسیا میں بارہ برس گزارے۔ باقی کے تیس برس انہوں نے اپنے جین دھرم کی اشاعت میں صرف کیئے۔ بودھ دھرم اور جین مت ایک دوسرے سے بہت مشابہ ہیں۔ دونوں ہندوؤں کے مسئلۂ تناسخ میں اعتقاد رکھتے ہیں۔ دونوں اہنسا کو مانتے ہیں۔ لیکن اس دوسرے معاملے میں جینی بودھوں کی نسبت زیادہ سختی سے عمل کرتے ہیں۔ بودھ دھرم اور جین مت میں ایک فرق بھی ہے۔ بودھوں کے خیال میں محض نیک زندگی بسر کرنے سے نجات مل سکتی ہے۔ لیکن جینیوں کے مطابق جسمانی تکالیف کو برداشت کرنا بھی لازمی ہے٭ موجودہ زمانے میں جینیوں کی دو شاخیں ہیں۔ شوتیامبر اور دگامبر۔ پہلے فرقے کے لوگ سفید لباس پہنتے ہیں۔ اور وہ اپنے دیوتاؤں کی مورتیوں کو بھی سفید لباس پہناتے ہیں۔ اس

کے برعکس دگامبر بالکل ننگے پھرتے ہیں۔ اور وہ اپنی مورتیوں کو بھی ننگا رکھتے ہیں ٭

سوالات

۱۔ آٹھویں صدی قبل از مسیح کا سیاسی نقشہ کھینچو۔ اور اس میں اُس زمانے کی ریاستوں کے نام درج کرو ٭

۲۔ مگدھ میں ششوناگ خاندان کے حالات مختصر بیان کرو۔ اور بتلاؤ۔ کہ یہ چھوٹی سی ریاست کس طرح ایک بڑی سلطنت بن گئی ٭

۳۔ تم کو نند خاندان اور اُن کی سلطنت کی بابت کیا معلوم ہے؟ نندراجاؤں کی کیا فتوحات تھیں؟

۴۔ مہاتما بودھ کی زندگی کے حالات لکھو۔ اور بتاؤ۔ کہ ان کا مذہب کیا سکھلاتا ہے؟

۵۔ مہاتما مہاویر کی زندگی کے حالات لکھو۔ اور بتاؤ۔ کہ ان کا مذہب بودھ دھرم سے کہاں تک ملتا ہے۔ اور اس سے کس قدر مختلف ہے؟

۶۔ مہاویر کی زندگی پر ایک مختصر نوٹ لکھو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۹-۱۹۲۶) ٭

۷۔ مہاتما بودھ کی زندگی پر ایک نوٹ لکھو۔ اور اُس کے مذہب کے عقیدوں کا ایک خلاصہ لکھو۔ یہ بھی بتاؤ۔ کہ اس کا مذہب ہندو دھرم سے کس قدر مختلف تھا۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۵-۱۹۲۸) ٭

۸۔ بودھوں کے زمانے کی تواریخ کے کیا ماخذ ہیں ؟

فصل ہفتم

ایرانیوں اور یونانیوں کے ہندوستان پر حملے

ہندوستان پر ایرانیوں کا حملہ

گوتم بودھ اور وردھمان مہاویر کے بعد اس وقت جبکہ مگدھ پر غالباً راجہ اودے حکمران تھا۔ اور کوشل۔ کوسامبی اور اونتی کی ریاستیں ابھی موجود تھیں۔ اور ہندوستان کے ویدک دھرم میں ایک انقلابِ عظیم آ رہا تھا۔ ایران کے بادشاہ دارا گشتاسب نے شمال مغربی ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ اور کابل۔ قندھار۔ پشاور اور سندھ کے سرحدی علاقے اپنی سلطنت میں ملا لئے۔ یہ علاقے مدّت تک ایرانیوں کے قبضے میں رہے۔ یہ کچھ صحت سے نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ سکندر اعظم کے حملے کے وقت دریائے سندھ ایرانیوں کی سلطنت کی حد سمجھی جاتی تھی *

نند خاندان کی سلطنت

پورانوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مگدھ میں شیش ناگ خاندان کا اخیری بادشاہ مہانند تقریباً ۴۲۵ سنہ قبل از

مسیح میں تخت سے اُتار دیا گیا۔ اور اس کی جگہ ایک شخص مہاپدم نند (جو کہا جاتا ہے۔ کہ ایک نائی کا بیٹا تھا) مگدھ کے تخت پر قابض ہؤا۔ پُرانے شاہی خاندان کے شہزادوں کو چُن چُن کر قتل کیا گیا۔ مگدھ کی سلطنت کو سنبھال کر اس بادشاہ نے اب تمام ہندوستان میں فتوحات کے سلسلے کو جاری کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں کوشل۔ کوساہی۔ اونتی اور کامپل کی زبردست سلطنتیں تباہ ہو کر سلطنت مگدھ میں جذب ہو گئیں۔ یہاں تک کہ بندھیاچل پہاڑ کے شمال میں دریائے ستلج تک تمام علاقہ سلطنت مگدھ میں شامل ہو گیا۔ مہاپدم نند کے جانشینوں کے عہد میں یونانی بادشاہ سکندر اعظم نے ہندوستان پر حملہ کیا +

سکندر اعظم کا حملہ

اس زمانے میں جب کہ شمالی ہندوستان میں مگدھ کی ایک زبردست سلطنت قائم ہو چکی تھی۔ انتہائی شمال مغرب میں ایرانیوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اور سلطنت مگدھ اور ایرانیوں کے علاقے کے درمیان موجودہ پنجاب میں ابھی چھوٹی چھوٹی ریاستیں بدستور قائم تھیں۔ یونان کے بادشاہ سکندر اعظم نے سنہ ۳۲۷ قبل از مسیح ہندوستان پر حملہ کیا۔ اس حملے سے پہلے اس نے ایران کی زبردست سلطنت کو تباہ کر کے اپنی سلطنت میں ملا لیا تھا۔ اب اس نے یہ ارادہ

کیا تھا۔ کہ ایران کے ہندوستانی علاقوں کو بھی فتح
کر کے اپنی سلطنت میں شامل کرے۔ چنانچہ ۳۳۰ سنہ
قبل از مسیح میں اُس نے ہندوستان کی طرف رُخ
کیا۔ اور سیستان میں آ ڈیرہ جمایا۔ ۳۲۹ سنہ قبل از
مسیح کے موسم بہار میں وہ قندھار پہنچا۔ یہاں
سے وہ غزنی اور کابل کی طرف بڑھا۔ اور تھوڑے
ہی عرصے میں اُس نے ان علاقوں کو فتح کر لیا۔
۳۲۸ سنہ قبل از مسیح کے آغاز میں اس نے کابل اور
غزنی میں اپنا تسلّط جما کر ہندوکش کو عبور کیا۔ اور
بلخ اور بخارا کے علاقے لے لئے۔ ۳۲۷ سنہ قبل از مسیح
میں وہ پھر کابل میں داخل ہوُا۔ یہاں پر پشاور
وغیرہ کے کئی ایک مقامی راجاؤں نے اُس کی
اطاعت قبول کی۔ ان دنوں پنجاب میں پورو خاندان
کا ایک راجہ دریائے جہلم اور چناب کے درمیانی
علاقے کا حکمران تھا۔ اور دریائے جہلم اور سندھ کا
درمیانی علاقہ راجہ ٹیکسلہ کے قبضے میں تھا۔ یہ دونوں
راجا ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ چنانچہ راجہ ٹیکسلہ
سکندر کے پاس کابل حاضر ہوُا۔ اور اس کو پنجاب
پر حملہ کرنے کی دعوت دی گئی۔ سکندر نے سوچا۔ کہ
پنجاب فتح کرنے سے پہلے یہ ضروری ہوگا۔ کہ پشاور
اور کابل کے درمیانی پہاڑی علاقوں کو مطیع کر لیا
جائے۔ تاکہ یونانی فوج کی آمد و رفت میں کوئی رُکاوٹ
نہ ہو۔ موجودہ جلال آباد کے قریب اُس نے اپنی فوج

کے دو حصّے کیئے - ایک حصّۂ فوج تو وہ خود لے کر
کافرستان - سوات اور باجور کی طرف بڑھا - اور دوسرا
حصّۂ فوج ایک یونانی جرنیل کے زیر کمان دریا سے
کابل کے کنارے کنارے پشاور کی طرف روانہ ہوا -
سال بھر سکندر کافرستان - سوات - باجور اور دیر کی
پہاڑیوں میں لڑتا رہا - آخر یہاں کی پہاڑی جنگجو قوموں
کو مغلوب کرکے وہ پشاور کے علاقے میں آ پہنچا -
دریائے سندھ کے کنارے بمقام اوہند یونانی فوج
کے دونوں حصّے پھر اکٹھے ہو گئے - فروری یا مارچ
۳۲۶ قبل از مسیح میں سکندر نے دریائے سندھ عبور
کیا - اور چند روز بعد وہ ٹیکسلہ میں وارد ہوا -
یہاں کے راجہ امبھی نے اُس کی خوب خاطر تواضع
کی - یہ شہر ان دنوں شمالی ہند میں نہایت مشہور
تھا - اور تحصیلِ علم کے لئے لوگ یہاں پر دور دراز
ملکوں سے آتے تھے - کچھ عرصہ تو سکندر نے وہاں
پر آرام کیا - اور بعد ازاں پانچ ہزار امدادی فوج
راجہ امبھی سے لے کر اُس نے پورو راجہ کے خلاف
چڑھائی کر دی - جب وہ دریائے جہلم کے کنارے پہنچا
تو برسات شروع ہو چکی تھی - اور دریا خوب چڑھا ہوا
تھا - دریا کے دوسرے کنارے پورو راجہ بھی اپنی تیس
ہزار پیدل فوج - چار ہزار گھوڑ چڑھے - دو سو ہاتھی
اور دو سو رتھ لے کر مقابلے کے لئے تیار کھڑا
تھا - کئی دن تو سکندر اس جستجو میں رہا - کہ دریا

کو کسی طرح سے عبور کرے۔ لیکن پورو راجہ کے
سپاہی یونانیوں کو دریا عبور نہ کرنے دیتے تھے۔ آخر
ایک دن جب کہ رات کے وقت بارش سخت زور
سے ہو رہی تھی۔ اور رات اندھیری تھی۔ تو سکندر نے
کچھ فوج لے کر بیس میل اوپر جا کر دریا کو عبور
کیا۔ اور دن نکلتے تک اُس نے بارہ ہزار فوج کے
ساتھ پورو راجہ کو پیچھے سے آ لیا۔ ہندوستانی فوج
یہ دیکھ کر گھبرا گئی۔ کیونکہ اُن کو دریا کے پار
یونانی فوج ابھی تک ویسے ہی نظر آ رہی تھی۔
جب پیچھے سے بھی یونانی مقابلے کے لئے آ پہنچے۔
تو لاچار پورو راجہ نے اپنی فوج کا ایک دستہ اپنے
بیٹے کے زیر کمان سکندر کے مقابلے میں بھیجا۔ اور
خود دریا کے کنارے دوسرے پار یونانی فوج کے
مقابلے میں ڈٹا رہا۔ اس وقت بڑے معرکے کا جنگ
ہوا۔ ہندوستانی فوج چونکہ چاروں طرف سے گھر گئی تھی۔
اس لیئے اس سے کچھ نہ بن پڑی۔ اور میدانِ جنگ
میں ہی قتل ہوئی۔ پورو راجہ کے دونوں بیٹے لڑائی
میں کام آئے۔ اور راجہ خود بھی زخمی ہو کر گرفتار ہوا
جب راجہ کو سکندر کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو سکندر
اس کی شکل و صورت اور مردانگی دیکھ کر بہت
خوش ہوا۔ اور بولا۔ اے پورو! اب تمہارے ساتھ
کیا سلوک کیا جائے؟ پورو کے چہرے پر کچھ ملال
نہ تھا۔ اس نے فوراً جواب دیا۔ "وہی سلوک جو

بادشاہوں کا بادشاہوں سے ہوتا ہے" سکندر اس مردانہ جواب سے بہت خوش ہوا - اور اس نے راجہ کا ملک اس کو واپس کر دیا - اور دونوں میں دوستی ہو گئی + اس لڑائی کے بعد سکندر دریائے چناب کو عبور کر کے دریائے راوی اور چناب کے درمیانی علاقے میں داخل ہوا - یہاں پر اس کا کاٹھی قوم کے کشتریوں سے مقابلہ ہوا - سیالکوٹ کے قریب بڑے معرکے کی لڑائی ہوئی - لیکن یہاں بھی وہ کامیاب ہوا - اس کے بعد وہ دریائے راوی کو عبور کر کے گورداسپور کے علاقے میں پہنچا - وہاں پر اس کا شوورک قوم کے لوگوں سے مقابلہ ہوا - وہاں بھی وہ کامیاب ہوا - آخر وہ دریائے بیاس کے کنارے پہنچا - ستلج پار ان دنوں سلطنت مگدھ شروع ہوتی تھی - اور سکندر کا ارادہ تھا - کہ مہاراجہ نند والئے مگدھ کو شکست دے کر تمام ہندوستان اپنی سلطنت میں شامل کرے - لیکن بیاس کے کنارے یونانی فوج نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا - پنجاب میں یونانیوں کو جنگ میں اس قدر سخت مقابلہ کرنا پڑا تھا - کہ وہ تنگ آ گئے تھے - یونانیوں نے یہ محسوس کیا - کہ جب پنجاب کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں فتح کرنے میں ان کو اس قدر مشکلات پیش آئی ہیں - تو نہ جانے نند جیسے زبردست شاہنشاہ کے مقابلے میں جنگ کرنے سے ان کو کیا کیا مصیبتوں

کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر سکندر کو بھی مجبوراً
واپس ہونا پڑا۔ وہ پورو راجہ کے علاقے میں جہلم
کے کنارے واپس آیا۔ اور یہاں پر اپنی فوج کو
کشتیوں پر سوار کرکے اُس نے دریا کے راستے
سندھ ہوتے ہوئے واپس ایران جانے کا فیصلہ کیا۔
لیکن راستے میں واپسی پر بھی سکندر کی فوج کو دشمن
سے سخت مقابلہ کرنا پڑا۔ ملتان میں ملّا قوم کے
لوگوں سے سخت لڑائی ہوئی۔ یہاں پر سکندر بھی زخمی
ہوا۔ اس کے بعد شودرک۔ سیوی۔ سامبا اور دیگر کئی
ایک قوموں سے لڑتا بھڑتا وہ موجودہ روڑی۔ سکھر
کے علاقے میں پہنچا۔ یہاں پر اُس نے اپنی فوج کے
تین حصّے کئے۔ ایک حصّہ تو سکھر۔ جیکب آباد۔ گنڈوا
قلات کے رستے سیستان ہوتا ہوا ایران واپس ہوا۔
دوسرا حصّۂ فوج وہ اپنے ہمراہ لے کر بلوچستان اور
کرمان کے ریگستان سے ہوتا ہوا بابل کی طرف روانہ
ہوا۔ اور فوج کے تیسرے حصّے نے دریائے سندھ
اور سمندر کے راستے بحیرۂ عرب اور خلیج فارس
سے ہوتے ہوئے بابل کا راستہ لیا۔ ہندوستان کو
چھوڑنے سے پہلے سکندر نے اپنی ہندوستانی فتوحات
کو تین حصّوں میں بانٹ دیا تھا۔ دریائے بیاس اور
جہلم کا تمام درمیانی علاقہ یعنی ویدک زمانے کا مدرا
اور موجودہ وسط پنجاب اُس نے پورو راجہ کے
سپرد کر دیا۔ شمالی پنجاب راجہ امبھی والئے ٹیکسلہ

کے پاس رہا۔اور مغربی پنجاب اور سندھ یونانی افسروں کے ماتحت کر دیا۔لیکن سکندر کا ہندوستان سے پیٹھ موڑنا تھا۔کہ ہندوستان میں یونانیوں کے برخلاف بغاوت شروع ہو گئی۔ یونانی افسران قتل کئے جانے لگے۔سکندر کی اپنی فوج بھی بابل پہنچے تک تباہ ہو گئی۔اور وہ خود بھی ۳۲۳ سنہ قبل از مسیح میں فوت ہو گیا۔اور تمام ہندوستانی مقبوضات یونانیوں سے آزاد ہو گئے۔ سکندر ہندوستان میں آندھی کی طرح آیا۔اور بگولے کی طرح چلا گیا ۔اس لئے ہندوستانی تہذیب پر اُس کا کچھ اثر نہ ہوا۔ہاں اتنا نتیجہ ضرور ہوا۔کہ پنجاب میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں تباہ ہو کر بڑی بڑی ریاستوں میں جذب ہو گئیں۔

خلاصۂ فصل ہفتم

۱۔ **ایرانیوں کا حملہ** ۔ جس وقت مگدھ میں ششو ناگ خاندان کی حکومت تھی۔ اُس وقت مہاتما بودھ اور مہاتما مہاویر کی زندگیوں کے بعد ایرانی بادشاہ دارا گشتاسپ نے ہندوستان پر شمال مغرب کی طرف سے حملہ کیا۔اور اس نے مشرقی افغانستان مغربی پنجاب اور سندھ کے علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔یہ تمام علاقے مدت تک

سلطنتِ ایران میں شامل رہے ⁂

۲۔ سکندر اعظم کا حملہ۔ سکندر اعظم شاہ مقدونیہ نے ۳۳۱ء قبل از مسیح میں سلطنتِ ایران کو تباہ کرنے کے بعد ۳۳۰ء قبل از مسیح میں ہندوستان کی طرف اس غرض سے کوچ کیا۔ کہ ہندوستان میں ایرانی مقبوضات پر قبضہ کیا جائے۔ اس کو تقریباً تین سال سیستان۔ قندھار۔ غزنی۔ کابل۔ بلخ۔ بخارا اور موجودہ شمال مغربی سرحدی صوبے کے شمالی علاقوں کو فتح کرنے میں صرف کرنے پڑے۔ اس نے ۳۲۷ء قبل از مسیح کے موسمِ بہار میں دریائے سندھ کو عبور کیا۔ اس نے پنجاب اور سندھ میں پوروں۔ کاٹھیوں۔ کشودرکوں۔ ملوں اور یودھیوں کو شکست دے کر ان کی ریاستوں کو تباہ کیا۔ وہ ۳۲۵ء قبل از مسیح کے موسم خزاں میں روانہ ہوا۔ اور جاتی دفعہ دریائے بیاس اور جہلم کا تمام درمیانی علاقہ راجہ پورو کو دیتا گیا۔ راجہ ابھی والیٔ ٹیکسلہ کے پاس بھی اس نے اس کی ریاست بدستور رہنے دی۔ موجودہ ملتان اور سندھ کے علاقوں میں اُس نے یونانی حاکم مقرر کئے۔ لیکن سکندر کے ملک سے قدم باہر رکھتے ہی شمالی ہند میں تمام لوگ یونانیوں کے برخلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے تمام یونانیوں کو ملک سے باہر نکال دیا ⁂ واپسی کے سفر میں سکندر کی تمام

فوج بھی سیستان اور مکران کے ریگستانوں میں تباہ
ہو گئی ٭ سکندر دریائے سندھ کے مشرق میں صرف
۱۹ مہینے رہا۔ اور یہ تمام عرصہ اُس کا جنگ و
جدل میں ہی گزرا۔ اُس کے اس حملہ کا ہندوستان
کی تہذیب اور تمدّن پر کچھ اثر نہ ہوا۔ لیکن سکندر
کے حملے کا ایک اثر ضرور ہؤا۔ وہ یہ کہ بہت سی
چھوٹی چھوٹی ریاستیں مل کر چند ایک بڑی بڑی
ریاستیں بن گئیں ٭

سوالات

۱۔ ایرانی حملے کے وقت ہندوستان کی سیاسی حالت
کیا تھی؟ اور ایرانیوں نے ہندوستان کے کونسے
علاقے اپنی سلطنت میں شامل کئے؟
۲۔ سکندر اعظم کے حملے کے وقت پنجاب کی سیاسی
حالت کیا تھی؟ سنہ ۳۳۰ قبل از مسیح میں سیستان
سے روانہ ہو کر سنہ ۳۲۴ قبل از مسیح میں بابل
واپس آنے تک اُس کو کون کون سی لڑائیاں
لڑنی پڑیں؟
۳۔ موجود افغانستان ۔ سرحدی صوبہ ۔ پنجاب اور سندھ
کا نقشہ کھینچو ۔ اور سُرخ لکیر سے یہ بتاؤ۔ کہ سکندر
کس کس راستے سے گزرا؟
۴۔ ہندوستان پر سکندر اعظم کے حملے کے حالات
لکھو۔ اور یہ بتاؤ۔ کہ کس طرح اس کے حملے کا

ہندوستان کی تہذیب اور تمدن پر کوئی اثر نہ ہوا؟
(پنجاب یونیورسٹی۔ ۱۹۱۷۔ ۱۹۱۹۔ ۱۹۲۱۔ ۱۹۲۸)

۵۔ ہندوستان پر سکندر اعظم کے حملہ کرنے کے حالات پوری طرح سے لکھو۔ اور نقشہ پر اس کے گزرنے کا واپسی کا راستہ بتلاؤ۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۴۔ ۱۹۲۶)

فصل ہشتم

سلطنتِ موریا

۳۲۵ قم سے لے کر ۱۸۸ قم تک

چندر گپت فصل ہفتم میں یہ ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ جب سکندر اعظم ہندوستان سے واپس ہوا تھا۔ اسی وقت پنجاب میں لوگ یونانیوں کے برخلاف کھڑے ہو گئے۔ سکندر ابھی بلوچستان میں ہی تھا۔ کہ ملتان میں اُس کا جرنیل فلپائن قتل کیا گیا۔ اس کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ پنجاب میں آزادی کے لئے ایک زبردست تحریک پیدا ہو گئی تھی۔ جس کا کرتا دھرتا غالباً چندر گپت نامی

ایک نوجوان شہزادہ تھا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ شہزادہ
مگدھ دیش کے اُس پُرانے شاہی خاندان کا ایک
شہزادہ تھا۔جس کو مہاپدم نند تباہ کرکے خود اُس
کی سلطنت پر قابض ہوگیا تھا۔گو نند خاندان کے
راجاؤں نے پُرانے شاہی خاندان کے تمام شہزادوں
کو قتل کردیا تھا۔ لیکن چندر گپت بچ گیا تھا۔ مورا
نامی ایک عورت اس کی دایہ تھی۔ جب نند راجہ
کے آدمی چندر گپت کو قتل کرنے آئے۔ تو مورا
نے شہزادے کو بچانے کی خاطر اپنا لڑکا اُن کے
حوالے کردیا۔ مورا کا لڑکا مارا گیا۔ اور شہزادہ
بچ گیا۔ نند خاندان کے راجاؤں سے ناراض ہوکر
وشنو گپت نامی ایک براہمن جس کا چانک خاندان
سے تعلق تھا۔ اور جس کا گوتر کوٹلیہ تھا۔ چندر گپت
کا مددگار بن گیا۔ چندر گپت اور وشنو گپت دونوں
نے بھاگ کر پنجاب میں پناہ لی۔ خیال کیا جاتا ہے
کہ جب سکندر اعظم پنجاب میں تھا۔ تو چندر گپت
کی اُس سے ملاقات ہوئی۔ اور سکندر کی واپسی
پر پنجاب کا پورو راجہ یونانیوں کے ہاتھوں قتل
ہُوا۔تو لوگ یونانیوں کے برخلاف بھڑک اُٹھے۔
اور کئی ایک یونانی افسر مارے گئے۔معلوم ہوتا ہے۔
کہ ملک کی ایسی حالت میں چندر گپت نے پنجاب پر
قبضہ کرلیا۔ اور پنجاب میں اپنا تسلّط جما لینے کے
بعد وہ مگدھ پر حملہ آور ہوا تھا۔راجہ نند کو

شکست دے کر خود سلطنتِ مگدھ پر قابض ہو گیا
تھا۔ اس راجہ نے چوبیس برس سلطنت کی۔ اور
پھر راج پاٹھ سے دست بردار ہو کر اس نے تخت
اپنے بیٹے بندوسار کے حوالے کر دیا ؞

سلیوکس کا حملہ

سکندر کی وفات کے بعد
اُس کی سلطنت اُس کے جرنیلوں
میں تقسیم ہو گئی۔ بلخ۔ بخارا۔ کابل۔ قندھار۔ ایران۔
ایشیائے کوچک اور شام کے علاقے ۳۱۲ء ق۔م
میں سلیوکس نے لے لئے۔ اور ۳۰۵ء ق۔م میں
اس نے ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ لیکن تب تک
چندر گپت اپنی سلطنت کو نہایت مضبوط بنیادوں
پر قائم کر چکا تھا۔ سلیوکس نے شکست کھائی۔
اپنی لڑکی کی شادی چندر گپت سے کر دی۔ نیز
کابل۔ ہرات۔ قندھار اور بلوچستان کے علاقے بھی
اس کے حوالے کئے۔ چندر گپت نے پانسو ہاتھی
سلیوکس کی نذر کئے۔ اس فتح کا نتیجہ یہ ہوا۔
کہ چندر گپت کی سلطنت کی حدود سلسلۂ کوہ
ہندوکش اور سیستان و کرمان کے ریگستانوں تک
پھیل گئیں ؞

چندر گپت کی فوج

خیال کیا جاتا ہے۔ کہ
چندر گپت کے پاس چھ
لاکھ پیادہ فوج۔ تیس ہزار گھوڑ چڑھے۔ نو ہزار
ہاتھی اور کئی ہزار جنگی رتھ موجود تھے۔ تمام فوج

کا انتظام ایک جنگی محکمہ کے سپرد تھا۔ اس محکمہ میں چھ پنچایتیں تھیں۔ یعنی (۱) پیدل فوج۔ (۲) گھوڑ چڑھی فوج۔ (۳) ہاتھی۔ (۴) جنگی رتھ۔ (۵) بحری فوج اور (۶) رسد رسانی۔ ہر ایک سپاہی کو تنخواہ سرکار سے نقد ملتی تھی۔ مغلیہ رواج کی طرح فوجی خدمات کے لیئے جاگیریں عطا نہیں ہوتی تھیں ؛

انتظام سلطنت

خبر رسانی کا انتظام ایسا اعلےٰ تھا۔ کہ بادشاہ کو ہر قسم کی خبریں فوراً پہنچ جاتی تھیں۔ مالگزاری کی وصولی نہایت باقاعدگی سے عمل میں آتی تھی۔ زمین کی آبپاشی کا کافی انتظام تھا۔ اور موجودہ زمانے کی طرح زمینداروں سے آبیانہ لیا جاتا تھا۔ سڑکیں اچھی اور پکی تھیں۔ مردم شماری کا انتظام اور بندوبست لگان اراضی زرعی کا طریقہ نہایت اعلےٰ تھا۔ زمینداروں سے پیداوار کا عموماً چوتھا حصّہ لیا جاتا تھا۔ دن میں ایک دفعہ دربار عام لگتا تھا۔ اور وہاں ہر شخص اپنی شکایات پیش کر سکتا تھا۔ تمام سلطنت میں چار بڑے بڑے صوبے تھے۔ ایک صوبیدار ٹیکسلا میں رہتا تھا۔ دوسرا اجین میں۔ تیسرا دکن میں اور چوتھا پورب میں۔ ہر ایک جگہ راجہ کی طرف سے جاسوس موجود تھے۔ اس لیئے بادشاہ تمام صوبیداروں کو اچھی طرح سے قابو میں رکھ سکتا تھا۔ مجرموں کے لیئے نہایت سخت سزائیں مقرر تھیں۔ لیکن

قوانین کی اس سختی سے رعیت پر کوئی اثر بُرا نہیں پڑتا تھا۔ لوگ عام طور پر خوش اور خرم تھے۔ اور امن و امان سے زندگی بسر کرتے تھے۔
اس زمانے میں بھی آبادی براہمن کشتری۔ ویش اور شودر ان چار ورنوں میں تقسیم تھی۔ سادھوؤں اور سنیاسیوں کا بھی چندر گپت کے زمانے میں ذکر آتا ہے۔ براہمن سنیاسی اور بودھ بھکشو دونو عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ یونانی سفیر میگس تھنیز لکھتا ہے۔ کہ اس زمانے میں ہندوستان کے باشندے امن پسند اور دیانت دار تھے۔ نشے سے پرہیز کرتے تھے۔ مرد بہادر اور عورتیں پاکدامن تھیں۔ لوگ جھوٹ کبھی نہیں بولتے تھے۔ لین دین میں تحریر کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی تھی۔ اور عام لوگ کفایت شعاری اور پاکیزگی کی زندگی بسر کرتے تھے +

راجہ بندوسار

جب ۲۹۸ قبل از مسیح میں چندر گپت سلطنت سے دست بردار ہؤا۔ تو اُس کا بیٹا بندوسار تخت پر بیٹھا۔ اس کے عہد کے واقعات کی تفصیل کہیں نہیں ملتی۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے اپنی سلطنت کو بہت وسعت دی تھی۔ دکن اور جنوبی ہند کا علاقہ غالباً اسی کے عہد میں فتح ہؤا تھا۔ اس راجہ نے ۲۵ برس سلطنت کی۔ اور اس کی

وفات کے بعد ۲۷۶ قبل از مسیح میں اس کا بیٹا اشوک تخت پر بیٹھا ؛

اشوک

۲۷۶ ق۔م سے ۲۳۶ ق۔م تک

جب بندوسار فوت ہوا - تو اُس کا بیٹا اشوک صوبیدار اُجین تھا۔ وہ اپنے باپ کے عہد میں ٹکسلہ اور اُجین دو بڑے صوبوں کا صوبیدار رہ چکا تھا۔ اور ان دونوں صوبوں میں اس نے اپنی لیاقت کا خوب سکہ جما لیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ بندوسار کا سب سے بڑا لڑکا نہ تھا۔ اس لئے بندوسار کی وفات کے بعد غالباً اس کو اپنے بڑے بھائی سے تخت حاصل کرنے کے لئے جنگ کرنا پڑا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ جنگِ تخت نشینی تقریباً چار سال تک جاری رہا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس کا جشنِ تاجپوشی تخت نشینی سے چار سال بعد ہوا ؛

جب اشوک تخت پر بیٹھا۔ تو اس وقت موریا سلطنت ہندوکش پہاڑ سے لے کر موجودہ شہر مدراس کے شمال میں دریائے پانار تک ۔ اور آسام سے لے کر بلوچستان تک پھیلی ہوئی تھی۔ شمال مغرب میں کابل ۔ قندھار ۔ ہرات اور افغانستان اس کی سلطنت

بھی شامل تھے۔ اور جنوب میں اندھرا۔ مہاراشٹر اور کانڑا کے علاقے اس کی سلطنت کا ایک حصّہ تھے۔ لیکن مشرقی ساحل پر دریائے مہاندی اور گوداوری کا درمیانی علاقہ کالنگا ابھی تک موریا سلطنت میں شامل نہ ہوا تھا۔ جشنِ تاجپوشی کے آٹھ سال بعد اشوک نے کالنگا پر حملہ کر دیا۔ اس جنگ میں نہایت خوں ریزی ہوئی۔ ایک لاکھ آدمی مارے گئے۔ اور کئی لاکھ آدمی گرفتار ہوکر غلام بنائے گئے۔ اشوک کے دل پر اس خوں ریزی کا اتنا گہرا اثر ہؤا۔ کہ آئندہ جنگ سے توبہ کی۔ کالنگا کی لڑائی اشوک کے عہد کی پہلی لڑائی اور اخیری لڑائی تھی۔ اس کے بعد اس کے عہد میں اور کوئی فتوحات عمل میں نہ آئیں۔ اور جنوب میں پانڈیہ۔ چولا۔ چیرا اور کرال پوترا کی دراوڑی ریاستیں موریا سلطنت سے آزاد رہیں +

اشوک کی دھارمک تعلیم

کالنگا کی جنگ کے بعد اشوک کی زندگی میں بہت بھاری انقلاب آیا۔ وہ یہ سمجھنے لگا۔ کہ نفس پر قابو پانا ہی بھاری فتح ہے۔ اور تمام فتوحات سے اعلےٰ ترین ہے۔ کالنگا کی لڑائی کے چار سال بعد اشوک نے پہاڑوں کی چٹانوں پر چودہ مختلف کتبے کندہ کرائے۔ اور ان کتبوں میں اپنی رعایا کے لئے نیک زندگی بسر کرنے کے طریقے

درج کیئے۔ اس کے بعد اس نے اپنی وسیع سلطنت
کے مختلف حصّوں میں بڑے بڑے پتھروں کے
ستون نصب کرائے۔ اور ان پر بھی اسی قسم
کے کتبے کندہ کرائے گیئے۔ ان کتبوں پر لکھی
ہوئی دھارمک تعلیم کا لب لباب یہ تھا۔ کہ والدین
اور گورو کی اطاعت کرنا ہر ایک شخص کا فرض
ہے۔ ہمیشہ سچ بولنا اور پاکیزگی کی زندگی بسر کرنا
اعلےٰ ترین زندگی ہے۔ کسی جاندار کو ایذا پہنچانا
بھاری پاپ ہے۔ اور یگوں میں جانوروں کی قربانی
کرنا نہایت بُرا رواج ہے۔ جو بند ہونا چاہیئے ٭

ایک اوپ گپت نامی بودھ بھکشو اشوک کا گورو
تھا۔ اشوک نے ایک دفعہ شاہی لباس ترک کر کے
بھکشوؤں کا لباس اختیار کیا۔ اور اوپ گپت کے
ہمراہ تمام بودھ تیرتھ استھانوں کا یاترا کیا۔ اشوک
تمام دُنیا کو بودھ مذہب کا پیرو بنانا چاہتا تھا۔
اس لئے اُس نے نہ صرف اپنی سلطنت میں ہی اس
مذہب کو اشاعت دی۔ بلکہ اُس نے مقدونیہ۔
شام۔ مصر۔ عرب۔ ایران۔ لنکا۔ چین۔ برما جیسے
غیر ممالک میں بودھ اُپدیشکوں کے بھیجنے کا بندوبست
کیا۔ خود اس کی لڑکی چارومتی بھکشو بن کر نیپال
میں جاکر بودھ مذہب کی اشاعت کرنے لگی۔
اور لنکا اشوک کا بھائی مہیندر مشنری بن کر
گیا ٭

انتظام سلطنت

اشوک کے زمانے میں انتظام
سلطنت وہی رہا۔ جو چندر گپت کے زمانے میں
تھا۔ لیکن اشوک نے تمام شاہی سڑکوں پر سایہ
دار اور پھل دار درخت لگوائے۔ ایک ایک کوس
کے فاصلے پر مسافروں کے لیئے دھرم شالائیں
بنوائیں۔ اور کوئیں کھدوائے۔ انسانوں اور حیوانوں
کے لیئے جگہ جگہ ہسپتال کھلوائے۔ لیکن ایک نئی
بات جو اشوک نے انتظام سلطنت میں رائج کی۔ وہ
یہ تھی۔ کہ اشاعتِ دھرم کے لیئے اس نے ایک
نیا وزیر مقرر کیا۔ اس کا یہ فرض تھا۔ کہ وہ
بادشاہ کی دھارمک ہدایات کی پابندی کرائے۔
ہر ایک جگہ جاسوس مقرر تھے۔ جن کا یہ فرض
تھا۔ کہ جہاں کہیں وہ دھارمک ہدایات کی خلاف
ورزی دیکھیں۔ اس کی رپورٹ کریں۔ تاکہ ایسے
لوگوں کو کافی سزا دی جائے۔ اس طریقۂ انتظام سے
لوگوں کی مذہبی آزادی میں بہت دخل اندازی ہونے
لگی۔ غالباً اسی وجہ سے غیر بودھ لوگ اشوک کو
برا سمجھنے لگ گئے تھے۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ اس
کی وفات کے بعد موریا سلطنت کو بہت جلد زوال
آ گیا تھا۔

موریا سلطنت کا زوال

معلوم ہوتا ہے۔ کہ اشوک مرتے
وقت اپنی سلطنت کو اپنے بیٹوں
اور پوتوں میں تقسیم کر گیا تھا۔

اُجین اس کے پوتے سمپرتی کے حصّے آیا۔ دشرتھ کو پاٹلی پتر ملا۔ اور جلوک شمالی ہند کا حاکم بنا۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اشوک کی وفات کے بعد کالنگا اور اندھرا کے علاقے خود مختار ہو گئے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ موریا خاندان کی وسیع سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اور سلطنت کا ہر ایک ٹکڑا خود مختار ہوکر اس قدر کمزور ہو گیا۔ کہ وہ اپنے آپ کو غیر ملک کے حملہ آوروں سے بچانے کے ناقابل تھا۔ خود پاٹلی پتر میں موریا سلطنت کا ۱۸۸ء قبل از مسیح میں خاتمہ ہو گیا۔ اسی سلطنت کا سپہ سالار پوشیہ متر موریا خاندان کے آخری بادشاہ بریھدرتھ کو قتل کرکے پاٹلی پتر کے تخت پر قابض ہو گیا ؂

موریا سلطنت میں بودھ دھرم کی اشاعت ؂

چندر گپت اور بندوسار کے عہد تک تو بودھ دھرم ہندوستان میں زیادہ نہ پھیل سکا۔ لیکن اشوک کے زمانے میں اس مذہب نے حیرت انگیز ترقی کی۔ اشوک کے عہد میں یہ دھرم راج دھرم ہونے کی وجہ سے بہت ترقی پا گیا۔ اور یہ بات بھی قابلِ تسلیم ہے۔ کہ اشوک کے عہد میں سرکاری افسروں کی بیجا مداخلت کی وجہ سے اس مذہب کے بہت سے اصول رعایا پر زبردستی ٹھونسے گئے۔ اشوک نے

ایک خاص عہدۂ وزارت مقرر کیا تھا۔ یہ وزیر دھرم مہاماتیہ کے نام سے مشہور ہؤا۔ ہر ایک علاقے میں راجوکا نامی سرکاری افسر مقرر تھے۔ ان افسروں نے یگوں پر جانوروں کی قربانی جبراً بند کر دی۔ اور دیگر تمام مذہبی رسومات جو بودھ دھرم کے برخلاف تھیں۔ بند کرا دیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ویدک دھرمیوں پر سخت پابندیاں لگا دی گئی ہوں گی۔ اور ان پابندیوں سے براہمن لوگ ضرور سخت ناراض ہو گئے ہوں گے۔ اور وہ اسی تاک میں ہوں گے۔ کہ کب ان کو موقع ملے۔ اور وہ اشوک جیسے بادشاہ کی سلطنت کو تباہ کریں۔ چنانچہ اشوک کی وفات کے بعد پچاس سال کے اندر ہی اندر موریا سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ اشوک کی وفات ۲۳۶ سنہ قبل از مسیح میں ہوئی۔ اور اس خاندان کا آخری بادشاہ برہدرتھ ۱۸۸ سنہ قبل از مسیح میں قتل کیا گیا ÷

گو ہندوستان سے جہاں کہ یہ مذہب پیدا ہؤا تھا۔ بالکل معدوم ہوگیا۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ یہ اشوک کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ لنکا۔ برما۔ سیام۔ انام۔ تبت۔ چین۔ کوریا اور جاپان میں اب تک بھی بودھ مذہب کا زور ہے ÷

خلاصۂ فصل ہشتم

۱- **چندر گپت**- ہندوستان سے سکندر کی روانگی کے بعد وسط پنجاب میں یونانیوں نے راجہ پورو کو قتل کر دیا- اس پر تمام پنجابی یونانیوں کے برخلاف اُٹھ کھڑے ہوئے- جرنیل فیلپو جو جنوب مغربی پنجاب اور سندھ کا صوبیدار تھا- مارا گیا- اس وقت ایک نند خاندان کا شاہزادہ نند مہاراجہ سودھنوا کے ہاتھ سے بچ کر پنجاب میں پناہ گزین تھا- اس کے ساتھ مگدھ کا ایک براہمن وزیر وشنو گپت کوٹلیہ تھا- وہ بھی نند مہاراجہ سودھنوا سے ناراض تھا- معلوم ہوتا ہے- کہ چندر گپت اور وشنو گپت دونوں نے یونانیوں کو ہندوستان سے نکالنے میں نمایاں حصہ لیا تھا- پنجاب پر قبضہ کرکے چندر گپت نے مگدھ پر حملہ کر دیا- اور آخری نند مہاراجہ سودھنوا شکست کھا کر مارا گیا- اب چندر گپت مگدھ کا بادشاہ بن گیا- اور وشنو گپت اس کا وزیر بنا- چندر گپت نے ۲۴ برس تک ۳۲۵ سنہ قبل از مسیح سے لے کر ۳۰۱ سنہ قبل از مسیح تک راج کیا +

۲- **سلیوکس کا حملہ**- ۳۲۳ سنہ قبل از مسیح میں سکندر کی وفات پر اس کی سلطنت اس کے مختلف جرنیلوں میں تقسیم ہو گئی- مشرق قریب بحیرۂ روم

سے لے کر دریائے سندھ تک تمام علاقہ ۳۱۲ سنہ قبل از مسیح میں سلیوکس کے حصے آیا۔ مغرب میں اپنی سلطنت کو مستحکم کر کے سلیوکس ۳۰۵ سنہ قبل از مسیح مشرق کی طرف بڑھا۔ لیکن تب تک چندر گپت نے ہندوستان میں ایک زبردست سلطنت قائم کر لی تھی۔ حملہ آور کو شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا۔ اور اب سلیوکس نے سندھ پار کے چار صوبے کابل۔ ہرات۔ قندھار اور بلوچستان چندر گپت کے حوالے کر دئے۔ اس کے علاوہ اُس نے اپنی لڑکی کی بھی شادی چندر گپت کے ساتھ کر دی۔

۳۔ **چندر گپت کی فوج** ۔ چندر گپت کے پاس ایک عظیم الشان فوج تھی۔ اس فوج میں چھ لاکھ پیادہ۔ تیس ہزار رسالہ۔ نو ہزار ہاتھی اور کئی ہزار رتھ شامل تھے۔ اس تمام فوج کا انتظام ایک فوجی کونسل کے سپرد تھا۔ جس کے تیس ممبر تھے۔ یہ کونسل چھ پنچایتوں میں منقسم تھی۔ پیادہ۔ رسالہ۔ ہاتھی۔ رتھ۔ بحری بیڑہ اور رسد رسانی۔ ان سب کا انتظام ایک علحدہ علحدہ پنچایت کے سپرد تھا۔ تمام سپاہیوں کو نقد تنخواہ ملتی تھی۔

۴۔ **چندر گپت کا انتظامِ سلطنت** ۔ ہم کو موریہ انتظام سلطنت کی بابت کچھ تو یونانی سفیر میگستھنیز سے اور کچھ کوٹلیہ کے ارتھ شاستر سے معلوم ہوتا ہے۔ انتظام سلطنت کے لئے چھ محکمے موجود تھے۔ تمام

سلطنت چار بڑے بڑے حصّوں میں تقسیم تھی۔ شمالی۔ مغربی۔ جنوبی اور مشرقی۔ اور ہر ایک حصّے کے لیئے ایک علیحدہ وائسرائے مقرر تھا۔ ایک زبردست خفیہ محکمہ کی مدد سے بادشاہ کو سلطنت کے تمام حصّوں کے حالات سے پوری واقفیت رہتی تھی۔ فوجداری جرائم کے لیئے سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ رعایا خوشحال تھی۔ اور ملک میں پورا امن و امان تھا +

۵۔ **مجلسی حالات**۔ ملک کی آبادی مختلف ذاتوں میں تقسیم تھی۔ ہندوؤں اور بودھوں کے پروہت اور پوجاری دونوں عزّت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اس زمانے کے ہندوستانی سچائی دیانتداری اور امن پسند عادات کے لیئے مشہور تھے۔ مرد بہادر تھے۔ اور عورتیں پاکدامن۔ بیوپار میں تحریری دستاویز کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی تھی۔ عوام نہایت کفایت شعاری اور پاک زندگی بسر کرتے تھے +

۶۔ **مہاراجہ بندوسار**۔ چندرگپت کے بیٹے بندوسار نے ۳۰۱ء قبل از مسیح سے لے کر ۲۷۶ء قبل از مسیح تک راج کیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ دکن اور جنوبی ہندوستان اس کے عہد میں فتح ہوا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا اشوک تخت پر بیٹھا۔ اس نے ۲۷۶ء قبل از مسیح سے لے کر ۲۳۶ء قبل از مسیح تک راج کیا +

۷۔ اشوک۔ مہاراجہ اشوک کا جشن تخت نشینی
۲۷۲ قبل از مسیح میں ہوا۔ اس نے کلنگا کو ۲۶۲
قبل از مسیح میں فتح کیا۔ لیکن اس جنگِ کلنگا میں
جو کشت و خون ہوا۔ اس سے اس کا دل اس قدر
برگشتہ ہوا۔ کہ اس نے آیندہ کے لئے مُلک گیری کا
خیال بالکل چھوڑ دیا۔ اس وقت سے اُس نے بودھ
دھرم کی اشاعت کا بیڑا اپنے سر پر لیا۔ اس نے
مہذّب دُنیا کے تمام ملکوں میں بودھ دھرم کے پرچارک
بھیجے۔ اور اپنی رعایا کی روزمرّہ کی زندگی درست کرنے
کے لئے کئی ایک ہدایات ملک کے مختلف حصّوں میں
پہاڑی چٹانوں اور پتھر کے ستونوں پر نقش کرائے۔

۸۔ **اشوک کا قانون پارسائی**۔ ان تمام ہدایات
کا جو اشوک نے نقش کرائیں۔ لب لباب یہ تھا۔ کہ
اوّل والدین اور اُستاد کی فرمانبرداری ہو۔ دوئم
نیک اور سچائی کی زندگی ہونی چاہئے۔ سوئم آہنسا دھرم
یعنی کسی کو ایذا نہ پہنچائی جائے۔ چہارم یگیوں میں
جانوروں کی قربانی بند ہو۔ اس نے ایک علیحدہ وزیر
کی اسامی قائم کی۔ مذہبی معاملات اس نئے وزیر کے
سپرد تھے۔ اس نئے وزیر کا یہ دیکھنا فرض تھا۔ کہ مختلف
راجوں اور مقامی افسر بادشاہ کی مذہبی ہدایات پر
کہاں تک عملدرآمد کراتے تھے۔ اس نئی پالیسی سے
لوگوں کی مذہبی آزادی میں بہت حد تک دخل اندازی
ہونی ہوگئی۔ اس سے ملک میں ضرور ناراضگی پیدا۔

ہوئی ہوگی - اور شاید اسی وجہ سے اشوک کی وفات کے بعد موریہ سلطنت میں زوال آگیا - گو بودھ دھرم اب ہندوستان سے جاتا رہا ہے - لیکن یہ تسلیم کرنا پڑیگا - کہ یہ اشوک کی ہی کوششوں کا نتیجہ ہے - کہ بودھ دھرم لنکا - برما - جاوا - سیام - انام - کمبودیا - تبّت - چین - جاپان اور کوریا میں پھیل گیا +

سوالات

۱ - تم کو چندر گپت کی بابت کیا معلوم ہے ؟ اور یہ بتلاؤ - کہ اُس نے سلطنتِ مگدھ کا تخت کس طرح سے حاصل کیا تھا ؟

۲ - تم کو سلیوکس کی بابت کیا معلوم ہے ؟ اُس کا کن ممالک پر راج تھا ؟ اُس نے ہندوستان پر کب حملہ کیا - اور اس حملے کا کیا نتیجہ ہوا ؟

۳ - چندر گپت کے فوجی انتظام کے حالات لکھو - اور بیان کرو - کہ ملک کا انتظام اُس زمانے میں کس طرح ہوتا تھا ؟

۴ - چندر گپت اور بندوسار کی سلطنت کی وسعت بتلاؤ +

۵ - اشوک کن حالات میں مہاتما بودھ کا پیرو ہوا - اور بتلاؤ - کہ پہاڑی چٹانوں اور پتھروں کے ستونوں پر جو پارسائی کے متعلق اُس نے ہدایات نقش کرائیں - اُن میں کیا لکھا تھا ؟

۶۔ اشوک نے اپنے دھارمک اصولوں کی اشاعت کیلئے انتظامِ ملک میں کیا تبدیلیاں کیں؟ غیر ملکوں میں اشاعت دھرم کے لئے اُس نے کیا کارروائی کی؟

۷۔ موریہ سلطنت کے زوال کے حالات بتلاؤ۔

۸۔ چندر گپت موریہ کے عہد کے حالات بتلاؤ۔ اور میگستھنیز ہم کو چندر گپت کے وقت کے انتظامِ سلطنت اور رواجاتِ ملک کی نسبت کیا بتلاتا ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۵)

۹۔ اشوک کے کتبوں سے ہم کو اُس کے مذہب اور اُس کی اپنی طبیعت کی نسبت کیا معلوم ہوتا ہے؟ اُس نے اپنے دھرم کی اشاعت کے متعلق کیا کارروائی کی؟ دھرم سے اصلی کیا مراد ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۵-۱۹۱۶-۱۹۲۴-۱۹۲۶)

۱۰۔ اشوک کے عہد کے حالات مختصراً بتلاؤ۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۸-۱۹۲۲)

۱۱۔ مہاویر کی زندگی پر ایک مختصر نوٹ لکھو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۹-۱۹۲۶)

۱۲۔ تم اشوک کے اصولِ پارسائی کی نسبت کیا جانتے ہو؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۹)

۱۳۔ اشوک کے عہد کے حالات لکھو۔ اور یہ بتلاؤ۔ کہ میگستھنیز موریہ بادشاہوں کے انتظامِ سلطنت کی بابت ہمیں کیا بتلاتا ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۲)

۱۴- میگستھنیز پر ایک چھوٹا سا نوٹ لکھو۔ اور مختصراً یہ بتلاؤ۔ کہ اس نے اُس زمانے کے ہندوستان کے حالات کی نسبت کیا لکھا ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۳-۱۹۲۶)۔

۱۵- یہ بتلاؤ۔ کہ انتظام سلطنت میں اشوک نے کس طرح سے بودھ دھرم کے اصولوں کو داخل کیا؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۸)۔

۱۶- یہ بتلاؤ۔ کہ سلیوکس کے سکندر کی نقل کرنے کا کیا نتیجہ ہُوا؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۸)۔

۱۷- ہندوستان کے موریہ خاندان کے بادشاہوں کے مختصراً حالات لکھو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۹)۔

۱۸- چندر گپت موریہ کے زمانے میں شہر پاٹلی پتر کا انتظام کس طرح ہوتا تھا؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۳۰)۔

فصل نہم

یونانیوں۔ ایرانیوں اور شکاؤں کے حملے۔ اور کوشان و اندھرا و ہون سلطنتوں کا دَور

سنہ ۱۸۸ قبل از مسیح سے لے کر سنہ ۵۰۰ء تک

اروَلی کے پار شمالی ہندوستان

اشوک کی وفات کے بعد ہندوستان کی حالت

جب اشوک کا سنہ ۲۳۶ قبل از مسیح میں انتقال ہوا۔ تو اُس وقت ہندوستان کے انتہائی جنوب میں پانڈیہ۔ چولا۔ چیرا اور کرال پوترا کی چار خود مختار ریاستیں تھیں۔ مگر اشوک کی وفات کے بعد اندھرا اور کالنگا کے علاقے بھی خود مختار ہو گئے۔ بنگال۔ بہار اودھ کے علاقے غالباً دشرتھ نے سنبھالے۔ اور مالوہ۔ راجپوتانہ۔ گجرات۔ کاٹھیاوار سمپرتی کے حصّے آئے۔ معلوم

ہوتا ہے۔ کہ دریائے جمنا اور راجپوتانے کے ریگستان کے پار کا شمال مغربی ہندوستان جو اوّلی اوّل اشوک کے کسی بیٹے یا پوتے کو ملا تھا۔ بہت دیر تک خود مختار نہ رہ سکا۔ اور جلد ہی یونانی حملہ آوروں کا شکار ہوا ؎

شمال مغربی ہندوستان

اشوک کے عہد میں پنجاب۔ کشمیر۔ کابل۔ ہرات۔ قندھار۔ بلوچستان اور سندھ کے تمام علاقے ایک صوبیدار کے ماتحت ہوا کرتے تھے۔ ٹیکسلہ اس صوبیدار کی راجدھانی تھی۔ ۲۰۶ سنہ قبل از مسیح میں اینٹی اوکس یونانی بادشاہ شام نے ہندوکش عبور کرکے کابل پر حملہ کردیا۔ اس وقت کوئی سوبھاگ سین نامی راجہ کابل کا حاکم تھا۔ اس کو شکست ہوئی۔ اور اینٹی اوکس بہت سا مال خزانہ اور ہاتھی کابل سے حاصل کرکے قندھار۔ سیستان اور کرمان کے راستے ایران کو واپس لوٹ گیا ؎

یونانیوں کے حملے

چندر گپت کے زمانے میں سمرقند۔ بخارا۔ بلخ اور خراسان سلیوکس کے ماتحت تھے۔ لیکن ۲۵۰ سنہ قبل از مسیح اشوک کے عہد میں خراسان خود مختار ہو گیا۔ اور ۲۴۸ سنہ قبل از مسیح میں سمرقند۔ بخارا اور بلخ کے علاقوں میں ایک یونانی حاکم خود مختار ہو گیا تھا۔ ۲۰۸ سنہ قبل از مسیح میں اینٹی اوکس نے بلخ اور بخارا

وغیرہ کے علاقوں کی خود مختاری تسلیم کر لی تھی۔ اور
ڈیمیٹریس کو جو حاکم باختر کا لڑکا تھا۔ اپنی لڑکی
بیاہ دی تھی۔ اس ڈیمیٹریس نے سنہ ۱۹۰ قبل از مسیح
میں ہندوکش عبور کر کے ہندوستان پر حملہ کر دیا۔
اور ہرات۔ کابل۔ قندھار۔ سندھ اور پنجاب کے
کچھ حصّے پر قابض ہوگیا۔ ڈیمیٹریس شمالی ہند فتح
کرنے میں مشغول تھا۔ کہ اس کے پیچھے اپنے علاقے
بلخ میں بغاوت ہوگئی۔ ایک اور یونانی سردار نے
سنہ ۱۷۵ قبل از مسیح میں اس ملک پر قبضہ کر لیا۔
اور ڈیمیٹریس کی حکومت ہندوستان میں ہی محدود
ہوگئی۔ لیکن تھوڑے عرصے کے بعد ڈیمیٹریس اور
دیگر یونانی سرداروں میں لڑائی ہوگئی۔ اور ڈیمیٹریس
نے ہندوستانی سلطنت بھی اپنے ہاتھ سے کھو دی۔
اس کے بعد شمال مغربی ہندوستان میں کئی ایک
چھوٹی چھوٹی یونانی ریاستیں قائم ہو گئیں۔ یہ
ریاستیں آپس میں ایک دوسرے سے ہر وقت
جنگ کرتی رہتی تھیں۔ ان تمام یونانی شہزادوں میں
سے مینینڈر کا نام نہایت مشہور ہے۔ اس کی
راجدھانی پہلے کابل میں تھی۔ سنہ ۱۵۵ قبل از مسیح
میں وہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ اور دریائے
جمنا تک بڑھ آیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ پوشیہ مترا
والئے مگدھ نے اس کو شکست دی۔ اور اس کو
کابل واپس لوٹنا پڑا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مینینڈر

بودھ مذہب کا پیرو تھا - اور بودھ دھرم کی
کتابوں میں یہ ملندا کے نام سے مشہور ہے - ملندا
کے سوالات اب تک بودھ کتابوں میں نہایت
مشہور ہیں ؛

پارتھیوں کی شمالی ہندوستان میں سلطنت

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں -
کہ ۲۵۵ قبل المسیح میں خراسان
یعنی پارتھیا یونانی سلطنت سے
آزاد ہو چکا تھا - جب ہندوستان
میں یونانیوں کی سلطنت بے شمار چھوٹی چھوٹی
ریاستوں میں بٹ گئی - تو خراساں کے بادشاہوں کو
موقعہ ملا - کہ وہ بھی ہندوستان پر ہاتھ ماریں -
چنانچہ معلوم ہوتا ہے - کہ دریائے جہلم کے پار کا
تمام علاقہ پارتھیوں نے فتح کر لیا تھا - اور اُن
کے ہندوستان میں دو صوبے تھے - ایک صوبے کی
راجدھانی ٹیکسلہ میں تھی - اور دوسری قندھار میں -
پارتھی شمال مغربی ہندوستان میں تقریباً حضرت
عیسےٰ کی پیدائش تک حکومت کرتے رہے - اور
اس کے بعد شکا جنہوں نے کہ بلخ - بخارا اور
خراساں میں اپنے قدم جما لئے تھے - ہندوستان میں
وارد ہوئے - ان میں سے ایک قوم نے جو کہ
گنڈا پوری کے نام سے مشہور ہے - ہندوستان میں
سلطنت قائم کی - گنڈا پوری قوم کے لوگ اب
بھی ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور وزیرستان کے درمیانی

علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ان گنڈا پوریوں کے زمانے میں حضرت عیسےٰ کا ایک چیلہ سینٹ تھامس ہندوستان میں عیسائی مذہب کو اشاعت دینے کی غرض سے آیا تھا ✦

کوشان سلطنت باختریا کے یونانی اور خراسان کے پارتھی راجاؤں کے بعد شمالی ہندوستان میں۔ یوچی (ایکش) یعنی شک راجاؤں کی حکومت شروع ہوئی۔ یہ لوگ در اصل چینی ترکستان کے باشندے تھے۔ جو ڈیڑھ سو سال قبل از مسیح چینی ترکستان سے نقل مکان کر کے سمرقند اور بخارا کے علاقوں میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ ان لوگوں نے باختر کی یونانی اور پارتھیا کی ایرانی سلطنتوں کو تباہ کیا۔ اور بلخ اور خراسان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اس شک قوم میں سے کوشان خاندان کا ایک راجہ کیڈ فی سس نامی جس نے تمام شک قوم کے علاقوں کو فتح کر کے ایک زبردست سلطنت قائم کر لی تھی۔ ۴۵ء میں تخت پر بیٹھا۔ اس بادشاہ نے سمرقند۔ بخارا۔ بلخ اور ہرات وغیرہ کے علاقوں میں اپنی سلطنت مضبوط کر کے ہندوستان پر حملہ کیا۔ اور باختری یونانیوں اور پارتھی ایرانیوں کی ریاستیں فتح کر کے کابل۔ قندھار۔ غزنی۔ پشاور اور ٹیکسلا کے علاقوں کو اپنی سلطنت میں ملا لیا۔ کیڈ فی سس غالباً ۷۸ء میں فوت ہوا۔ اور اس کے بعد اس کا جانشین

کیڈفی سس ثانی ہوُا۔ جو غالباً سنہ ۱۲۰ء تک حکمران رہا۔
اس کے عہد میں تمام پنجاب۔ سندھ وغیرہ کا علاقہ
فتح ہوُا۔ اس بادشاہ نے چینی ترکستان کی فتح
کے لئے بھی ایک مہم سنہ ۹۰ء میں روانہ کی۔ لیکن
اس کی فوج نے چینی جرنیل چان چاؤ سے شکست
کھائی۔ کیڈفی سس ثانی غالباً سنہ ۱۲۰ء میں فوت ہوُا۔
اور اس کے بعد کنشک شمالی ہند کے تخت پر بیٹھا۔
اس بادشاہ کے عہد میں کشمیر۔ یارقند اور ختن فتح
ہوئے۔ اور وسط ہند بھی غالباً دریائے نربدا تک فتح
ہوکر کوشان سلطنت میں شامل ہو گیا تھا ٭

کنشک

کوشان خاندان میں کنشک نہایت مشہور
بادشاہ ہوگزرا ہے۔ اس کی سلطنت نہایت
وسیع تھی۔ شمالی اور وسطی ہند کے علاوہ کاشغر۔
یارقند۔ ختن۔ سمرقند۔ بخارا۔ ہرات۔ کابل۔ قندھار
وغیرہ کے علاقے بھی اس کی سلطنت میں شامل
تھے۔ کنشک نے بودھ مذہب اختیار کر لیا تھا۔
اس بادشاہ کے زمانے میں بودھ مذہب تمام وسط
ایشیا میں پھیل گیا۔ اس کے عہد میں بودھ دھرم
کے اصولوں کو ترتیب دینے کے لیے بودھوں کی
چوتھی کانفرنس کشمیر میں سری نگر کے قریب ہوئی۔
لیکن کنشک کے زمانے کا بودھ مذہب اشوک کے
بودھ مذہب سے مختلف تھا۔ موریا خاندان کی تباہی
کے بعد براہمن مذہب کو بہت زیادہ ترقی ہوئی۔ ادھر

اب بودھ مذہب کے اصولوں میں بہت سے براہمنی خیالات آ ملے تھے۔ جب شمالی ہندوستان میں یونانیوں۔ پارتھیوں اور شکوں نے زور پکڑا۔ تو ملک کے اندر لوگوں کے مذہب میں یونانی۔ ایرانی اور شک مذہبی خیالات کی بھی کچھ آمیزش ہو گئی۔ سو کنشک کے زمانے میں شمالی ہند کا بودھ مذہب پرانے بودھ مذہب۔ ویدک دھرم۔ پارسی دھرم۔ یونانی مذہب اور شک مذہب، ان سب کا مرکب تھا۔ اور اس لئے اشوک کے زمانے کے بودھ مذہب سے بہت مختلف تھا۔ شمالی ہند کا بودھ مذہب مہایان کے نام سے مشہور ہؤا۔ اور پرانا بودھ مذہب ہین یان کے نام سے پکارا جانے لگا۔ ناگ ارجن اور اشوگھوش بودھ مذہب کے دو مشہور گورو اسی راجہ کنشک کے ہمعصر بتائے جاتے ہیں۔ اور علم طب کا مشہور مصنّف چرک بھی اسی زمانے میں ہو گذرا ہے *

کنشک مہایان پنتھ کا پیرو تھا۔ اس کو اشوک کے برعکس ملک گیری کا بہت شوق تھا۔ حالانکہ اس کی سلطنت نہایت وسیع تھی۔ لیکن پھر بھی نئی فتوحات کی ہوس اس کے دل میں باقی تھی۔ چنانچہ وہ عالم پیری میں بھی شمال کی طرف فوج لے کر بڑھا۔ لیکن فوج اور اس کے افسروں نے اُس کی آئے دن کی مہموں سے تنگ آ کر اس کو

قتل کر دیا۔ اس کے بعد اُس کا بیٹا ہوشک تخت پر بیٹھا۔ ہوشک کے بعد اس کا بیٹا واسودیو تخت نشین ہؤا۔ لیکن ان دونوں راجاؤں کے عہدِ سلطنت میں کوئی مشہور واقعات نہیں ملتے۔ ہاں واسودیو نام سے اتنا ضرور ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تیسری صدی عیسوی کے آغاز میں کوشان لوگوں نے براہمنی دھرم قبول کر لیا تھا۔ اور یوچی (ایکش) یعنی شک قوم کے تمام لوگ ہندو آبادی میں جذب ہو گئے تھے*

کنشک کے عہد میں بودھ مذہب کے مہایان سمپردایہ نے بہت ترقی پائی۔ غالباً اسی راجہ کے عہد میں بودھ مذہب کو وسط ایشیا۔ تبت۔ یارقند اور ختن میں اشاعت ہوئی۔ کوشان سلطنت کا غالباً ۲۲۶ء میں خاتمہ ہؤا۔ اور اس سلطنت کے خاتمے پر ہندوستان میں بودھ مذہب کے مہایان فرقے کو بھی زوال ہؤا*

ہون سلطنت

کوشان سلطنت کی تباہی کے بعد شمال مغربی ہندوستان پھر چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گیا۔ لیکن پانچویں صدی کے وسط میں ایک اور قوم ہون نامی ہندوستان پر حملہ آور ہوئی۔ انہوں نے کابل۔ غزنی۔ قندھار اور شمال مغربی پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ اس قوم کے بادشاہ تورمان نے شمال مغربی ہندوستان میں اپنی سلطنت مستحکم کر کے گپت سلطنت پر حملہ کر دیا۔ اور ۴۶۵ء میں سکند گپت کو شکست دے کر ایک

طرح سے گپت سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ہون راجہ تورمان نے تقریباً ۵۰۰ء میں مالوہ فتح کر لیا۔جب ۵۰۲ء میں تورمان کا انتقال ہؤا۔ تو اُس کا بیٹا مہرگل ہون سلطنت کا حکمران بنا۔اور سیالکوٹ شاید اس کی راجدھانی تھی۔ہون سلطنت میں اس وقت دکن چھوڑ کر تمام شمالی ہندوستان۔افغانستان۔ چینی ترکستان اور وسط ایشیا کے کچھ حصّے شامل تھے۔
مہرگل ہندوستان کی تاریخ میں ایک نہایت جابر اور بیرحم بادشاہ ہو گزرا ہے۔اس کی رعایا اس سے سخت تنگ تھی۔ آخر وسط ہند کے کئی ایک راجاؤں نے ایک زبردست اتحادی جتھا قائم کیا۔ اور ۵۲۸ء میں اس کو شکست دی۔ اس نے بھاگ کر کشمیر میں پناہ لی۔اور ہندوستان کو ہون لوگوں کے ظلم سے نجات دی۔ مہرگل کی شکست کے بعد ہون آبادی ہندوستان کی دیگر آبادی میں مل جل کر رہنے لگی۔کہا جاتا ہے۔کہ گوجر اور راجپوتوں۔ کھتریوں اور جاٹوں کے ہون فرقے انہی ہون لوگوں میں سے ہیں۔ ہون سلطنت کی تباہی کے بعد ہندوستان کی تاریخ پر پھر تاریکی کا ایک پردہ گر جاتا ہے۔ اور پون صدی تک ہندوستان کی تواریخ کے حالات کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ چھٹی صدی کے آغاز میں جب ہندوستان میں پھر کئی ایک سلطنتیں قائم ہوتی ہیں۔تو ملک

کی تواریخ پر کچھ روشنی پڑتی ہے ؛

خلاصہ فصل نہم

۱۔ شمال مغربی ہندوستان کے حملہ آوران۔ معلوم ہوتا ہے۔کہ اشوک نے اپنی وفات سے پہلے اپنی سلطنت اپنے بیٹوں اور پوتوں میں تقسیم کردی تھی لیکن اُس کی وفات کے بہت تھوڑی دیر بعد اندھرا اور کلنگا موریہ سلطنت سے آزاد ہوگئے شمال مغرب میں اشوک کے کمزور جانشین اس قابل نہ تھے۔کہ بیرونی حملہ آوروں کا مقابلہ کر سکتے۔لہذا یہ حملہ آوران ہندوستان میں آوارد ہوئے۔اور اب انہوں نے جا بجا اپنی ریاستیں قائم کرلیں + موریہ سلطنت کا آخر ۱۸۵ قبل از مسیح میں خاتمہ ہؤا۔ اس کے بعد ہم کو تمام ہندوستان کی ایک جا تواریخ نہیں مل سکتی۔ لہذا یہ مناسب ہوگا۔کہ موریہ سلطنت کی تباہی کے بعد ہر ایک حصّہ ہندوستان کی تواریخ علیحدہ درج کی جاوے + ہندوستان کے چار بڑے بڑے حصّے ہیں۔اوّل شمال مغربی ہندوستان ستلج اور اراولی کے مغرب کی طرف۔ دوئم ہمالیہ اور بندھیاچل کا درمیانی علاقہ جو اراولی کے مشرق میں واقع ہے۔سوئم دریائے کرشنا اور بندھیاچل

کا درمیانی علاقہ۔ اور چہارم گزشتا کے جنوب میں۔

موریہ سلطنت کی تباہی کے بعد شمال مغربی ہندوستان پر باختری یونانیوں پارتھیوں۔ کوشانوں اور ہونوں نے حملے کئے۔

(۱) باختری یونانیوں کا راج ۱۵۸ سنہ قبل از مسیح سے لے کر ۱۲۵ سنہ قبل از مسیح تک رہا۔

(۲) پارتھیوں نے اس علاقے پر ۱۳۸ سنہ قبل از مسیح سے لے کر ۵۷ سنہ قبل از مسیح تک راج کیا۔

(۳) کوشانوں کا راج ۴۰ سنہ ع سے لے کر ۲۲۶ سنہ ع تک رہا۔

(۴) ہونوں کا راج ان علاقوں میں ۴۵۰ سنہ ع سے لے کر ۵۲۸ سنہ ع تک رہا۔

۲۔ باختری یونانیوں میں سے ملند یعنی مینینڈر سب سے مشہور بادشاہ ہو گزرا ہے۔ بودھ روایات میں اس کا بہت ذکر آتا ہے۔

۳۔ پارتھی بادشاہوں میں سے متھرادت اوّل اور متھرادت دوئم نہایت مشہور بادشاہ ہوئے ہیں۔

۴۔ کوشانوں میں مشہور بادشاہ کیڈفی سس اوّل۔ کیڈفی سس دوئم۔ کنشک۔ ہوشک اور واسودیو ہوئے ہیں۔ دونوں کیڈفی سس شیو اوپاسک خیال کئے جاتے ہیں۔ لیکن کنشک بودھ دھرم کا پیرو تھا۔ برعکس اس کے واسودیو ویشنو تھا۔

۵-کنشک کی سلطنت- کنشک کی سلطنت نہایت وسیع تھی- راجپوتانہ- صوبجات متحدہ میں سے آج کل کی آگرہ- روہیل کھنڈ- میرٹھ کی کمشنریاں- پنجاب- کشمیر- شمال مغربی سرحدی صوبہ- یہ تمام ہندوستانی علاقے اس کی سلطنت میں شامل تھے- ہندوستان کے باہر افغانستان- خراسان- بخارا- سمرقند- فرغانہ- کاشغر- یارقند اور ختن بھی اس کی سلطنت کے حصّے تھے- ہندوستان کا مشہور طبیب چرک کنشک کا درباری تھا- بودھوں کی چوتھی کانفرنس کنشک کے عہد میں ہوئی تھی- جہاں پر اُس وقت کے مروّجہ بودھ دھرم کے اصول طے کئے گئے تھے- اشوگھوش اور ناگ ارجن جو کہ مشہور بودھ مصنف ہیں- انہوں نے اس کانفرنس میں نمایاں حصّہ لیا تھا۔

۶-مہایان اور ہین یان بودھ دھرم- مہایان بودھ دھرم در اصل پُرانے بودھ دھرم- پُرانے ہندو دھرم- باختری- یونانیوں- پارتھیوں اور کوشانوں کے مذہبوں کا مرکّب تھا- پُرانے بودھ دھرم کا نام ہین یان تھا- ہین یان مت کے مطابق مہاتما بودھ محض ایک اچاریہ تھا- لیکن مہایان مت کے مطابق اس کا رُتبہ خدا کے برابر ہوگیا تھا- ہین یان مت میں مورتی پوجا نہ تھی- لیکن مہایان مت والے مہاتما بودھ کی بڑی بڑی

مورتیاں بنا کر پوجتے تھے۔ ہین یان مت کے مطابق محض پاک زندگی بسر کرنے سے نجات مل سکتی تھی۔ لیکن مہایان مت ہیں یوگ اور بھگتی کی بھی ضرورت تھی۔ ہین یان مت والوں کی کتب پالی زبان میں لکھی جاتی تھیں۔ لیکن مہایان مت کی کتابیں سنسکرت میں ہوتی تھیں +

۷۔ ہون بادشاہوں میں سے تورمان اور مہرگل نہایت مشہور بادشاہ تھے۔ وہ شیو کے اوپاسک تھے۔ ان کی سلطنت تمام شمالی ہندوستان میں دریائے نربدا تک پھیلی ہوئی تھی۔ مہرگل ایک نہایت جابر اور بے رحم بادشاہ تھا۔ اس کی طاقت کو وسط ہند کے ایک راجہ یشودھرمن نے سنہ ۵۲۸ء میں تباہ کیا تھا +

سوالات

۱۔ بتلاؤ۔ اشوک کی وفات کے بعد موریہ سلطنت کا کیا حشر ہوا ؟

۲۔ موریہ سلطنت کی تباہی کے بعد شمال مغربی ہندوستان میں راجپوت ریاستوں کے پیدا ہونے سے پہلے کون کون سی ریاستیں قائم ہوئی تھیں؟

۳۔ ہندوستان میں باختری یونانیوں کی سلطنت کا حال بتلاؤ۔ اور نیز یہ بتلاؤ کہ کون کون سے یونانی راجا مشہور تھے ؟

۴۔ ہندوستان میں پارتھیوں کی حکومت کا حال بیان کرو۔ اور بتاؤ۔ کہ کون کون سے پارتھی راجا مشہور ہوئے ہیں؟

۵۔ ہندوستان میں کوشانوں کی حکومت کا حال لکھو۔ اور یہ بتلاؤ۔ کہ اس خاندان کے کون کون سے مشہور راجا تھے؟

۶۔ ہندوستان کا نقشہ کھینچو۔ اور یہ بتاؤ۔ کہ کنشک کی سلطنت کہاں تک پھیلی ہوئی تھی؟ اس نقشے میں اُن تمام علاقوں کے نام لکھو۔ جو اُس کی سلطنت میں شامل تھے۔ کوشانوں کے زمانے میں ہندوستانی تہذیب کن ملکوں میں پھیل گئی؟

۷۔ کنشک کی مذہبی مصروفیات کی بابت تم کو کیا معلوم ہے؟۔ اور یہ بتاؤ۔ کہ اس کے زمانے کا بودھ دھرم اشوک کے زمانے کے بودھ دھرم سے کس قدر مختلف تھا؟

۸۔ ہون لوگ کون تھے؟ تمہیں ان کی بابت کیا معلوم ہے؟ اس خاندان کے مشہور راجاؤں کے حالات لکھو۔

۹۔ تم کو وکرم آدتیہ یا کنشک کے عہد سے متعلق کیا معلوم ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۰)

۱۰۔ تم کو ہندوستان پر ہونوں کے حملوں کی بابت کیا معلوم ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۱)

۱۱۔ مندرجۂ ذیل پر ایک نوٹ لکھو:۔ اوّل بودھ دھرم

کا بیان مت۔ دوئم ہندوستان پر ہونوں کے حملے۔
(پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۸- ۱۹۲۹)
۱۲۔ کنشک پر ایک نوٹ لکھو۔ (پنجاب یونیورسٹی
۱۹۲۶- ۱۹۲۸- ۱۹۳۲)۔

فصل دہم

شمالی ہندوستان اور دلی کے مشرق میں

شونگ۔ کانو۔ اندھرا۔ گپت اور ہون خاندان

شونگ خاندان ۱۸۸-۷۶ ق۔م

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ کہ ۱۸۸ قبل از مسیح میں موریہ سلطنت کے ایک براہمن سپہ سالار پوشیہ متر موریا خاندان کے اخیری بادشاہ بریہدرتھ کو قتل کر کے پاٹلی پتر کے تخت پر قابض ہو گیا تھا۔ اس خاندان کے دس بادشاہ ہوئے۔ اور انہوں نے ۱۱۲ سال تک راج کیا۔ لیکن ان میں سوائے پوشیہ متر۔ اس کے بیٹے اگنی متر اور پوتے واسومتر کے اور کوئی مشہور راجہ نہیں ہؤا۔ پوشیہ متر نے یونانی بادشاہ مینندر کو شکست دے کر اشومیدھ یگیہ رچایا

تھا۔ اور مہابھاشیہ کا مشہور مصنف پاتنجلی بھی اسی راجہ پوشیہ متر کے عہد میں ہوا ہے۔ اس خاندان کے آخری بادشاہ دیواسو متر کو اس کے وزیر واسو دیو نے جو کانو خاندان کے براہمنوں سے تعلق رکھتا تھا۔ ۷۶ سنہ قبل از مسیح قتل کر دیا ⁂

کانو خاندان
۷۶-۳۱ ق-م

کانو خاندان بھی ۴۵ برس راج کر کے ۳۱ سنہ قبل از مسیح میں اندھرا خاندان کے بادشاہوں کے ہاتھوں سے تباہ ہوا ⁂

اندھرا خاندان
۳۱ ق-م سے
۲۲۸ سنہ ع تک

اندھرا خاندان نے مگدھ میں تقریباً ڈھائی سو برس راج کیا۔ اور یہ خاندان ۲۲۸ سنہ ع میں تقریباً کوشان سلطنت کے خاتمے کے ساتھ ختم ہوا۔ اندھرا سلطنت کے ختم ہو جانے پر ہندوستان پھر چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو گیا۔ اور تقریباً سو برس تک ہندوستان کی تواریخ پر تاریکی کا پردہ چھایا رہا۔ اور جب تک گپت خاندان کے راجاؤں نے عروج نہ پا لیا۔ اس ملک کی تواریخ پر کوئی روشنی نہیں پڑتی ⁂

سنسکرت کتب میں اندھرا دیش کا ذکر سب سے پہلے ایترے براہمن میں آتا ہے۔ چندر گپت موریہ کے زمانے میں بھی موریہ سلطنت سے اُتر کر اندھرا سلطنت ہندوستان میں سب سے زبردست سلطنت شمار ہوتی تھی۔ دریائے کرشنا کے کنارے سری کاکولم ایک شہر

اس سلطنت کی راجدھانی تھی۔ لیکن اب یہ شہر دریا برد
ہو چکا ہے۔ اشوک کے والد بندوسار کے عہد میں شاید
یہ سلطنت فتح ہو کر سلطنتِ موریا میں شامل ہوئی تھی۔
لیکن اشوک کی وفات کے بعد اندھرا کا علاقہ پھر
خود مختار ہو گیا تھا۔ ست واہن نامی ایک راجہ نے
اس خود مختار سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس نئے
خاندان کے راجاؤں نے اس قلیل عرصے میں اپنی
سلطنت کو اتنی وسعت دی۔ کہ ست واہن کے ایک
جانشین کرشن کے عہد میں اندھرا سلطنت ناسک
تک پھیل گئی۔ اور تمام دکن کا علاقہ اس سلطنت
میں شامل ہو گیا۔ لیکن اس خاندان کے ایک بادشاہ
ستکرنی کو کالنگا کے راجہ کھارویل نے شکست دی۔
معلوم ہوتا ہے۔ کہ ستکرنی نے اونتی دیش اور اس
کی راجدھانی اُجین کو فتح کر کے اندھرا سلطنت میں
ملا لیا تھا۔ پہلی صدی قبل از مسیح میں ویدیشیا یعنی
بھوپال کا علاقہ بھی فتح ہو کر اندھرا سلطنت میں
شامل ہوا۔ اور ۱۳ قبل از مسیح میں مگدھ کی تمام
سلطنت فتح ہو کر اندھرا سلطنت میں مل گئی تھی۔
اس کے بعد اندھرا سلطنت کے راجاؤں کا زیادہ
تر شکوں سے (جنھوں نے گجرات کاٹھیاوار۔ راجپوتانہ
اور سندھ کے علاقوں میں اپنے قدم جما لئے تھے)
مقابلہ رہا۔ اس مقابلے میں گوتمی پتر۔ پلومی اور راجیشری
کے نام نہایت مشہور ہیں۔ اس خاندان کے سترھویں

راجہ ہال نے سپت شتکی نامی ایک نظم لکھی۔ جو اب تک مہاراشٹر میں مشہور ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اندھرا سلطنت سنہ ۲۳۴ قبل از مسیح میں شروع ہوئی۔ اور سنہ ۲۸۸ء میں ختم ہوئی۔ یہ سلطنت کس طرح تباہ ہوئی؟ اور کس نے اس زبردست سلطنت کا خاتمہ کیا؟ ایسے سوالات ہیں۔ جن کا ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا۔ لیکن اس امر سے کہ ایران میں ارسکیدی سلطنت کا خاتمہ سنہ ۲۲۵ء میں ہوا۔ کوشان سلطنت سنہ ۲۲۶ء میں تباہ ہوئی۔ اور اندھرا سلطنت سنہ ۲۲۸ء میں ختم ہوئی۔ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس زمانے میں کوئی ایسا زبردست طوفان برپا ہوا۔ جس کے سیلاب میں یہ تینوں طاقتور سلطنتیں غرق ہو کر تباہ و برباد ہوگئیں۔ اس تباہی کے بعد تقریباً ایک سو سال تک ہندوستان کی تاریخ پر جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ سخت تاریکی کا پردہ پڑا رہا +

اندھرا سلطنت کے بعد دکن کی حالت

دکن میں اندھرا سلطنت کی تباہی کے بعد چھٹی صدی عیسوی تک تین زبردست سلطنتیں قائم ہوئیں۔ مہاراشٹر واکاٹکوں کے ماتحت رہا۔ کانڑا کادمب راجاؤں کے قبضے میں رہا۔ اور کالنگا۔ اندھرا۔ چولا۔ پانڈیا۔ چیرا اور کرال پترا یہ سب علیحدہ علیحدہ خود مختار ریاستیں بن گئیں +

کالنگا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اشوک کی وفات کے بعد کالنگا اور اندھرا دونوں علاقے خود مختار ہو گئے تھے۔ کالنگا میں چیت نامی خاندان کے راجاؤں نے ایک سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اس خاندان کا تیسرا بادشاہ کھارویل نہایت مشہور ہؤا ہے۔ اس نے مگدھ کے راجہ پوشیہ متر اور اندھرا کے راجہ ستکرنی دونوں کو شکست دی۔ اوڑیسہ اور صوبۂ مدراس کا موجودہ شمالی سرکار کا تمام علاقہ اس کی عملداری میں شامل تھا۔ اور کتبوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے آبپاشی وغیرہ کے لئے اوڑیسہ میں نہریں تعمیر کی تھیں +

گپت خاندان ۳۲۰ء سے ۴۶۷ء تک چوتھی صدی عیسوی کے آغاز میں پاٹلی پتر کے نزدیک ایک چھوٹی سی ریاست کا حکمران چندر گپت نامی ایک راجہ تھا۔ ۳۰۸ء میں اس راجہ کی شادی ویسالی ریاست کے لچھوی راجہ کی لڑکی کمار دیوی سے ہوئی۔ ویسالی راجہ کی مدد سے چندر گپت نے ۳۲۰ء میں ایک زبردست سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں اس نے اودھ اور کئی دیگر علاقوں کو فتح کر کے اپنی سلطنت پریاگ تک بڑھا لی +

سمدر گپت ۳۲۶ء سے ۳۷۵ء چندر گپت کے بعد اس کا بیٹا سمدر گپت مگدھ کے

تخت پر بیٹھا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی ملک گیری کی پالیسی اختیار کی۔ پہلے تو اس نے شمالی ہندوستان کی طرف توجہ کی۔ اور شمال مغرب میں دریاے ستلج تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ اور پھر مشرق میں آسام۔ بنگال وغیرہ کے علاقے بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیئے۔ اس کے بعد وہ جنوب کی طرف بڑھا۔ اس کی فتوحات کا سلسلہ دریاے کرشنا تک پھیل گیا۔ اور ان جنوبی علاقوں سے اس نے بہت سی دولت لوٹ کر اکٹھی کر لی۔ لیکن جو علاقے اس نے مستقل طور پر اپنی سلطنت میں ملا لیئے۔ اُن کی حدود دریاے نربدا قائم ہوئی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ سمدر گپت نے ۳۷۸ء میں وفات پائی ÷

چندر گپت بکرماجیت
۳۷۸ء سے ۴۱۴ء

اس کے بعد اس کا بیٹا بکرماجیت یعنی چندر گپت ثانی تخت پر بیٹھا۔ اس نے بھی اسی طرح فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور تقریباً ۳۹۰ء میں مالوہ۔ گجرات۔ کاٹھیاوار تک راجاؤں سے فتح کر کے اپنی سلطنت میں ملا لیئے۔ اس راجہ کے عہد میں پنجاب میں ستلج اور راوی کے درمیان جمہوری ریاستیں بھی گپت سلطنت کی باجگذار ریاستیں ہوگئیں۔ اور اس کی سلطنت اس قدر بڑھ گئی۔ کہ پاٹلی پتر اس کے ایک کونے میں ہوگیا۔ سمدر گپت زیادہ تر ایودھیا میں ہی رہنے لگا۔ مگر بکرماجیت نے

تو ایودھیا کو اپنی راجدھانی ہی مقرر کر لیا۔ اور جب ۴۱۴ء میں اس کا انتقال ہوا۔ تو اس کا بیٹا کمار گپت تخت پر بیٹھا ؀

کمار گپت۔ ۴۱۴ء سے ۴۵۵ء

اس نے ۴۵۵ء تک راج کیا۔ کمار گپت کے بعد اس کا بیٹا سکند گپت تخت نشین ہوا ؀

سکند گپت۔ ۴۵۵ء سے ۴۶۷ء

اس کے عہد میں ہون حملہ آوروں نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ لیکن اس حملے میں سکند گپت فتحیاب ہوا۔ اور دس برس کے بعد گپت سلطنت نے ان حملوں سے نجات پائی۔ لیکن اس کے بعد گپت سلطنت میں نا اتفاقی کے آثار نمودار ہوئے۔ سکند گپت کا بھائی پدرو گپت اس سے منحرف ہو گیا۔ اور اس نے مگدھ اور سلطنت کے دیگر مشرقی صوبوں پر قبضہ کر لیا۔ گپت سلطنت اب ایک طرح سے دو ٹکڑوں میں بٹ کر کمزور ہو گئی۔ اتنے عرصے میں ہون لوگوں نے بھی شمالی پنجاب اور کابل و غزنی وغیرہ کے علاقوں پر تسلط کر لیا تھا۔ ۴۶۵ء میں انہوں نے پھر گپت سلطنت پر چڑھائی کر دی۔ اور اس مرتبہ سکند گپت کو جو خانہ جنگیوں سے کمزور ہو چکا تھا۔ شکست ہوئی۔ اس کو اپنی سلطنت کا بہت سا حصہ ہون حملہ آور تورمان کی نذر کرنا پڑا۔ سکند گپت ۴۶۷ء میں لاولد فوت ہوا۔ اس

گا بھائی پورو گپت بھی اسی سال انتقال کر گیا۔ اور گپت سلطنت کئی ایک ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ مگدھ پورو گپت کے حصّے آیا۔ مالوے کے علاقے پر ایک اور شہزادہ بودھ گپت قابض ہُوا۔ اس وقت ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے لئے جو گپت سلطنت کے زوال آنے پر قائم ہوگئی تھیں۔ مقابلہ کرنا نہایت مشکل ہوگیا تھا۔ ہون راجہ تورمان نے ۵۰۰ء میں مالوہ فتح کرلیا اس کے بعد ۵۲۸ء تک جبکہ مہر گل کو وسط ہند کے راجاؤں نے شکست دی۔ گپت سلطنت کا تقریباً تمام علاقہ ہون سلطنت میں شامل رہا۔ لیکن مہر گل کی شکست کے بعد شمالی ہندوستان پھر چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہوگیا۔ اور ستّر پچھتّر برس تک ملک کی تواریخ پر پھر تاریکی کا ایک پردہ پڑگیا۔

بودھ دھرم کا ہندو دھرم میں جذب ہونا

ہم اوپر بتلا آئے ہیں۔ چھٹی صدی قبل از مسیح میں بودھ دھرم کی مگدھ۔ کوشل۔ کوسامبی اور اونتی میں اشاعت ہوئی۔ لیکن اشوک کے زمانے تک اس دھرم کی زیادہ اشاعت نہ ہوئی۔ مہاراجہ اشوک کے عہد میں بھی یہ دھرم لوگوں میں اس لئے مقبول ہُوا۔ کیونکہ یہ راج دھرم تھا۔ نہ اس لئے کہ لوگ اس کو پسند کرتے تھے۔ شاید اس مذہب کی وہی قدر و منزلت تھی۔ جو اٹھارہ سو برس بعد اکبر کے عہد میں دین الٰہی کی تھی۔ لیکن جوں ہی کہ

اشوک کی زبردست شخصیت علیحدہ ہوئی۔ اس دھرم
کے برخلاف جذبہ بھڑکنا شروع ہوگیا۔ مہاتما بودھ کا
بتلایا ہوا اصول پارسائی شاید عوام کے نزدیک بہت
روکھے سوکھے اصول تھے۔ لہذا براہمنی دھرم کے
اثر کی موجودگی میں۔اور پارسیوں۔ باختری یونانیوں اور
کوشانوں کے مذہبی اصولوں کے ملک میں وارد ہونے
کے بعد بودھ دھرم میں غیر معمولی تبدیلی وقوع میں
آئی۔ ہم اوپر بتلا آئے ہیں کہ پُرانا بودھ دھرم مہایان
سمپردایہ میں تبدیل ہوگیا۔جب اس میں بھگتی کے
اصول جن میں ایک شخصی خدا کی پرستش لازمی ہے۔
اور مورتی پوجا داخل ہوئی۔ تو یہ دھرم عوام کے
نزدیک زیادہ دلچسپ ہوگیا۔ جب بودھ دھرم میں
یوگ اور بھگتی جیسے ہندو اصول داخل ہوگئے۔ مورتی
پوجا مروّج ہوگئی۔ اور اس دھرم کی دھرم پُستکیں
سنسکرت زبان (ہندوؤں کی متبرک زبان) میں لکھی
جانے لگیں۔ تو یہ بودھ دھرم ہندو دھرم سے
اور زیادہ مشابہ ہوتا گیا۔ دوسری جانب ہندو دھرم
میں مسئلہ اوتار پر زور دینے اور بودھوں میں مسئلہ
بودھی ستوا کی موجودگی کا یہ نتیجہ ہوا۔کہ ہندو دھرم
اور بودھ دھرم اور زیادہ ایک دوسرے کے
مشابہ ہوگئے۔

ملورانک کتب کی توسیع

بودھ دھرم میں ان
زبردست تبدیلیوں کا

ویدک آریوں پر بھی گہرا اثر پڑا۔ انہوں نے بھی اب یہ کوشش کی۔ کہ اُن کے دھرم میں بھی اس قسم کا سُدھار کیا جائے۔ جس سے وہ عوام میں زیادہ مقبول ہو۔ اور معمولی دماغ والے انسان کی سمجھ میں آجاوے۔ وید منتر اور براہمن گرنتھ تو مہاتما بودھ کے زمانے سے پہلے ہی عوام کی سمجھ سے باہر ہو چکے تھے۔ اُپنشدوں اور براہمن گرنتھوں کے اصول بھی عوام کے لئے بہت مشکل اور دقیق تھے۔ مہابھارت کے زمانے سے کچھ پُشتوں بعد یہ دارشنک اصول پورانوں اور اتہاسوں سے لی ہوئی کہانیوں اور روایتوں کے ذریعے سے سمجھائے جانے لگے تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندوؤں کی تواریخی روایات اور مصالحہ کو پہلے پہل وید ویاس کے شاگرد وَیشم پائن نے پانڈو راجہ ارجن کے پڑپوتے جن میجا کے عہد میں اکٹھا کیا تھا۔ چار پُشت بعد اس کتاب کو دوبارہ ترتیب دی گئی۔ نند خاندان یا موریہ خاندان کے زمانے میں اس کتاب کو پھر نئے سرے سے ترتیب دی گئی۔ اصلی پوران ایک تھا۔ اور اس کے اٹھارہ ادھیائے تھے۔ اب یہ اٹھارہ ادھیائے اٹھارہ پوران بن گئے۔ ان اٹھارہ پورانوں کی موجودہ شکل گپت ونشی راجاؤں کے زمانے میں بنی۔ ہر موقعہ پر پورانوں کی نئے ڈھنگ سے ترتیب ہوئی۔ اور وہ کہانیاں اور روایتیں جن کی مدد سے آریوں کے دھارمک اصولوں اور مسئلوں کی تشریح

ہوتی تھی۔ اس ڈھنگ سے مروڑی گئیں۔ جس سے وہ اس وقت کے لوگوں میں دلچسپ معلوم ہو جاویں۔ اسی طرح سے پرانی رزمیہ کتابیں رامائن اور مہابھارت بن میں شروع شروع میں شری رام چندر اور کورو پانڈو کی لڑائی کے حالات درج تھے۔ براہمن گوروں اور آچاریوں کے ہاتھ میں نہایت ضخیم کتابیں بن گئیں۔ اور ان میں بھی ہندوؤں کا بہت سا تواریخی مصالحہ شامل کیا گیا۔ رفتہ رفتہ مہابھارت اس قدر ضخیم کتاب بن گئی ہے۔ کہ اب اس کو اگر ۳ دیوں کا علم کلیات کہا جاوے۔ تو بیجا نہ ہوگا ؞

پرانے ویدک دھرم کا موجودہ ہندو دھرم میں تبدیل ہونا +

پرانے ویدک آریہ قدرتی طاقتوں کو چیتن شکتی مان کر دیوتا مانتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ یہ قدرتی طاقتیں سرب ویاپک تھیں۔ اُپنشدوں میں ایک سرب ویاپی خدا مانا جاتا تھا۔ لیکن بودھوں اور جینیوں کو ایک خدا یا انیک دیوتاؤں کی ضرورت نہ تھی۔ برعکس اس کے یونانی ایک شخصی خدا کو مانتے تھے۔ اور اس کی مورتیاں بنا کر پوجتے تھے۔ پارسی لوگ زردشت کے چلائے ہوئے مذہب کی پیروی کرتے تھے۔ زردشت ایک اتی ہاسک شخص تھا۔ مہاتما بودھ بھی اسی طرح سے ایک اتی ہاسک شخص تھا۔ بودھ دھرم کے مہایان سمپردایہ میں بہت سارے بودھی ستوں

کی ہستی میں یقین کیا جاتا تھا۔ اور اُن کی پوجا کی جاتی تھی۔ ان بودھی ستوؤں کو مہاتما بودھ کا اوتار سمجھا جاتا تھا۔ لہذا ہندوؤں نے اس بات کی ضرورت محسوس کی۔ کہ اُن پُرانے ویدک تواریخی شخصیتوں کی پوجا عوام میں پھیلانی چاہیئے۔ جن میں خیال کیا جاتا تھا۔ کہ دیو شکتی موجود تھی۔ ایسی شخصیتیں رام اور کرشن جیسی ہستیوں میں آسانی سے مل سکتی تھیں۔ رودر۔ وشنو۔ برھما۔ پُرانے ویدک دیوتا بھی یونانی دیوتاؤں کی طرح شخصی دیوتا مانے جانے لگے۔ اور اب یہ خیال کیا جانے لگا۔ کہ رام اور کرشن وشنو کے اوتار تھے۔ یہ بھی مان لیا گیا۔ کہ مہاتما بودھ بھی وشنو کا اوتار تھا۔ اُس زمانے کے ہندو دھارمک نیتاؤں نے مذہب کے انسانی موجدوں کا خیال بودھوں اور پارسیوں سے لیا۔ انہوں نے ویدوں میں اگنی اور سورج جیسے دیوتاؤں کو زیادہ اہمیّت دینی شروع کی۔ اور اس طرح سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ ویدک دھرم اور پارسی دھرم ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ ہندوستان میں مورتی پوجا نہایت قدیم زمانے سے رائج ہے۔ کم از کم اُس وقت سے جبکہ پانچ یا چھ ہزار برس گزرے۔ دریائے سندھ کی وادیوں میں موہن جودارو اور ہڑپہ کے شہروں کی تہذیب موجود تھی۔ پُرانے ہندوستانیوں کی یہ مورتی پوجا یونانیوں کی مورتی پوجا سے بہت مشابہ تھی۔ بودھ اور جینی ویدک دھرمیوں کی یگیوں

ہیں جانوروں کی قربانی کی بہت رنندا کرتے تھے۔لیکن یہ رواج وسط ایشیا کے یوچی (یکش)۔کوشان اور ہون حملہ آوروں میں پایا جاتا تھا۔ اس لئے کوئی ایک اصول پرستش قائم نہیں ہو سکتا تھا۔ لہذا یہ جانوروں کی قربانی کا اصول وشنو کے پیروؤں نے تو ترک کر دیا۔ لیکن شیو کے پیروؤں نے بدستور قائم رکھا۔ اس طرح سے یہ ظاہر کر دیا گیا۔کہ بودھوں کے مہایان سمپردایہ کی طرح ہندوؤں میں بھی مختلف قسم کے دھارمک اصولوں کی کھپت ہو سکتی تھی۔ اس بات کے دکھلانے کی بھی کوشش کی گئی۔کہ مختلف پیغمبروں کی ہدایات ایک جیسی ہیں۔ یہ بات دکھلانے کے لئے ہندوؤں کی پرانی کتب رامائن۔مہابھارت۔ پورانوں۔آگموں اور تنتر گرنتھوں میں اس قسم کی تواریخی اور بعض اوقات خیالی کہانیاں درج کر دی گئیں۔اعلیٰ دماغی ہستیوں کے لئے سرب بیاپی اُپنشدوں میں درج غیر شخصی خدا کی پرستش موزوں تھی۔ یہ گیان یوگ یعنی دماغی راستہ ہوا۔ عام گرہستی لوگوں کے لئے جن کے واسطے دُنیاوی ضروریات کا پورا کرنا لازمی ہے۔ یگوں کا رچانا(خواہ جانوروں کی قربانی کے ساتھ ہو۔ یا اس کے بغیر ہو) مقرر کیا گیا۔ان کے لئے براہمن گرنتھوں۔آگموں اور تنتر گرنتھوں میں درج رسمیات کا ادا کرنا لازمی ہوا۔ یہ کرم یوگ عملی راستہ ہوا۔ بھولے بھگت لوگوں کے لئے جن کا اعتقاد بڑھا۔

وشنو۔ شیو جیسے شخصی دیوتاؤں میں تھا۔ برہما۔ شیو اور وشنو۔ رام۔ کرشن وغیرہ مختلف مورتیوں کی پوجا کرنا لازم قرار دیا گیا۔ یہ بھگتی یوگ ہوُا۔ اس طرح سے موجودہ ہندوؤں کے واسطے نجات حاصل کرنے کے لئے گیان مارگ۔ کرم مارگ اور بھگتی مارگ تین راستے مقرر ہوئے۔ ہر ایک اپنی دلی رجحان کے مطابق طریق پرستش اختیار کر سکتا ہے ÷ پُرانے ویدک دھرم میں یہ تبدیلیاں کرنے سے موجودہ ہندو دھرم پیدا ہوُا ÷

ہندو قوم میں غیر ملکی عنصر کس طرح جذب ہوئے

یہ بتلایا جا چکا ہے۔ کہ پُرانے ویدک دھرم میں خیالات کی پوری آزادی تھی۔ ہندو دھرم کی یہ خصوصیت قائم رہی۔ لیکن روزمرّہ کی عملی زندگی کے لئے یہ ضروری خیال کیا جاتا تھا۔ کہ ویدک دھرم کے ورن اور آشرم دھرم کی ساماجک قیود مانی جائیں۔ جب موریہ سلطنت کی تباہی کے بعد ہندوستان میں بہت سی غیر قومیں آ آباد ہوئیں۔ تو ان پابندیوں کی ضرورت اور زیادہ محسوس ہوئی ÷ ہر ایک قوم کے قومی آدرش۔ تہذیب اور تمدّن ہمیشہ اُس قوم کی سنستھاؤں میں اور اُس کی مجلسی بناوٹ میں موجود ہوتی ہیں۔ اُس زمانے کے ہندو شاستر کاروں نے لہذا ان مجلسی قیود کو اور کڑا کر دیا۔ رامائن۔ مہابھارت اور پورانوں میں درج کتھاؤں۔ کہانیوں اور روایتوں سے ان کڑی

مجلسی پابندیوں کی تائید کرائی گئی۔ جس طرح کہ
ان کتابوں کو کئی بار ترتیب دیا گیا۔ اسی طرح سے
دھرم شاستروں کو بھی کئی بار ترتیب دیا گیا۔ سب
سے زیادہ مشہور دھرم شاستر منو کا ہے۔ منو کا
دھرم شاستر شاید بہت پرانا ہو۔ لیکن اس میں
کوئی شک نہیں۔ کہ اس رشی کا موجودہ دھرم شاستر
پہلی صدی قبل از مسیح کے زمانے کا ہے۔ اس لئے
یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ مجلسی بناوٹ جو رامائن۔
مہابھارت۔ پورانوں۔ آگموں۔ تنتر گرنتھوں اور دھرم
شاستروں میں درج ہے۔ وہ اس زمانے کی ہے۔
جبکہ ویدک سوسائٹی موجودہ ہندو سوسائٹی میں تبدیل
ہو چکی تھی۔ اور اس میں بودھوں۔ جینیوں اور باہر
سے آئے ہوئے باختری۔ یونانیوں۔ پارتھیوں اور کوشانوں
کی وجہ سے بہت کچھ تبدیلیاں ہو چکی تھیں۔ ان تمام
مختلف قوموں کے خیالات اور اصولوں کو ہندو دھارمک
نیتاؤں نے ایک جیسا ہونا ثابت کرنے کی کوشش
کی ہے۔ تاکہ ان تمام مذاہب کے پیروؤں کے لئے
ہندو دھرم میں جذب ہونا آسان ہو جائے۔ لیکن
ان غیر ملکی لوگوں کی شخصیت ابھی تک ہندو سوسائٹی
میں علیحدہ علیحدہ ذاتوں کی شکل میں قائم رہی ہے۔
کھان پان اور شادی بیاہ کی قیود کی وجہ سے یہ
مختلف ذاتیں آریہ سوسائٹی میں بالکل نیست و نابود
نہیں ہو گئیں۔ ان قیود کی وجہ سے سوسائٹی میں

انقلابی تبدیلی ایک وقت میں کبھی نہیں آئی۔ لہذا اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ پرانی ویدک تہذیب ابھی تک بدستور قائم رہی۔ ہاں یہ ضرور کہا جا سکتا ہے۔ کہ سیاسی لحاظ سے شاید ہندوؤں میں یکجہتی نہ پیدا ہوسکی ہو۔

خلاصہ فصل دہم

۱۔ خاندان شونگ سنہ ۱۸۸ قبل از مسیح سے لے کر سنہ ۷۶ قبل از مسیح تک۔ اشوک کی وفات کے بعد کلنگا اور اندھرا موریہ سلطنت سے آزاد ہوگئے۔ اس زمانے میں ان صوبوں کی تواریخ کا ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ سلطنت کے اندرونی علاقوں پر اشوک کے جانشینوں کا سنہ ۱۸۸ قبل از مسیح تک راج رہا۔ جبکہ موریہ خاندان کے آخیری بادشاہ بریہدرتھ کو قتل کرکے اُس کا سپہ سالار پوشیہ متر تخت پر قابض ہوگیا۔ اس نے شونگ خاندان کی بنیاد ڈالی۔ اس نئے خاندان کے راجہ پوشیہ متر نے مغرب میں مالوے کا علاقہ فتح کرلیا۔ اس کے بیٹے اگنی متر نے ویدربھ فتح کیا۔ شونگوں کی سلطنت ۱۱۲ سال تک سنہ ۱۸۸ قبل از مسیح سے لے کر سنہ ۷۶ قبل از مسیح تک قائم رہی۔ شونگ خاندان کا برسر اقتدار ہونا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس زمانے میں براہمنوں کا زور تھا۔ یونانیوں

گپت خاندان کی سلطنت
کامروپ
انگ
سمتاٹ

گجرات
سوراشٹر
اجین
مالوہ
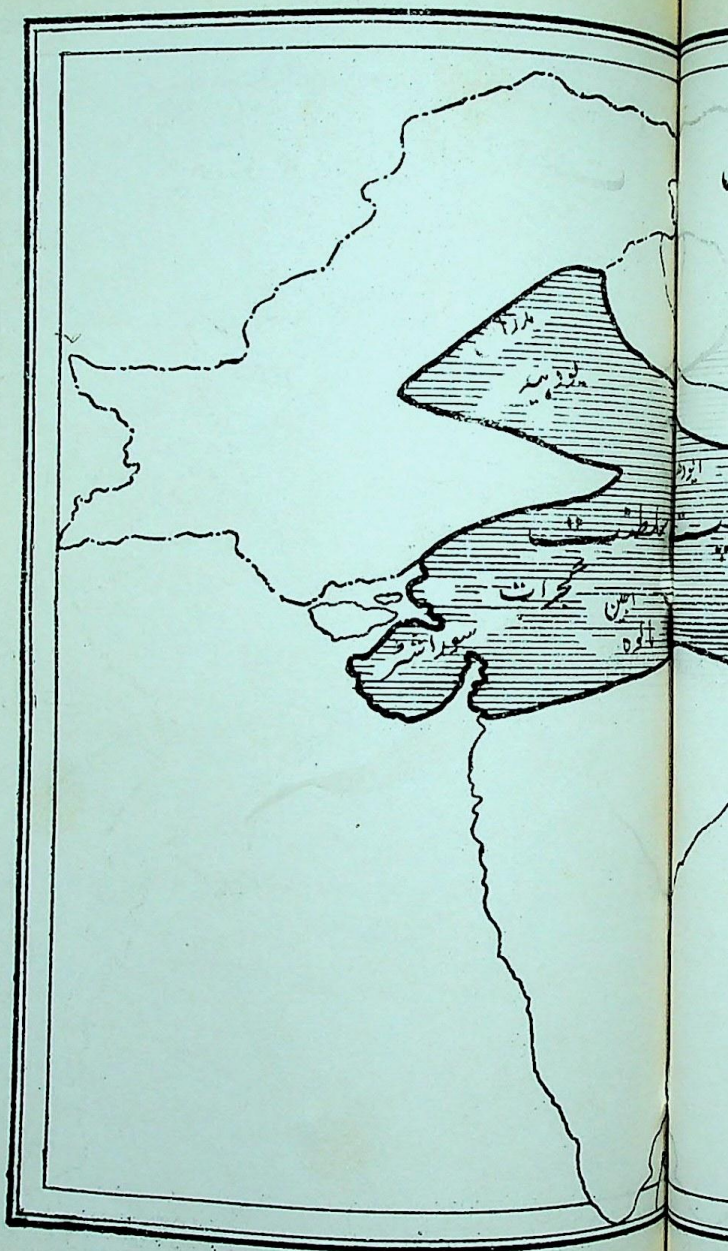
کے بادشاہ مینڈر کو جو اس وقت شمال مغربی ہندوستان کا مالک تھا۔ پوشیہ متر نے شکست دی تھی ÷

۲۔ خاندان کانو۔ سنہ ۷۶ قبل از مسیح سے لے کر سنہ ۳۱ قبل از مسیح تک۔ کانو خاندان چار بادشاہوں کا ایک مختصر خاندان تھا۔ اس کا اخیری بادشاہ اندھرا کے راجہ سے مغلوب ہوا۔ شاید انہی کانو خاندان کے راجاؤں کے وقت منو کے دھرم شاستر کی آخری مرتبہ ترتیب ہوئی تھی ÷

۳۔ اندھرا خاندان۔ سنہ ۳۱ قبل از مسیح سے لے کر سنہ ۲۲۸ ع تک۔ اندھرا قوم ایک پرانی قوم تھی۔ سنہ ۲۳۶ قبل از مسیح میں اشوک کی وفات کے بعد ان کا ملک آزاد ہوگیا۔ پہلے ان کی راج دھانی دریائے کرشنا کے دہانے میں تھی۔ لیکن بعد ازاں گوداوری کے کنارے مہاراشٹر میں بمقام پیٹھان مقرر ہوئی۔ اس خاندان کے بادشاہ ستکرنی یا ست واہن کے نام سے مشہور تھے۔ کانوؤں کی سلطنت کی تباہی کے بعد اندھرا سلطنت ستلج سے لے کر دریائے کرشنا اور تونگ بھدرا تک پھیل گئی۔ اس خاندان کے مشہور بادشاہ ہال۔ شیو۔ گوتمی پتر اور پلومئی تھے۔ اس خاندان کے راجاؤں کی لڑائی ہمیشہ گجرات۔ کاٹھیاوار۔ مالوہ اور خاندیس کے ساکا سٹرپوں کے ساتھ ہوتی رہی ÷ اندھروں کے زمانے میں ہندوستان

کی تجارت مغرب میں ایران اور سلطنت روم سے تھی۔ جنوب میں لنکا سے تھی۔ اور مشرق میں جزائر شرق الہند۔ چین اور کمبودیا۔ انام۔ سیام وغیرہ سے تھی۔ ان تجارتی تعلقات کی وجہ سے بہت سے ہندوستانی سماٹرا۔ جاوا۔ بالی۔ کمبودیا۔ انام۔ سیام میں آباد ہو گئے۔ اندھروں کی تباہی کے بعد شمال میں تو گپت سلطنت قائم ہوئی۔ اور واکاٹکوں اور کادمبوں کی سلطنت جنوب میں قائم ہوئی۔

۴۔ کالنگا سلطنت۔ سنہ ۲۳۶ قبل از مسیح میں اشوک کی وفات کے بعد کالنگا کا علاقہ بھی آزاد ہو گیا۔ اس سلطنت کا سب سے مشہور بادشاہ جینگھوراہن کھارویل تھا۔ جس نے کہ کہا جاتا ہے۔ اندھروں کے راجہ ستکرنی کو مغرب میں شکست دی۔ اور شونگوں کو شمال میں نیچا دکھایا۔ یہ بادشاہ جینیوں کے بڑے حامی تھے۔

۵۔ گپت خاندان۔ سنہ ۳۲۰ء سے لے کر سنہ ۴۶۷ء تک۔ ہندوستان کی تاریخ میں ہندو دھرم کی ترقی کے لئے گپت خاندان کا زمانہ بہت مشہور ہے۔ اس خاندان کے بانی راجہ چندر گپت اول کی شادی لچھوی خاندان کی شہزادی کمار دیوی سے ہوئی تھی۔ پریاگ تک تمام مشرقی ہندوستان اس نے فتح کر لیا تھا۔ اس کے بیٹے سمدر گپت نے جس نے سنہ ۳۲۷ء سے سنہ ۳۷۸ء تک راج کیا۔ جنوبی ہند کو

بھی مغلوب کیا۔ اور دریائے نربدا کے تمام علاقے
کو اپنی سلطنت میں ڈال لیا۔ اس نے ایک اشومیدھ
یگ رچایا تھا۔ اس کے بیٹے بکرماجیت نے ۳۷۸ء
سے لے کر ۴۱۴ء تک راج کیا۔ اس نے ساکاسٹریوں
کو تباہ کر کے اُن کے علاقوں مالوہ اور گجرات کاٹھیاواڑ کو
اپنی سلطنت میں ملا لیا تھا۔ شاید چینی سیاح فاہیان
ہندوستان میں اسی راجہ کے عہد میں آیا تھا۔
بکرماجیت کے بیٹے کمار گپت نے ۴۱۴ء سے لے کر
۴۵۵ء تک راج کیا۔ اس راجہ کو پہلے جنوب
میں پوشیہ متروں سے لڑنا پڑا۔ اور اس کے بعد
شمال میں ہونوں سے جنگ کرنی پڑی۔ اس خاندان
کا آخری مشہور راجہ کمار گپت کا بیٹا سکند گپت
تھا۔ اس کے زمانے میں گپت سلطنت شاید دو
حصوں میں بٹ گئی۔ اور اسی راجہ کے زمانے میں
ہونوں نے اس سلطنت کو تباہ کیا۔

۱۴۔ بودھ دھرم کا ہندو دھرم میں جذب ہونا۔

بودھ دھرم کی اشوک کے زمانے میں بہت ترقی ہوئی
تھی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مہاتما بودھ کے
پاکیزگی کے روکھے سوکھے اصول جن کا اشوک
کے زمانے میں عملدرآمد کرایا گیا۔ عوام میں مقبول
نہ ہوئے۔ لہٰذا ۲۳۲ قبل از مسیح میں اشوک کی
وفات کے بعد براہمنی دھرم کے حق میں لوگوں میں
دوبارہ دلچسپی شروع ہوئی۔ اسی عرصے میں ہندوستان

پر باہر سے شمال مغربی سمت سے بہت سی قوموں
نے حملہ کر دیا۔ یہ نئے حملہ آور ان اپنے ساتھ
نئے مذاہب اور نئے خیالات لائے۔ ان حالات
میں بودھ دھرم میں بھی بہت تبدیلی ہو گئی۔
زردشت کی طرح مہاتما بودھ بھی ایک روحانی پیغمبر
بن گیا۔ بودھوں نے یونانیوں سے بُت پرستی
سیکھ لی۔ لہٰذا اب بودھ دھرم میں ہندوؤں کے
یوگ۔ بھگتی اور اوتار کے خیالات اور بُت پرستی
کا رواج شروع ہوگیا۔ ہندوؤں کی متبرک زبان
سنسکرت میں بودھ دھرم کی کتابیں لکھی جانے لگیں۔
دوسری جانب ہندوؤں نے بھی مہاتما بودھ کو
وشنو کا ایک اوتار تسلیم کر لیا۔ اور ان کے
ویشنو سمپردایہ میں یگوں میں جانوروں کی قربانی
ترک کردی گئی۔ اب ہندو دھرم اور بودھ دھرم
ایک دوسرے کے بہت نزدیک ہو گئے ؀

۷۔ پورانک کتب میں توسیع۔ اس زمانے میں
پرانے ہندوؤں کے پورانوں۔ مہابھارت۔ رامائن
اور دھرم شاستروں کو کئی بار ترتیب دیا گیا۔
پرانے ویدک دیوتا۔ برہما۔ وشنو اور رودر اب
مہاتما بودھ اور زردشت کی طرح شخصی پیغمبر بن
گئے۔ رام اور کرشن وشنو کے اوتار کی حیثیت
سے پوجے جانے لگے۔ اسی طرح سے جیسے کہ
بودھوں میں بودھ کے اوتار بودھی ستو پوجے

جاتے تھے۔لیکن ہندوؤں کے شیو سمپردایہ میں
جانوروں کی قربانی جاری رہی۔اور یہ رسم وسط
ایشیا کے حملہ آوروں میں بھی موجود تھی۔ایسی
حالت میں ہندوؤں کے مختلف سمپردایوں کا تمام
قسم کے مذہبوں اور خیالوں سے مقابلہ ہو سکتا
تھا۔ہندوؤں کے مذہبی اصولوں کی تائید میں
ہندوؤں کی پرانی تواریخ میں سے کئی ایک قصے
اور کہانیوں کو لے کر پورانوں میں شامل کر دیا
گیا۔اس کے بعد یہ کہا جا سکتا تھا۔کہ ہندو
دھرم میں ہر خیال کے آدمیوں کے لئے نجات
کا طریقہ مل سکتا ہے۔نہایت اعلےٰ دماغی لوگوں
کے لئے اپنشدوں کا گیان مارگ موجود ہے۔
معمولی دنیاوی لوگوں کے لئے براہمن گرنتھوں۔
تنتر شاستروں اور شروت سوتروں میں درج کرم
مارگ یعنی یگوں کا رچانا اور مختلف سنسکاروں کا
ادا کرنا موجود ہے۔اور عابد اور بھگت لوگوں کے
لئے بھگتی مارگ یعنی شخصی خدا میں اعتقاد اور
مورتی پوجا موجود ہے

۸۔ہندوؤں میں غیر ملکی عنصروں کا جذب ہونا۔ جب ہندوستان میں باہر سے کئی ایک
قومیں آ آباد ہوئیں۔اور وہ لوگ اپنے ساتھ نئی تہذیب
اور نیا تمدّن اور پردیسی رسم و رواج لے آئے۔
تو اُس زمانے کے ہندو شاستر کاروں نے جو یہ

نہیں چاہتے تھے۔ کہ ہندو تہذیب اور تمدّن
غیروں کے حملوں کی رو میں بہ جائے۔ ہندوؤں
کی مجلسی پابندیوں کو اور کڑی کر دیا۔ انتر جاتی
بیاہ اور کھان پان پر زیادہ پابندیاں لگا دی گئیں۔
لیکن اس بات کی اجازت دی گئی۔ کہ اُن قوموں
کی جنھوں نے ہندو دھرم۔ ہندو تہذیب اور تمدّن
اختیار کر لیا تھا۔ علیحدہ ذاتیں بنا دی جائیں۔
اور پرانے آریوں۔ ذاتوں اور ورنوں کی شاخیں
بنا دی جاویں۔ اس طرح سے رفتہ رفتہ باہر سے
آئی ہوئی قومیں ہندو قوم میں جذب ہو گئیں ؛

سوالات

۱۔ شونگ خاندان کا اس ملک میں کتنا عرصہ راج رہا؟
پلوشیہ متر کی بابت تمہیں کیا معلوم ہے ؟ شونگ
خاندان کی سلطنت کہاں تک پھیلی ہوئی تھی ؟
۲۔ تمہیں ہندوستان کے کانو خاندان کے راجاؤں کی
نسبت کیا معلوم ہے ؟
۳۔ اندھروں نے اس ملک میں کتنی دیر راج کیا؟ ان کی
سلطنت کی کیا وسعت تھی ؟ اس خاندان کے مشہور
راجاؤں کے نام کیا تھے ؟
۴۔ کن حالات میں ہندوستان کی تہذیب اور تمدّن
اس ملک سے باہر کے ملکوں میں پھیلا۔ جن ملکوں
میں ہندوستانی تہذیب اور تمدّن پھیل گیا۔ اُن

کے نام لو۔ یہ کس زمانے میں وقوع میں آیا؟
۵۔ تم کو کلنگوں کی بابت کیا معلوم ہے؟
۶۔ گپت خاندان کا ہندوستان میں کتنی دیر راج رہا؟ اس خاندان کے مشہور راجاؤں کے نام بتلاؤ۔ اس خاندان کے زمانے میں ہندوستان کی کیا حالت تھی؟ اس خاندان کی تباہی کی وجوہات بیان کرو ؛
۷۔ تفصیل سے بیان کرو۔ کہ کس طرح بودھ دھرم مہایان سمپردایہ میں تبدیل ہوگیا؟ اور نیز بتلاؤ۔ کہ یہ پھر ہندو دھرم میں کس طرح جذب ہوگیا؟
۸۔ تفصیل سے بیان کرو۔ کہ موجودہ زمانے کی رزمیہ کتابیں رامائن اور مہابھارت اور پورانوں کی اتنی بڑی ضخامت کس طرح ہوگئی؟ پرانا ویدک دھرم موجودہ ہندو دھرم میں کس طرح سے تبدیل ہوگیا؟
۹۔ نئی مجلسی بناوٹ کی ترتیب کس طرح سے ہوئی؟ اور ملک سے باہر کی آئی ہوئی قوموں کا اس پر کیا اثر ہوا؟
۱۰۔ رامائن اور مہابھارت کا مختصراً خلاصہ بیان کرو۔ یہ کس زمانے میں لکھی گئیں؟ یہ کہاں تک تواریخ اور کہاں تک محض روایات ہیں؟ جس زمانے میں یہ کتابیں لکھی گئیں۔ اُس زمانے پر یہ کتابیں کیا روشنی ڈالتی ہیں؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۷- ۱۹۲۴ - ۱۹۳۰) ؛

۱۱- سمدر گپت کی زندگی اور اُس کے عہد کے حالات لکھو- اور بذریعہ نقشہ یہ بتلاؤ- کہ اُس کی سلطنت کی کیا وسعت تھی؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۳)

۱۲- فاہیان کی زندگی پر ایک مختصر نوٹ لکھو- اور بتلاؤ- کہ اُس کے زمانۂ قیام میں اس ملک کی حالت کیا بیان کی جاتی ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۳)*

۱۳- کالیداس پر ایک مختصر نوٹ لکھو- (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۷)*

۱۴- چندر گپت ثانی یعنی بکرماجیت کی زندگی اور فتوحات مختصراً بیان کرو- (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۶- ۱۹۲۸)*

۱۵- ہندوستان کے گپت خاندان کے راجاؤں کا مختصر سا بیان لکھو- (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۹- ۱۹۳۱)*

۱۶- منو کے دھرم شاستر پر ایک مختصر لیکن جامع نوٹ لکھو- (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۹)*

باب سوئم

راجپوت ریاستوں کا زمانہ

سنہ ۶۵۰ع سے لے کر سنہ ۱۲۰۰ع تک

فصل یازدہم

شمال مغربی ہندوستان یعنی کشمیر - پنجاب - کابل - قندھار - ملتان - سندھ مغربی راجپوتانہ اور گجرات کاٹھیاوار

چھٹی صدی عیسوی میں ہندوستان کی سیاسی حالت ۔

معلوم ہوتا ہے - کہ ہونوں کے حملوں سے ملک میں اس قدر تباہی اور بربادی ہوئی تھی - کہ لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے

کافی عرصہ درکار تھا - ٹیکسلا - متھرا اور اوجین جیسے
پُرانے شہر تباہ ہو چکے تھے - ٹیکسلا نالندا اور اوجین جیسی
پُرانی یونیورسٹیوں میں اب کوئی طالب علم نہ تھے -
اور پُرانی سلطنتیں اب صفحۂ ہستی سے مِٹا چکی تھیں -
اب ہندوستان کی تواریخ پر تاریکی کا ایک گہرا
پردہ پڑ جاتا ہے - تقریباً ایک صدی تک لوگ
اسی تاریکی میں رہے - جب پھر پردہ اُٹھتا ہے - تو
ہم کو ملک میں کئی ایک راجپوت ریاستیں قائم ہوئی
ملتی ہیں - ہم یہ بھی دیکھتے ہیں - کہ گپتا زمانے میں
نیا ترتیب دیا ہوا ہندو دھرم اب تمام ہندوستان
میں پھیلا ہوا ہے - اور بودھ دھرم پراگندہ حالت
میں اب ملک سے کافور ہو رہا ہے ⁂

راجپوتوں کی اصلیت ایک صدی سے جب کہ کرنیل ٹاڈ نے راجپوتوں پر
ایک کتاب لکھی - راجپوتوں کی اصلیت پر بہت کچھ
بحث مباحثہ ہو چکا ہے - ٹاڈ لکھتا ہے - کہ راجپوت
اصل میں ساکا حملہ آوروں میں سے ہیں - لیکن اس
کے برعکس تمام ہندوستانی روایات اس بات پر متفق
ہیں - کہ راجپوتانے کے مشہور شاہی خاندان مثلاً اودے پور
کے سسودئیے - جے پور اور الور کے کشواہے - جیسلمیر
کے بھٹی ویدک زمانے کے سورج اور چندر بنسی راجاؤں
کی اولاد ہیں - موجود راجپوتوں کی ۳۶ کلیں ہیں - ان
میں سے کاٹھی - یودھیہ - تکشک یعنی ٹکا تو سکندر

کے زمانے میں موجود تھے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ اس ملک میں باختری۔ یونانیوں۔ پارتھیوں۔ کوشانوں اور ہونوں کے حملوں سے پہلے موجود تھے۔ اس کے برخلاف راجپوتوں کے کچھ فرقے مثلاً ہون اور اگنی کل راجپوت پرمار۔ چالوکیہ۔ چوہان اور پرتی ہار غالباً باہر کے آئے ہوئے ہونوں۔ شاکوں اور پارتھیوں کی اولاد ہیں۔ جب ان باہر سے آئی ہوئی قوموں نے ہندو تہذیب اور تمدّن اختیار کر لیا۔ تو وہ ہندوؤں میں کشتری ورن میں شمار ہونے لگیں۔ اگر راجپوتوں کی ان ۳۶ کُلوں کی تواریخ کا مطالعہ کیا جاوے۔ تو ہم کو فوراً محسوس ہوگا۔ کہ موجودہ راجپوتوں کے آدھے سے زیادہ فرقے تو پُرانے ویدک کشتریوں کی اولاد ہیں۔ باقی کے آدھے فرقوں میں سے کم باہر کے آئے ہوئے لوگوں کی اولاد ہیں۔

عرب اور اس کے باشندے

راجپوتی زمانے میں ہی اسلام کا مذہب پیدا ہوُا۔ لہٰذا یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مذہب اسلام کے بانی اور اُس کے وطن ملک عرب کے باشندوں کے کچھ حالات درج کیے جائیں۔ جنوبی ایشیا میں عرب ایک ملک ہے۔ جس کا زیادہ حصّہ ریگستان ہے۔ پانی کی کمی اور زمین پتھریلی ہونے کی وجہ سے اس ملک میں پیداوار کم ہوتی ہے۔ ملک کی تمام آبادی کنبوں اور قبیلوں میں بٹی رہتی ہے۔ ہر ایک قبیلے

کا ایک سردار ہوتا ہے۔ جو اس قبیلے کی بُرائی بھلائی کا ذمّہ وار ہوتا ہے۔ یہ سردار عموماً ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں۔ چھٹی صدی عیسوی میں یہ لوگ بُت پرست تھے۔ اور سورج۔ چاند۔ ستاروں وغیرہ کی پرستش کرتے تھے۔ ان میں دُختر کُشی کا رواج بھی عام طور پر پھیلا ہوًا تھا۔ گو ملک میں عیسائی مذہب کا پرچار اچھّا تھا۔ لیکن باوجود اس کے اہل عرب کے اخلاق اور مذہبی عقاید میں کوئی نمایاں اصلاح واقع نہ ہوئی تھی۔ آخر ان لوگوں کے اندر ایک پیغمبر پیدا ہوًا۔ جس نے ان کی حالت کو بالکل بدل دیا۔ اور ان میں ایک اور مذہب رائج کیا۔ جس کو آج کل مذہب اسلام کہتے ہیں *

حضرت محمدؐ صاحب

مذہب اسلام کے آخری پیغمبر حضرت محمد صاحب ۵۷۰ء میں قبیلۂ قریش کے ایک معزّز سردار عبد اللّٰہ کے گھر مکّہ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والدین کا انتقال آپ کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔ ابھی دس برس کے نہ ہوئے تھے۔ کہ آپ کے دادا کا بھی انتقال ہوگیا۔ اور آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کی پرورش کا بار اپنے ذمّے لیا۔ پچّیس برس کی عمر تک آپ اپنے چچا کے پاس رہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت خدیجہ ایک معزّز قریشی بیوہ کی ملازمت کر لی۔ اور اپنے فرائض کو اس عمدگی سے سرانجام

دیا۔ کہ حضرت خدیجہ نے خوش ہوکر آپ سے شادی کر لی۔ خدیجہ کی وفات کے بعد حضرت محمدؐ صاحب نے اپنے ملک کے رواج کے مطابق کئی شادیاں کیں ×

اس زمانے میں عرب میں بُت پرستی نہایت زوروں پر تھی۔ خاص مکہ میں ۳۶۰ دیوتاؤں کی مورتیاں پوجی جاتی تھیں۔ لیکن حضرت محمدؐ صاحب بچپن ہی سے بُت پرستی سے متنفر تھے۔ اور اُس زمانے کے عربوں کے رسم و رواج کو بُرا سمجھتے تھے۔ آپ ہمیشہ اس فکر میں رہتے تھے۔ کہ ان لوگوں کے اعمال کو کیونکر درست کیا جاوے۔ آپ اس خدائے واحد لاشریک کی عبادت کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اور کئی کئی روز تک آبادی سے دُور کبھی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر اور کبھی پہاڑی غاروں کے اندر سوچ بچار اور عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ آخر چالیس برس کی عمر میں آپ نے پیغمبری کا اعلان کیا۔ اور لوگوں کو یہ تعلیم دینی شروع کی۔ کہ بُت پرستی چھوڑ دو۔ صرف ایک خدا کو مانو اور اُسی کی عبادت کرو۔ اور نیک کام کرو ×

شہر مکہ کے بُت پرست ان کی اس تعلیم سے سخت ناخوش تھے۔ انہوں نے حضرت محمدؐ صاحب کی سخت مخالفت کی۔ یہ مخالفت اس قدر بڑھ گئی۔ کہ آخر بارہ سال کی جدو جہد کے بعد حضرت محمدؐ صاحب

مکّہ چھوڑ کر عرب کے دوسرے مشہور شہر مدینہ میں چلے گئے۔ اور اسی وقت سے یعنی سنہ ۶۲۲ء سے سنہ ہجری شروع ہوا۔ مدینہ میں حضرت محمد صاحب کی بڑی عزّت ہوئی۔ اور وہاں پر آپ کے پیرووٴں کی تعداد روز بروز بڑھنے لگی۔ مکّہ کے بُت پرستوں نے اپنی مخالفت نہ چھوڑی۔ اور انہوں نے مدینہ پر حملہ کر دیا۔ لیکن ناکامیاب رہے۔ مگر کئی سال تک مکّہ اور مدینہ میں جنگ ہوتا رہا۔ آخر سنہ ۶۳۰ء میں حضرت محمدؐ صاحب نے مکّہ فتح کر لیا۔ قبیلہ قریش نے آپ کی اطاعت اور مذہب اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد تمام عرب میں آپ کا مذہب پھیلنے لگا۔ چنانچہ سنہ ۶۳۲ء میں آپ کی وفات کے بعد تمام ملک میں دین اسلام پھیل چکا تھا ٭

حضرت محمدؐ صاحب کی تعلیم

حضرت محمدؐ صاحب کی یہ تعلیم تھی۔ کہ خدا واحد لا شریک یعنی ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اس ایک خدا کی عبادت کرنا ہر ایک انسان کا فرض ہے۔ انہوں نے اپنے پیرووٴں سے یہ بھی کہا۔ کہ تم کو چاہیئے کہ دوسرے ملکوں میں بھی توحید کی اشاعت کرو۔ کیونکہ اشاعتِ اسلام دُنیا کی سچّی خدمت ہے ٭

حضرت محمد صاحب کی وفات کے بعد جو اشخاص اُن کے قائم مقام بنے۔ وہ خلیفہ کہلائے۔ ان

خلفاء کے زمانے میں اہل اسلام کو بڑی بڑی فتوحات نصیب ہوئیں۔ انھوں نے یورپ میں ہسپانیہ، شمالی افریقہ اور ایشیا میں فارس۔ سیستان۔ مکران۔ خراسان۔ بلخ۔ بخارا اور سمرقند کی وسطی ایشیائی سب ریاستیں فتح کر لیں۔ یہ عرب فاتح جہاں پہنچتے۔ وہیں اسلام کی اشاعت کرتے رہتے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اسلام اتنی جلدی ایشیا کے مختلف ممالک میں ترقی کر گیا *

تمام مذہب اسلام کی تعلیم ایک مذہبی کتاب میں درج ہے۔ جس کو قرآن شریف کہتے ہیں۔ اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ کہ قرآن شریف کی تمام آیتیں حضرت محمد صاحب کو خدا کی طرف سے وحی کی شکل میں نازل ہوئی تھیں *

پارسی لوگ فارس اور خراسان کے علاقوں میں کچھ لوگ اُس زمانے میں ایسے بھی تھے۔ جو آگ کی پرستش کرتے تھے۔ اور جنھوں نے مذہب اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ لوگ اپنا ملک چھوڑ کر ہندوستان میں آکر گجرات کاٹھیاوار کے علاقے میں تقریباً ۶۸۰ء میں پناہ گزین ہوئے۔ اس ملک میں آکر انھوں نے پیشہ تجارت اختیار کر لیا۔ یہ لوگ اب پارسی کہلاتے ہیں۔ اور فن تجارت میں بہت ماہر ہیں *

ہندوستان کی شمالی مغربی سرحدوں کی سیاسی حالت اہل عرب تحریک اسلام سے متحرک

ہو کر ملک گیری میں مصروف ہوئے - انہوں نے عراق ۶۳۴ء میں اور فلسطین ۶۳۶ء میں فتح کر لیا - شام اور مصر انہوں نے ۶۴۰ء میں فتح کیا - اور ایران ۶۴۲ء میں - حضرت محمد کی وفات کے بعد دس برس کے اندر اندر عرب لوگ ہندوستان کی شمال مغربی سرحدوں پر آ موجود ہوئے - ہونوں کی تباہی کے بعد راجپوت ریاستیں ابھی اچھی طرح مستحکم نہ ہونے پائی تھیں کہ یہ نیا خطرہ سرحد پر آ موجود ہوا - اس لئے ۶۵۰ء سے لے کر ۱۲۰۰ء تک جبکہ ہندوستان میں ترکوں نے اسلامی سلطنت قائم کر لی - یہ تمام زمانہ راجپوتوں اور باہر کے حملہ آوروں کے درمیان جنگ میں صرف ہوا ۔

شمال مغربی ہندوستان میں راجپوت ریاستیں

ہندوستان کے شمال مغربی حصے میں جو ارولی پہاڑ کے مغرب میں ہے - آج کل کے پنجاب - کشمیر - شمال مغربی سرحدی صوبہ - بلوچستان - سندھ - مغربی راجپوتانہ اور گجرات کاٹھیاوار کے علاقے ہیں - راجپوتوں کے زمانے میں ان علاقوں میں پانچ سلطنتیں موجود تھیں - یعنی کشمیر - پنجاب - سندھ - بھلمال اور ولبھی - اب ہم ان تمام ریاستوں میں سے ہر ایک کا مختصر حال بیان کرینگے ۔

کشمیر جب ہون سلطنت کا خاتمہ ہوا - تو ستر پچھتر سال تک ہندوستان کی تاریخ پر پھر ایک تاریکی

کا پردہ پڑا رہا۔ ساتویں صدی کے آغاز میں ملک میں کئی ایک ریاستوں کی بنیاد پڑی۔ سنہ ۶۲۹ء میں کشمیر میں کرکوٹک خاندان کے ایک شخص دُرلبھ وردھن نے ایک سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اس خاندان کی سلطنت سنہ ۸۵۵ء تک قائم رہی۔ اس خاندان کا راج کافی دُور تک پھیلا ہُوا تھا۔ تمام موجودہ کشمیر۔ اور شمالی پنجاب میں راولپنڈی۔ اٹک اور جہلم کے اضلاع۔ ہزارہ۔ پونچھ۔ راجوڑی۔ جمّوں اور کانگڑے کا علاقہ یہ تمام اس کشمیر کی ریاست میں شامل تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ لدّاخ اور گلگت کا کچھ علاقہ ان راجاؤں کے ماتحت تھا۔ آخر جب سنہ ۸۵۵ء میں اس خاندان کو زوال آیا۔ تو اوتپال خاندان کے ایک شخص اونتی ورمن نے کشمیر کے تخت پر قبضہ کرلیا۔ اس خاندان کے راجا سنہ ۹۳۹ء تک راج کرتے رہے۔ اور ان کے عہد میں بھی اس سلطنت کی وہی وسعت تھی۔ جو کرکوٹک خاندان کے وقت تھی۔ لیکن اوتپال کے خاندان کے خاتمے پر سلطنتِ کشمیر کو زوال آ گیا۔ اور کچھ عرصے کی خانہ جنگی کے بعد ایک وزیر پورو گپت سنہ ۹۴۹ء میں اس پر قابض ہو بیٹھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اوتپال خاندان کے خاتمے پر سلطنتِ کشمیر کا بہت سا علاقہ اس ریاست سے نکل کر دوسری سلطنتوں میں شامل ہوگیا تھا۔ اور اس کے بعد کشمیر کے راجاؤں کے پاس غالباً موجودہ

کشمیر کی وادی کے سوا اور کچھ نہیں رہا تھا۔ ہزارہ اور شمالی پنجاب تو کابل کے ساہی خاندان کے راجہ بھیم پال نے فتح کر لئے۔ اور راجوڑی۔ پونچھ۔ جموں اور کانگڑہ وغیرہ کے علاقے خودمختار ہو گئے۔ پورو گپت کا خاندان ۱۰۰۳ء تک کشمیر پر قابض رہا۔ اور اس خاندان میں سب سے زبردست اور مشہور حکمران رانی ڈیڈا تھی۔ جو راجہ کشیم گپت کی بیوی اور کابل کے ساہی راجہ بھیم پال کی نواسی تھی۔ رانی ڈیڈا نے مرتے وقت کشمیر کا راج اپنے بھتیجے سنگرام راج کو جو پونچھ کے علاقے کا راجہ تھا۔ دے دیا۔ سنگرام راج کا خاندان کشمیر میں ۱۰۰۳ء سے ۱۱۰۱ء تک حکمران رہا۔ اسی سنگرام راج کے عہد میں سلطان محمود نے پنجاب پر حملہ کرکے ساہی خاندان کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اور ۱۰۲۲ء میں پنجاب کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ محمود نے ۱۰۱۵ء میں کشمیر پر بھی حملہ کیا تھا۔ لیکن اس ملک کو فتح کرنے میں اس کو کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی۔ سنگرام راج کے خاندان کے خاتمے کے بعد اسی خاندان کی دوسری شاخ کا ایک شخص اوچھل نامی تخت پر بیٹھا۔ جس کے خاندان کا کشمیر پر ۱۱۷۱ء تک تسلّط رہا۔

پنجاب جب ۵۲۸ء میں ہون راجہ مہرگل شکست کھا کر کشمیر میں پناہ گزین ہوا۔ اور ہون سلطنت

تباہ ہوئی۔ تو اس کے بعد ستّر پچھتّر سال تک ہندوستان
کی سیاسی حالت کا پھر کچھ پتہ نہیں ملتا۔ ساتویں
صدی کے آغاز میں شمال مغرب میں ہرات۔ سیستان۔
قندھار وغیرہ کے علاقے غالباً ایران کے ماتحت
تھے۔ لیکن کابل موجودہ جلال آباد۔ غزنی۔ کافرستان۔
چترال۔ سوات۔ پشاور۔ کوہاٹ۔ بنّوں اور وزیرستان
میں ایک کشتری راجہ نے سلطنت قائم کر لی تھی۔
راولپنڈی۔ ہزارہ اور کشمیر کے علاقے میں کرکوٹک
خاندان کے کشمیری راجہ حکومت کرتے تھے۔ وسط
پنجاب میں ٹاکی یا ٹھاکری لوگوں کی ریاست تھی۔ اور
غالباً سیالکوٹ ان لوگوں کی راجدھانی تھی۔ ملتان
اور سندھ میں بچ خاندان کی ایک ریاست تھی۔
اور جالندھر اور کانگڑے کے علاقے میں ایک اور
ریاست موجود تھی۔ اس زمانے میں اس علاقے میں
بودھوں کا زور ابھی کم نہ ہؤا تھا۔ لیکن قنوّج
کے راجہ ہرش وردھن کے زمانے میں اور اس کے
بعد شمال مغربی علاقے میں پُرانے ہندو دھرم
کا پھر زور شروع ہؤا۔ سندھ اور ملتان میں بودھ
بچ خاندان کی بودھ دھرمی حکومت کی جگہ ایک براہمنی
دھرم کے راجہ کی ریاست قائم ہوئی۔ اور نویں
صدی کے وسط میں کابل اور پشاور میں بھی بودھ
ساہی خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہؤا۔ اور براہمنی
دھرم کے راجہ للیہ نے ایک زبردست سلطنت کی

بنیاد ڈالی - لیکن چونکہ انہی دنوں مغرب سے عربوں کے
حملے شروع ہو گئے تھے - اور ہرات - قندھار اور غور
کے علاقے انہوں نے فتح کر لئے تھے - اس لئے
کابل کے ہندو راجہ للیہ نے اپنی راجدھانی دریائے سندھ
کے کنارے موجودہ حضرو کے پرلے پار بمقام اوہند
قائم کر لی +

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں - کہ ۹۳۹ء میں کشمیر
میں اوتپال خاندان کی ریاست کو زوال آیا - تو ساہی
راجہ للیہ کے پوتے بھیم پال نے شمالی پنجاب فتح
کر کے اپنی سلطنت میں ملا لیا تھا - اور غالباً اسی
راجہ کے عہد میں وسط پنجاب اور جالندھر کا علاقہ بھی
ساہی سلطنت میں شامل ہؤا تھا - اور معلوم ہوتا
ہے - کہ اسی راجہ کے عہد میں ملتان جو قریشیوں
کے قبضے میں تھا - فتح ہوکر پنجاب میں شامل ہؤا
تھا - عربوں نے ۷۱۲ء میں سندھ اور ملتان فتح
کر لئے تھے - لیکن ۷۵۰ء میں جب دمشق کی امیہ
خلافت ختم ہونے پر بغداد میں عباسیہ خلافت قائم
ہوئی - تو ملتان اور سندھ میں مقامی عربی حاکم
خود مختار ہو گئے - ملتان تو دسویں صدی میں
بھیم پال نے فتح کر لیا - لیکن سندھ میں مسلمانوں
کی سلطنت قائم رہی - ہندو ساہی خاندان کی سلطنت نے
بھیم پال کے عہد میں بہت ترقی کی - دریائے ستلج کے
شمال میں تمام موجودہ پنجاب - سرحدی صوبہ - جلال آباد -

کابل اور غزنی کا علاقہ اس کی سلطنت میں شامل تھا۔ لیکن اسی راجہ کے عہد میں بخارا اور سمرقند کے ترکی حاکموں نے ہندوکش کے پہاڑ اور غور کا علاقہ عبور کرکے اس کے علاقے پر حملے کرنے شروع کر دیئے تھے۔ شاید ۹۳۴ء سنہ میں الپتگین نے غزنی پر پہلی مرتبہ قبضہ کیا تھا۔ اس کے بعد تقریباً نصف صدی تک ترک اس جستجو میں رہے۔ کہ کابل اور غزنی پر قبضہ کر لیں۔ لیکن اس جد و جہد میں کبھی بھیم پال کو شکست ہوتی تھی۔ اور کبھی ترک ناکامیاب ہوتے تھے۔ جب بھیم پال نے غالباً ۹۶۲ء سنہ میں وفات پائی۔ تو غزنی ہمیشہ کے لئے ہندوؤں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور الپتگین نے غزنی میں ایک ترکی ریاست کی بنیاد ڈالی +

بھیم پال کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا جے پال پنجاب کے تخت پر بیٹھا۔ جس نے اپنی راجدھانی لاہور میں مقرر کی۔ یہ راجہ بھی غزنی کو واپس لینے کے لئے ہر وقت جد و جہد کرتا رہا۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اور ۹۷۷ء سنہ میں سبکتگین مستقل طور پر غزنی کا بادشاہ بن گیا۔ اس نے غزنی کو سنبھالتے ہی قندھار۔ غور اور ہرات کا علاقہ بخارا کے سامانی بادشاہ سے فتح کر لیا۔ ان فتوحات کے بعد کابل تینوں طرف سے سبکتگین کی سلطنت سے گھر گیا۔ اور یہ ڈر ہوا۔ کہ کہیں کابل بھی ہندوؤں

کے ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔ اس لئے جے پال
نے ارادہ کر لیا۔ کہ غزنی سے سبکتگین کو نکال
دیا جاوے۔ لیکن سالوں کی جد و جہد کے بعد
سنہ ۹۸۸ء میں جے پال کو شکست ہوئی۔ اور اس
نے چار اضلاع سبکتگین کی نذر کئے۔ اور ایک سو
ہاتھی دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن لاہور پہنچ کر اس
نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ اور سبکتگین کے ایلچیوں
سے بدسلوکی سے پیش آیا۔ اس پر سبکتگین نے
پھر اس کے علاقے پر حملہ کر دیا۔ جے پال کو
پھر شکست ہوئی۔ اور اس مرتبہ اس کو کابل سے
بھی ہاتھ دھونے پڑے۔ کابل کے فتح ہو جانے کے
بعد جے پال اور سبکتگین کے درمیان صلح ہو گئی۔
یہ صلح سبکتگین کی وفات تک قائم رہی۔ اس عرصے
میں سبکتگین خراسان اور بخارا میں لڑتا رہا +

جب سنہ ۹۹۷ء میں سبکتگین کی بخارا میں وفات
ہوئی۔ تو اس کا بڑا بیٹا اسمعیل تخت پر بیٹھا۔ لیکن
تھوڑے ہی عرصے کے بعد اس کو اس کے سوتیلے
بھائی محمود نے تخت سے اُتار دیا۔ اور سنہ ۹۹۸ء
میں خود غزنی کے تخت پر قابض ہو گیا۔ خراسان۔
سیستان اور غزنی و قندھار میں اپنا پورا تسلّط
جما کر اُس نے جے پال کی طرف توجّہ کی۔ اور
سنہ ۱۰۰۱ء میں جے پال کے علاقے پر حملہ کر دیا۔
اور اس سے کچھ اور علاقے چھین لئے۔ سنہ ۱۰۰۲ء

میں وہ پھر غزنی سے چل نکلا۔ اور پشاور کے
قریب اس کا جے پال سے مقابلہ ہؤا۔ جے پال
کو شکست فاش ہوئی۔ اوہنڈ کا محاصرہ کیا گیا۔ اور
جے پال گرفتار ہؤا۔ لیکن اس سے تاوان لے کر
رہا کیا گیا۔ جے پال نے اس گرفتاری کو بڑی
بھاری ذلت سمجھا۔ اور لاہور میں واپس آ کر چتا
میں جل کر بھسم ہو گیا +

جب ۱۰۰۲ء میں جے پال مر گیا۔ تو اُس کا
بیٹا آنند پال تخت پر بیٹھا۔ لیکن پٹھان جو بھیم پال
اور جے پال کے زمانے میں ترکوں کا مقابلہ کرتے
رہے تھے۔ ترکوں سے مغلوب ہو چکے تھے۔ اور ترکی
سلطنت ہندوکش پہاڑ کے اس پار قائم ہو چکی تھی۔
اس لئے اب پنجاب اور ہندوستان پر کامیابی سے
حملہ کرنا آسان ہو گیا تھا۔ محمود نے ۱۰۰۴ء میں
پنجاب پر حملہ کیا۔ اور بھیرے کا محاصرہ کر لیا۔
یہاں کے حاکم وجے رائے نے نہایت ڈٹ کر اس
کا مقابلہ کیا۔ آخر وہ لڑائی میں کام آیا۔ اور محمود
کو فتح نصیب ہوئی۔ ۱۰۰۶ء میں محمود نے ملتان
پر چڑھائی کی۔ جہاں آنند پال نے اس کا خوب
مقابلہ کیا۔ گو محمود نے حاکم ملتان کو شکست دی۔
لیکن اس کو فوراً واپس جانا پڑا۔ کیونکہ اس کو
خبر موصول ہوئی تھی۔ کہ مغرب سے خراسان پر حملہ
ہو گیا ہے۔ محمود کی پیٹھ موڑنی ہی تھی۔ کہ ملتان

پھر آنند پال کے قبضے آ گیا۔ ۱۰۰۶ء میں محمود نے
پھر چڑھائی کی۔ اور اس دفعہ ملتان کو فتح کر لیا۔
بھیرہ اور ملتان کے فتح ہو جانے کے بعد باقی کا
پنجاب فتح کرنا آسان ہو گیا۔ لیکن محمود بھی محسوس کرتا
تھا۔ کہ جب تک آنند پال کی طاقت کمزور نہ ہوگی۔
پنجاب فتح نہ ہو سکے گا۔ دونوں فریق زبردست تیاریوں
میں مشغول ہوئے۔ آنند پال نے تمام ہندوستان بھر
کے راجاؤں سے مدد طلب کی۔ چنانچہ اُجین۔ گوالیار
کالنجر۔ دہلی۔ اجمیر۔ قنوج اور بندھیل کھنڈ کے راجاؤں
نے آنند پال کی مدد کے لئے فوجیں بھیجیں۔ اور
ایک بھاری فوج اکٹھی کر کے آنند پال دریائے سندھ
کی طرف روانہ ہؤا۔ محمود بھی فوج لے کر مقابلے
کے لئے بڑھا۔ دونوں فریقین کا ۱۰۰۹ء میں پشاور
کے قریب مقابلہ ہؤا۔ چالیس روز تک لڑائی ہوتی
رہی۔ گکھڑوں نے جان توڑ کر محمود کی فوج کا مقابلہ
کیا۔ محمود کو تقریباً شکست ہو چکی تھی۔ کہ گولوں کی
آواز سے آنند پال کا ہاتھی گھبرا کر پیچھے کی طرف
مُڑا۔ یہ دیکھ آنند پال کی فوج نے سمجھا۔ کہ راجہ
شکست کھا کر بھاگ رہا ہے۔ تمام فوج بھاگ اُٹھی۔
اور محمود کو فتح نصیب ہوئی۔ اس لڑائی نے باقی
سب راجاؤں کے حوصلے پست کر دئے۔ محمود
بے کھٹکے اب کانگڑے تک بڑھا چلا گیا۔ اور کسی
نے اُس کا مقابلہ نہ کیا۔ کانگڑے سے محمود کو بے حد

دولت اور جواہرات ملے۔ اور وہ یہ لُوٹ کا مال لے کر غزنی کو واپس ہؤا۔

آنند پال ۱۰۱۳ء میں فوت ہؤا۔ اور اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ترلوچن پال پنجاب کے تخت پر بیٹھا۔ لیکن اس وقت سلطنت کی وسعت بہت کم ہو چکی تھی۔ شمالی مغربی پنجاب اور ملتان تو پہلے ہی آنند پال کے عہد میں کھوئے جا چکے تھے۔ اس لئے ترلوچن پال کے پاس صرف وسط پنجاب اور جالندھر کے علاقے باقی رہے۔ اس کے تخت پر بیٹھنے کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد ۱۰۱۴ء میں محمود پھر حملہ آور ہؤا۔ اس مرتبہ کشمیر کے راجہ سنگرام راج نے ترلوچن پال کی مدد کی۔ لیکن محمود کو پھر فتح حاصل ہوئی۔ اور ترلوچن پال نے محمود کی اطاعت قبول کی۔ ۱۰۱۵ء محمود نے کشمیر پر چڑھائی کی۔ لیکن سردی کی شدّت اور پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے اس کو کامیابی نہ ہوئی۔ ترلوچن پال ۱۰۲۲ء میں فوت ہؤا۔ اس پر محمود نے تمام پنجاب کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اور ترلوچن پال کے بیٹے بھیم پال ثانی نے راجہ کشمیر کے ہاں پناہ لی۔ لیکن ۱۰۲۶ء میں بھیم پال ثانی نے بھی وفات پائی۔ ہندوؤں کے ساہی خاندان کی سلطنت اس طرح سے ختم ہوئی۔ اور ترکوں کی حکومت دریائے ستلج تک پھیل گئی۔ ساہی قوم کے لوگ اب بھی پنجاب میں

کھتریوں اور جاٹوں اور صوبجاتِ متحدہ میں راجپوتوں اور کھتریوں کا ایک فرقہ ہے +

غزنوی سلطنت

محمود کے خاندان کی سلطنت غزنی میں ۱۱۵۲ء تک اور پنجاب میں ۱۱۸۶ء تک قائم رہی۔ ۱۰۲۲ء میں پنجاب کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے بعد محمود نے ۱۰۲۴ء میں گجرات کاٹھیاوار میں سومناتھ کے مشہور مندر کو لوٹا۔ ۱۰۲۷ء میں اس نے ملتان کے قریب جاٹوں کو شکست دی۔ اور آخر ۱۰۳۰ء میں اس نے غزنی میں وفات پائی +

مورخین کی محمود کے بارے میں مختلف رائیں ہیں۔ بعض کے خیال میں وہ ہندوستان میں دین اسلام کی اشاعت کرنا چاہتا تھا۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اس کے حملوں کی اصلی غرض لوٹ مار اور ملک گیری کی ہوس بھی تھی۔ لیکن اس میں بھی کچھ کلام نہیں۔ کہ وہ بڑا بہادر اور جنگجو سپاہی۔ اور علم دوست شخص تھا۔ غزنی میں اس نے کئی شاندار مساجد اور محلات تعمیر کرائے۔ فارسی کا مشہور شاعر فردوسی جس نے شاہنامہ فارسی نظم میں لکھا تھا۔ اسی کے دربار میں وظیفہ خوار تھا +

محمود کے جانشین ایسے لائق نہ ہوئے۔ جیسا کہ وہ خود تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ محمد اور مسعود۔ یہ دونوں بھائی آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ آخرکار ملک

باہمی فساد سے کمزور ہو گیا۔ اور سلجوق قوم کے ترکوں نے غزنوی سلطنت پر چڑھائی کر دی۔ مسعود پنجاب کی طرف بھاگ آیا۔ اس وقوعہ کے بعد خاندان غزنی کی تاریخ فتنہ و فساد سے پُر ہے۔ خراسان اور سیستان کے علاقے اس سلطنت سے نکل گئے۔ اور غور پر بھی ایک اور طاقت نے قبضہ کر لیا۔ آخر ۱۱۱۵ء میں بہرام شاہ غزنی کے تخت پر بیٹھا۔ اس کی لڑکی کی شادی حاکم غور سے ہوئی۔ لیکن باوجود اس رشتہ داری کے غزنی اور غور کے حکمران خاندانوں میں جنگ و جدل جاری رہا۔ بہرام شاہ نے غور کے حاکم پر نہایت سختی کا برتاؤ روا رکھا۔ آخر حاکم غور کے بھائی علاؤ الدین حسین نے ۱۱۵۲ء میں غزنی پر حملہ کر دیا۔ سات دن اور سات رات متواتر غزنی کو لوٹا۔ شہر میں قتل عام رہا۔ بہرام پنجاب کی طرف بھاگ آیا۔ ان واقعات کے بعد غزنی میں محمود کے خاندان کی حکومت جاتی رہی۔ اور اب ان کی سلطنت صرف پنجاب میں رہ گئی۔ ۱۱۷۶ء میں غور کے بادشاہ غیاث الدین کے بھائی محمد شہاب الدین نے پنجاب پر حملہ کیا۔ اس وقت ملک خسرو پنجاب کا بادشاہ تھا۔ آخر ۱۱۸۶ء میں ملک خسرو گرفتار ہوکر غور بھیجا گیا۔ اور پنجاب بھی غزنی کی طرح سلطنتِ غور میں شامل ہوا ❋

سندھ | ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ کہ ہون سلطنت

سے تباہ ہوجانے کے بعد ہندوستان میں کئی ایک
ریاستیں قائم ہوگئی تھیں۔ان ریاستوں میں سے ایک
ریاست سندھ کی بھی تھی۔ساتویں صدی کے آغاز
میں ملتان۔سندھ۔سیوی۔موجودہ علاقۂ قلات اور
لس بیلہ میں ایک بودھ ریاست قائم تھی۔لیکن
کچھ عرصے کے بعد بودھ خاندان کی بجائے ایک براہمنی
دھرم کا چچ خاندان سندھ اور ملتان پر قابض
ہوگیا۔آٹھویں صدی کے آغاز میں عرب لوگوں
نے ہندوستان کی طرف رُخ کیا۔عربوں نے ساتویں
صدی کے اخیر تک تمام ایران اور مکران کے
علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔سنہ ۷۱۲ء میں ایک جرنیل
مسمّٰی محمد بن قاسم کی کمان میں انہوں نے سندھ
پر حملہ کر دیا۔راجہ داہر نے جو ان دنوں ملتان
اور سندھ کے علاقوں پر حکمران تھا۔بڑی بھاری لڑائی
ہوئی۔راجہ کو شکست فاش ہوئی۔اور وہ خود میدانِ
جنگ میں کام آیا۔اس کی تمام رانیاں چتا میں جل
کر راکھ ہوگئیں۔اور اس کی فوج کا ایک ایک آدمی
کٹ کر مر گیا۔محمد قاسم نے راجہ کے ملک پر
قبضہ کر لیا۔لیکن خلیفہ دمشق اس سے ناراض ہوگیا۔
اور سنہ ۷۱۴ء میں اسے قتل کر دیا گیا۔لیکن سندھ
بہت مدّت تک خلیفہ کے ماتحت نہ رہا۔سنہ ۷۵۰ء
میں خلافت دمشق ختم ہونے پر سندھ اور ملتان
کے عربی حاکم خود مختار ہوگئے۔ملتان تو بعد ازاں

پنجاب کے ہندو ساہی بھیم پال نے فتح کر لیا۔ اور سندھ کو گیارھویں صدی عیسوی میں محمود نے فتح کیا۔ اس کے بعد اس صوبے میں غالباً سندھ اقوام کے راجپوت مسلمان بادشاہ حکمران ہوئے۔

مغربی راجپوتانے میں پرتی ہار

ہون سلطنت کے تباہ ہو جانے کے بعد ستلج یعنی گھارا اور ارولی پہاڑ کے درمیانی علاقوں میں راجپوتوں کی ایک پرتی ہار نام قوم نے اپنی ریاست قائم کی۔ جودھ پور۔ بیکانیر۔ جنوبی بہاول پور۔ مشرقی سندھ۔ جیسلمیر اور جے پور کے شمالی علاقے غالباً اس ریاست میں شامل تھے۔ یہ ریاست گورجروں یا پرتی ہاروں کی ریاست کے نام سے مشہور ہے۔ اس ریاست کی راجدھانی پہلے بھنمال میں دریائے لونی کے کنارے تھی۔ جو کھاڑی کچھ میں گرتا ہے۔ بعد ازاں دار السلطنت موجودہ جودھ پور کے نزدیک منڈاور میں تبدیل ہو گئی۔ سندھ اور ملتان کے بعد عربوں کے حملے اس ریاست پر ہوئے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ عربوں کو ان حملوں میں ناکامیابی ہوئی۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ارولی کے مشرق میں باقی کے ہندوستان کے لئے یہ ریاست ایک چوکیدار اور دربان کا کام دیتی رہی۔ ۸۱۶ء میں اس ریاست کے راجہ ناگ بھٹ نے یشوورمن والئے قنوج کو شکست دے کر اس کی سلطنت اپنی سلطنت میں ملا لی۔

سنہ ۸۱۶ء کے بعد پرتی ہار خاندان کے راجپوت ایک بڑی سلطنت کے مالک تھے۔ ان کا راج شمال میں دریائے ستلج سے لے کر جنوب میں بندھیاچل پہاڑ تک اور مشرق میں بنگال سے لے کر مغرب میں سندھ تک پھیلا ہوا تھا۔ محمود کے حملے کے بعد یہ سلطنت کمزور ہو گئی۔ سنہ ۱۰۹۰ء میں دریائے گنگا اور اس کے معاونوں کی وادیوں میں راسٹر کوٹوں کا راج ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے بعد پرتی ہاروں کی طاقت پھر جودھ پور اور بیکانیر کے ریگستانوں میں محدود ہو گئی۔ جب راسٹر کوٹوں یعنی راٹھوروں کو بھی سنہ ۱۱۹۴ء میں شہاب الدّین غوری نے قنوج سے نکال دیا۔ تو انہوں نے بھی ان ہی جودھ پور کے ریگستانوں میں پناہ لی۔ اور یہاں پر جودھ پور اور بیکانیر موجودہ ریاستوں کی بنیاد رکھی۔ تب سے گورجروں اور پرتی ہاروں کی تمام طاقت جاتی رہی ✦

گجرات کاٹھیاوار میں خاندان چالوکیہ

ہون حملوں کے زمانے میں چھٹی صدی عیسوی کے آغاز میں گپت سلطنت کا ایک صوبیدار بھٹارک خود مختار ہو گیا تھا۔ اس نے سنہ ۵۰۹ء میں اپنی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اور اس کی اولاد سنہ ۷۶۶ء تک یہاں پر راج کرتی رہی ✦ تب عربوں نے سندھ کی طرف سے حملہ کر کے ان کی سلطنت

کو تباہ کر دیا۔ اس خاندان کے کوئی بیس راجے تھے۔ اور ان کی راجدھانی موجودہ ریاست بھونگر میں بمقام وبھی تھی۔ اس بھٹارک کے خاندان کی تباہی کے بعد اس علاقے میں تین اور خاندانوں کا راج رہا۔ سور یعنی چوڑا خاندان کا راج سنہ ۷۶۶ء سے سنہ ۹۵۰ء تک رہا۔ اس کے بعد مولراج ایک چالوکیہ شہزادہ جو آخیری چوڑا راجہ بھوج راج کا داماد تھا۔ تخت پر بیٹھا۔ ان چالوکیوں کا اس علاقے میں سنہ ۹۵۰ء سے لے کر سنہ ۱۲۴۳ء تک راج رہا۔ چالوکیوں کے بعد گجرات کاٹھیاوار کے مالک بھگیلہ خاندان کے راجپوت ہوئے۔ سوروں یعنی چوڑوں۔ چالوکیوں اور بھگیلوں کی راجدھانی انہلواڑہ پٹن میں تھی۔ یہ شہر دریائے سرسوتی کے کنارے تھا۔ جو کھاڑی کچھ میں گرتا ہے۔ بھگیلوں کے اخیری راجہ کو سنہ ۱۲۹۷ء میں علاؤالدین خلجی نے شکست دی۔ اس کے بعد گجرات کاٹھیاوار دہلی کی پٹھان سلطنت میں شامل ہوگیا۔

شمال مغربی ہندوستان میں راجپوتی حکمران خاندان

مندرجۂ بالا بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ چھٹی صدی عیسوی میں ارولی کے مغرب میں شمال مغربی ہندوستان میں کئی ایک راجپوت ریاستیں قائم ہوئی تھیں۔ ان ریاستوں کے راجا پہلے بودھ دھرم کے پیرو تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ ساتویں صدی عیسوی کے آغاز میں ان

علاقوں میں بھی براہمنی دھرم کے حق میں تحریک شروع ہوئی۔ بودھ خاندانوں کی بجائے اب براہمنی دھرم کے خاندان ان علاقوں میں حکمران ہو گئے۔ لیکن اس تحریک کے شروع ہوتے ہی شمال مغرب سے عربی حملے شروع ہو گئے۔ سندھ کی ریاست کا سب سے پہلے خاتمہ ہوا۔ اس کے نصف صدی بعد گجرات کاٹھیاوار میں ولبھی کی ریاست تباہ ہوئی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مغربی راجپوتانے میں گورجر پرتی ہار خاندان نے۔ اور پنجاب اور کابل میں ساہی خاندان کے راجپوتوں نے عربوں کا ڈٹ کے مقابلہ کیا۔ گو سنہ ۷۶۶ء میں ولبھی کی ریاست تباہ ہو گئی۔ لیکن عربی اس ریاست پر قبضہ نہ کر سکے۔ یہ ریاست ایک اور راجپوت خاندان سور یعنی چوڑوں کے قبضے میں آگئی۔ گورجر پرتی ہار خاندان جو تھوڑے عرصے کے بعد قنوج کی وسیع اور دولتمند سلطنت پر قابض ہو گیا تھا۔ عربوں سے اپنے تئیں بچانے کے لئے کافی طاقت رکھتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عربی لوگ سندھ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ کابل کے برخلاف بھی عربوں کا حملہ ناکام رہا۔ لیکن جب وسط ایشیا کے ترک دائرۂ اسلام میں آگئے۔ اور جب کابل اور غزنی کے بودھ دھرمی پٹھانوں نے مذہب اسلام قبول کر لیا۔ تب کابل اور پنجاب کی راجپوت ریاست تباہ ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ شمال مغربی خطۂ ہندوستان کے کچھ حصّے میں اسلامی

سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ کابل۔ سندھ اور پنجاب۔ ستلج کے شمال کا تمام علاقہ راجپوتوں نے ہمیشہ کے لئے کھو دیا۔ لیکن اس دور کے اخیر تک دہلی۔ مغربی راجپوتانہ اور گجرات کاٹھیاوار میں راجپوتی ریاستیں قائم رہیں۔ سندھ کی ریاست اسی برس کی جد و جہد کے بعد تباہ ہوئی۔ کابل نے ساڑھے تین سو برس تک غیر حملہ آوروں کا مقابلہ کیا۔ اور پنجاب اسلام کے پیدا ہونے کے چار سو برس بعد تک اپنی آزادی قائم رکھ سکا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ فارس کی زبردست سلطنت اور روم کی نہایت طاقتور اور مشہور سلطنت کے مقابلے میں ہندوستان کی چھوٹی چھوٹی راجپوت ریاستوں نے بیرونی حملہ آوروں کا نہایت اچھی طرح سے مقابلہ کیا ٭

خلاصۂ فصل یازدہم

۱۔ ہون حملوں سے ملک میں اس قدر تباہی اور بربادی ہوئی تھی۔ کہ اس ملک کے لوگ بہت دیر تک بے حس و حرکت پڑے رہے۔ ٹکسلہ۔ متھرا اور اوجین جیسے پرانے شہر تباہ و برباد ہو گئے۔ ٹکسلہ اور نالندا جیسی پرانی یونیورسٹیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اور پرانی سلطنتیں اور ریاستیں نیست و نابود ہو گئیں۔ ایک صدی کی تاریکی کے بعد ہندوستانی زندگی کی پھر کچھ جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اس وقت ہم کو

معلوم ہوتا ہے۔ کہ گپت خاندان کے وقت تبدیل شدہ ہندو دھرم تمام ملک میں پھیل گیا ہے۔ اور بودھ دھرم مُردہ ہو رہا ہے۔ یہ ہم کو چینی سیاح ہونگ سانگ کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ ہندوستان میں ۶۲۹ء سے لے کر ۶۴۳ء تک دورہ کرتا رہا ۰

۲۔ موجودہ زمانے میں ہندوستان میں راجپوتوں کے ۳۶ خاندان ہیں۔ ان میں سے اودے پور کے سسودئے۔ جے پور اور الور کے کشواہے۔ جودھ پور اور بیکانیر کے راٹھور۔ جیسلمیر کے بھٹی تو پُرانے ویدوں کے زمانے کے سورج بنسی۔ چندر بنسی اور دیگر پُرانے کشتری خاندانوں میں سے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگنی کل راجپوت خاندان مثلاً پرتی ہار۔ چالوکیہ۔ پرمار۔ چوہان۔ اور دیگر راجپوت خاندان مثلاً ہون۔ بیرونی حملہ آوروں۔ پارتھیوں۔ ساکاؤں اور ہون لوگوں کی اولاد ہیں ۰

۳۔ اسلام کی پیدائش۔ زمانۂ قدیم میں دُنیا کے اور لوگوں کی طرح قدیم عربی بھی بُت پرست تھے۔ عرب کے سب سے بڑے شہر مکّہ میں ۳۶۰ بُت تھے۔ جن کی سال بھر میں پوجا ہوتی تھی۔ عیسائی مذہب ایک ایسا مذہب ہے۔ جس میں توحید کی تعلیم دی جاتی ہے۔ لیکن اس کا عربوں پر کچھ اثر نہ ہُوا۔ حضرت محمد مکّہ میں ۵۷۰ء میں پیدا ہوئے۔

اور وہ ۶۳۲ء تک زندہ رہے۔ بچپن ہی میں
اُن کے سر پر سے باپ کا سایہ اُٹھ گیا۔ جب
اُن کی دس برس کی عمر ہوئی۔ تو اُن کا دادا بھی
فوت ہوگیا۔ اس کے بعد اُن کے چچا نے ان کی
پرورش کی۔ اور یہ ان کے پاس پچیس برس کی
عمر تک رہے۔ اس کے بعد انہوں نے خدیجہ بیگم
کے پاس جو ایک دولتمند قریشی بیوہ عورت تھی۔
نوکری کر لی۔ اور اُس کی جانب سے سوداگری کا
کام کرتے رہے۔ خدیجہ بیگم حضرت محمد کی دیانتداری
اور لیاقت سے اس قدر خوش ہوئی۔ کہ اُس نے
ان سے شادی کر لی + حضرت محمد شروع سے ہی
غور و فکر میں مبتلا رہتے تھے۔ وہ بُت پرستی کے
سخت مخالف تھے۔ اور وہ ایک خدا کی پرستش کی
ہدایت کرتے تھے۔ لیکن مکّہ کے شہریوں نے ان
کی اس قدر مخالفت کی۔ کہ ان کو ۶۲۲ء میں
مجبوراً عرب کے ایک دوسرے شہر مدینہ میں جاکر
رہائش اختیار کرنی پڑی۔ اس شہر میں وہ بہت
ہردلعزیز ہوئے۔ مسلمانوں کا سن ہجری حضرت
محمد کے مکّہ سے مدینے جانے سے شروع ہوتا ہے۔
لہٰذا ہجری سن بھی ۶۲۲ء سے شروع ہوا۔
اس کے بعد مکّہ اور مدینہ میں کچھ عرصہ جنگ
رہی۔ آخر ۶۳۰ء میں حضرت محمد فتحیاب ہوئے۔
اب مکّہ مسلمانوں کا دار الخلافت بنا۔ جب ۶۳۲ء

میں حضرت محمد نے وفات پائی۔ تو ان کا مذہب عرب میں پھیل چکا تھا ٭

۴۔ **مذہب اسلام کے اصول**۔ حضرت محمد کی سب سے بڑی تعلیم یہ تھی۔ کہ ایک خدا کی پرستش کرنی چاہیئے۔ اور نیک کام کرنے چاہئیں۔ حضرت محمد کی وفات کے بعد خلیفے چناؤ سے مقرر ہونے لگے۔ ان کے چار جانشین اسی طرح سے منتخب ہوئے۔ یہ سب خلیفہ کے نام سے مشہور ہیں۔ سنہ ۶۶۲ء میں خلیفہ کا عہدہ پشتینی ہوگیا۔ پہلے چار منتخب کئے ہوئے خلفا کے زمانے میں عربوں نے شمالی افریقہ اور سپین مغرب میں۔ اور فلسطین۔ شام۔ عراق۔ ایران اور وسط ایشیا مشرق میں فتح کر لئے ٭ جہاں کہیں عرب فاتح بن کر گئے۔ وہاں انہوں نے یہ خیال کیا۔ کہ مذہب اسلام کی اشاعت کرنا ایک نیک کام ہے ٭ سنہ ۶۴۲ء میں عرب لوگ ہندوستان کی سرحدوں پر آموجود ہوئے ٭

۵۔ **شمال مغربی ہندوستان کی ریاستیں**۔ شمال مغربی ہندوستان پانچ بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ چھٹی صدی عیسوی کے آغاز میں ان علاقوں میں راجپوت خاندانوں نے مندرجۂ ذیل ریاستیں قائم کر لی تھیں :۔

اوّل۔ **کشمیر**۔ اس دور میں کشمیر میں چار خاندان

حکمران ہوئے ۔

(۱) کرکوٹک خاندان ۔ سنہ ۶۰۱ء سے لے کر سنہ ۸۵۵ء تک ۔

(۲) اوتپال خاندان ۔ سنہ ۸۵۵ء سے لے کر سنہ ۹۳۹ء تک ۔

(۳) گپت خاندان ۔ سنہ [illegible]ء سے لے کر سنہ ۱۰۰۳ء تک ۔

(۴) لوہار خاندان ۔ سنہ ۱۰۰۳ء سے لے کر سنہ ۱۱۷۱ء تک ۔

کرکوٹک خاندان کا بادشاہ للتادتیہ مکت پیڑ جس نے سنہ ۶۹۹ء سے لے کر سنہ ۷۳۵ء تک راج کیا ۔ ایک مشہور فاتح تھا ۔ پہلے دو خاندانوں کے زمانے میں شمالی پنجاب یعنی کھیوڑے کی پہاڑیوں سے شمال کا تمام علاقہ سلطنتِ کشمیر میں شامل تھا ۔

دوئم ۔ پنجاب اور کابل ۔ اس دَور میں پنجاب اور کابل میں تین خاندان حکمران ہوئے ۔ دو راجپوت خاندان ۔ اور ایک ترک مسلمان خاندان ۔

(۱) بودھ دھرمی ساہی خاندان ۔ سنہ ۶۰۰ء سے لے کر سنہ ۸۷۰ء تک ۔

(۲) براہمنی دھرم ساہی خاندان ۔ سنہ ۸۷۰ء سے لے کر سنہ ۱۰۲۲ء تک ۔

(۳) غزنی کا مسلمان ترکی خاندان ۔ سنہ ۱۰۲۲ء سے لے کر سنہ ۱۱۸۶ء تک ۔

بودھ دھرمی ساہی خاندان کا راج پنجاب میں نہ تھا۔ اس زمانے میں وسط پنجاب کا علاقہ ٹکشک خاندان کے راجپوتوں کے زیر حکومت تھا ؛

سوئم۔ سندھ اور ملتان۔ اس دَور میں سندھ اور ملتان پر دو مختلف خاندانوں نے راج کیا۔ سنہ ۷۱۲ء میں یہ دونوں صوبے عربوں نے فتح کرلئے۔ اس کے بعد یہاں پر بیرونی صوبیداروں کی حکومت رہی۔ پہلے دو راجپوت خاندان یہ تھے۔۔

(۱) موریہ خاندان۔ سنہ ۵۵۰ء سے لے کر سنہ ۶۵۰ء تک ؛

(۲) چچ خاندان۔ سنہ ۶۵۰ء سے لے کر سنہ ۷۱۲ء تک ؛

چہارم۔ مغربی راجپوتانہ۔ ہونوں کی تباہی کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ مغربی راجپوتانے میں راجپوتوں کے گورجر پرتی ہار خاندان نے ایک ریاست قائم کی۔ موجودہ زمانے کے جودھ پور۔ بیکانیر۔ جیسلمیر۔ سندھ کے مشرقی علاقے۔ بہاول پور کے جنوبی علاقے۔ اور جے پور کا شیخاوٹی کا علاقہ۔ یہ سب اس سلطنت میں شامل تھے۔ یہ سلطنت ستلج یعنی گھارا اور اراولی پہاڑ کے درمیانی علاقے میں قائم تھی۔ اور دوسری طرف مشرق میں حصار سے لے کر مغرب میں دریائے پنج ند تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس ریاست کی راجدھانی پہلے دریائے لونی کے کنارے بمقام بھنمل تھی اس سلطنت کے راجہ

ناگ بھٹ نے سنہ ۸۱۶ء میں قنوج فتح کر لیا۔ اور اس
کے بعد وہ سلطنتِ قنوج کا شہنشاہ ہو گیا۔ سنہ ۱۰۹۰ء
میں یہ خاندان مغربی راجپوتانہ میں پھر واپس
نکال دیا گیا۔

پنجم۔ گجرات کاٹھیاوار۔ اس دور میں گجرات
کاٹھیاوار میں چار خاندانوں نے راج کیا۔

(۱) ولبھی کا بھٹارک خاندان۔ سنہ ۵۰۹ء سے
لے کر سنہ ۷۶۶ء تک۔

(۲) سورا یا چوڑا خاندان۔ سنہ ۷۶۶ء سے لے کر
سنہ ۹۵۰ء تک۔

(۳) چالوکیہ خاندان۔ سنہ ۹۵۰ء سے لے کر
سنہ ۱۲۲۷ء تک۔

(۴) بھگیلہ خاندان۔ سنہ ۱۲۲۷ء سے لے کر
سنہ ۱۲۹۷ء تک۔

**۶۔ شمال مغربی ہندوستان میں راجپوتوں کا
بیرونی حملہ آوروں سے مقابلہ۔** شمالی مغربی
ہندوستان میں راجپوتی سلطنتوں کو عربوں اور
ترکوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ یعنی اوّل گجرات کاٹھیاوار۔
دوئم مغربی راجپوتانہ۔ سوئم سندھ اور چہارم پنجاب
اور کابل۔ ان چاروں میں سے سندھ سب سے
پہلے گرا۔ اس سلطنت نے بیرونی حملہ آوروں
کا اسّی برس تک مقابلہ کیا۔ اس کے بعد دوسرے
نمبر پر گجرات کاٹھیاوار کی ولبھی ریاست ۱۳۵ برس

کی جد و جہد کے بعد تباہ ہوئی۔ لیکن عربی بھی اس ریاست پر قبضہ نہ کر سکے ۔ اس پر ایک اَور راجپوت خاندان کا قبضہ ہو گیا۔ اور اس کے بعد اس دَور کے اخیر تک اس علاقہ پر راجپوتوں کی ہی حکومت رہی ۔ مغربی راجپوتانے کی گورجر پرتی ہار خاندان کی ریاست حالانکہ وہ سندھ کے بالکل مشرق میں تھی۔ اپنی خود مختاری قائم رکھ سکی۔ اور عرب اس کو فتح نہ کر سکے۔ پرتی ہار خاندان کے راجا نہ صرف عربوں کے خلاف مغرب میں اپنی حفاظت کرنے میں کامیاب ہوئے ۔ بلکہ وہ مشرق میں بھی قنوج کی زبردست سلطنت پر قابض ہو گئے ۔ کابل اور پنجاب کے ساہی خاندان کے حکمرانوں نے عربوں اور ترکوں کے خلاف چار سو برس تک جد و جہد قائم رکھی۔ اور جب وہ گر گئے۔ تو تمام ہندوستان بہ آسانی فتح ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ فارس اور روم کی زبردست سلطنتوں کی نسبت شمال مغربی ہندوستان کے راجپوتوں نے عرب اور ترک حملہ آوروں کا زیادہ بہادری سے مقابلہ کیا ۔

سوالات

۱- ہون لڑائیوں کے بعد ہندوستان کی سیاسی اور مجلسی حالت کیا تھی ؟

۲۔ تمہارے خیال میں راجپوت اصل میں کون ہیں؟ ان کے کتنے خاندان ہیں؟ اور ان میں سے کون کون سے خاندان ویدک زمانے کے کشتریوں کی اولاد ہیں؟

۳۔ عرب میں اسلام کے پیدا ہونے پر ایک مختصر لیکن جامع نوٹ لکھو۔ حضرت محمد صاحب کی زندگی پر ایک نوٹ لکھو۔ اور بتاؤ۔ کہ اُن کی خاص تعلیم کیا تھی؟

۴۔ شمال مغربی ہندوستان کا نقشہ کھینچو۔ اور اس میں مختلف راجپوتی ریاستوں کے علاقے درج کرو۔ اور ان راجپوتی حکمران خاندانوں کے نام بتلاؤ *

۵۔ جو جد و جہد راجپوتوں نے بیرونی حملہ آوروں سے دیر تک قائم رکھی۔ اُس کی تمہارے خیال میں کیا اہمیّت ہے؟ اس پر ایک نوٹ لکھو *

۶۔ تم کو راجپوتوں کی نسبت کیا معلوم ہے؟ یہ اصل میں کون ہیں؟ ان کی سیاسی ترتیب۔ قومی خصلت۔ اور مختلف خاندانوں کی نسبت تمہیں کیا معلوم ہے؟ کیا وجہ ہے۔ کہ وہ ایک بڑی سلطنت قائم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۵-۱۹۲۵-۱۹۲۷) *

۷۔ حضرت محمد کی زندگی پر ایک مختصر سا نوٹ لکھو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۹) *

۸- محمود غزنوی کے کسی تین حملوں کا بیان لکھو۔
(پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۰- ۱۹۲۴- ۱۹۲۶)

۹- سندھ کی عربی فتح بیان کرو۔ یہاں پر عربوں کی حکومت دیر تک کیوں نہ قائم رہ سکی؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۱) +

فصل دوازدہم

اودلی کے مشرق میں شمالی ہندوستان کی راجپوت ریاستیں

سنہ ۶۵۰ء سے لے کر سنہ ۱۲۰۰ء تک

چھٹی صدی عیسوی کے آغاز میں شمالی ہندوستان کی سیاسی حالت +

اس سے پیشتر بتلایا جا چکا ہے۔ کہ ہندوستان کی ہون حملوں کے بعد کیا حالت ہوئی۔ لیکن چھٹی صدی عیسوی کے وسط سے کئی ایک ریاستیں قائم ہو گئیں + کشمیر۔ پنجاب۔ کابل۔ سندھ۔ مغربی راجپوتانہ اور گجرات کاٹھیاوار کی ریاستوں کا بیان تو پچھلی فصل میں ہو چکا

ہے۔ یہ تمام ریاستیں اروِلی پہاڑ کے مغرب کی طرف
تھیں۔ اب اُن راجپوت ریاستوں کا ذکر کیا جاویگا۔
جو شمالی ہندوستان میں اروِلی پہاڑ کے مشرق میں تھیں۔
اس زمانے میں جنگی لحاظ سے اروِلی پہاڑ کی ایک خاص
اہمیت تھی۔ پہلی فصل میں یہ بتلایا جا چکا ہے۔ کہ
ہندوکش کے اونچے پہاڑ اور سیستان اور مکران کے
ریگستان شمال مغرب میں ہندوستان کی قدرتی سرحد
ہیں۔ ہندوستان کی حفاظت کے واسطے بیرونی حملہ آوروں
کے لیئے یہ سب سے پہلی جنگی چوکیاں ہیں۔ یہ بھی
بتلایا جا چکا ہے۔ کہ شمالی ہندوستان دو قدرتی
حصّوں میں بٹا ہؤا ہے۔ ایک حصّہ تو اروِلی کے
مغرب میں ہے۔ اور دوسرا اروِلی کے مشرق میں۔
لہذا اروِلی کی پہاڑیاں ہندوستان کی حفاظت کے لیئے
دوسرے نمبر کی چوکیاں ہیں۔ ان پہاڑیوں کے مغرب میں ایک
بھاری ریگستان ہے۔ اور سرحد کی حفاظت اور بھی
اچھی طرح سے ہو سکتی ہے۔ اس زمانے میں جس کا
کہ ہم اس باب میں ذکر کر رہے ہیں۔ اروِلی پہاڑیوں
کی مشرقی اور مغربی دونوں طرفیں اکثر کل راجپوتوں کے
قبضے میں تھیں۔ اس پہاڑ کی مشرقی گھاٹیاں تو پرماروں
اور چوہانوں کے قبضے میں تھیں۔ اور مغربی گھاٹیاں
پرتی ہاروں اور چالوکیوں کی زیر حکومت تھیں۔ آٹھویں
صدی عیسوی کے آغاز میں مشرقی گھاٹیوں میں چوہانوں
اور پرماروں کے درمیان ایک اور خاندان یعنی

سورج بنسی گہلوٹ نے ایک ریاست قائم کر لی - ان تینوں ریاستوں کے مشرق میں ہمالیہ اور بندھیاچل کے درمیان تھانیسر - قنوج - بنگال اور کامروپ کی مختلف راجپوت ریاستیں تھیں - اب اس دور میں ان ریاستوں کا ذکر کیا جائیگا ÷

تھانیسر اور قنوج کی موکھری سلطنت

۵۲۸ء میں ہون سلطنت کی تباہی کے بعد تھانیسر کا علاقہ ایک مقامی راجہ پربھاکر وردھن کے پاس تھا - تھانیسر کا راج ان دنوں مالوے کی سلطنت کے ماتحت تھا - لیکن ۵۷۵ء میں پربھاکر وردھن نے اپنے آپ کو مالوے سے آزاد کر لیا - اور تیس برس حکومت کرکے ۶۰۵ء میں اس جہان سے کوچ کر گیا - پربھاکر وردھن کے دو بیٹے راج وردھن اور ہرش وردھن تھے - اور راجیشری ایک لڑکی تھی - جو قنوج کے راجہ گرہا ورمن کو بیاہی ہوئی تھی + پربھاکر وردھن کی وفات کے بعد اس کا بڑا بیٹا راج وردھن تخت پر بیٹھا - لیکن اُس کے تخت پر بیٹھتے ہی مالوے کے راجہ دیوگپت نے قنوج پر حملہ کر دیا - اس لڑائی میں گراہا ورمن مارا گیا - اور راجیشری قید ہو گئی - راج وردھن اپنی ہمشیرہ کی مدد کے لئے قنوج کی طرف بڑھا - اور مالوے کا راجہ مارا گیا - اس کے بعد راجہ ششانک والئے بنگال نے جو دیوگپت کی مدد پر آ رہا تھا - اطاعت قبول کی - اُس نے راج وردھن

کی دعوت کی۔ لیکن دھوکے سے راج وردھن کو قتل کر دیا۔ راجیشری رہا کی گئی۔ لیکن خاوند اور بھائی کے قتل ہو جانے کے بعد وہ جینا نہیں چاہتی تھی۔ اسی اثنا میں اُس کے دوسرے بھائی ہرش وردھن نے قنوج پر حملہ کر کے بنگال کی طرف کوچ کیا۔ اور ششانک کو شکست دی۔ اور بنگال کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اس فتح کے بعد ہرش وردھن اپنی ہمشیرہ کی جانب سے تمام قنوج کی سلطنت کا انتظام کرتا رہا۔ اب قنوج کی سلطنت جنوب میں دریائے نربدا تک پھیل گئی۔ آسام اور نیپال کے علاقے اس کے ماتحت ہو گئے۔ شمال میں اس کی سلطنت کی حد دریائے بیاس تک پہنچ گئی۔ پھر وہ دکن کو فتح کرنے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ اور ۶۲۰ء میں اس نے دکن کے چالوکیہ خاندان کے راجہ پل کیشی ثانی پر حملہ بھی کر دیا۔ لیکن اس حملے میں اس کو ناکامی ہوئی۔

ہرش وردھن نے قنوج کو اپنی راجدھانی مقرر کیا تھا۔ اسی راجہ کے عہد میں چینی سیاح ہیون سانگ ہندوستان میں آیا تھا۔ وہ تقریباً چودہ پندرہ برس اس ملک میں پھرتا رہا تھا۔ اس کی تحریروں سے ہندوستان کے حالات کا بہت کچھ پتہ چلتا ہے۔ راج پنڈت بان کی کتاب ہرش چرتر سے بھی اس راجہ کے عہدِ حکومت کے حالات پر اچھی روشنی پڑتی ہے۔

مہاراجہ ہرش نے ۶۴۷ء میں وفات پائی۔ اس کا انتظام سلطنت موریا راجاؤں سے مختلف تھا۔ لیکن رعایا خوش حال تھی۔ یہ ہر پانچویں سال پریاگ کے کنبھ پر جاتا تھا۔ اور وہاں گنگا اور جمنا کے سنگم پر جین۔ بودھ اور ہندو دھرم کے سادھوؤں کو بے شمار روپے اور کپڑے دان کرتا تھا + چینی سیاح ہیون سانگ لکھتا ہے۔ کہ ہرش وردھن کے قوانین گپت راجاؤں کے قواعد سے سخت تھے۔ مجرموں کو سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ سلطنت کئی ایک صوبوں میں تقسیم کی ہوئی تھی۔ اور ہر صوبے میں نظام سلطنت علیحدہ علیحدہ تھے۔ لوگ اچھے خاصے تعلیم یافتہ تھے۔ ہرش وردھن خود بھی ایک عالم شخص تھا۔ اور شاعر بھی تھا۔ اس کی لکھی ہوئی کتابیں اب تک پڑھی جاتی ہیں۔ ہرش وردھن ہندو دھرم اور بودھ مذہب دونوں کی عزّت کرتا تھا۔ ۶۳۴ء میں اس نے ایک بہت بڑا دربار کیا تھا۔ اس دربار میں بیس باجگزار راجے شریک ہوئے تھے۔ اور انہوں نے ہرش وردھن کو اپنا شہنشاہ تسلیم کیا تھا۔ پہلے دن دربار میں گوتم بودھ کی مورتی نصب کی گئی۔ دوسرے دن سورج دیوتا کی پرستش ہوئی۔ اور تیسرے دن شبوجی کی پوجا کی گئی۔ ۷۵ دن تک راجہ نے سب کو کھانا کھلایا۔ بہت سا سامان کپڑے اور زیورات وغیرہ بلا امتیاز ہندو

اور بودھ دونوں مذاہب کے سادھوؤں میں تقسیم کردیے
گئے۔ اس کے بعد راجہ نے شاہانہ لباس اتار کر
معمولی فقیرانہ لباس پہن لیا ۔

یشوورمن

جب ۶۴۷ء میں ہرش وردھن لاولد
فوت ہوا۔ تو اس کی ساری سلطنت
ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تباہ ہوگئی۔ پچاس برس سے
زائد ملک نہایت ابتری کی حالت میں رہا۔ اس
کے بعد آٹھویں صدی عیسوی کے آغاز میں ایک
مقامی راجہ یشو ورمن نے قنوج پر قبضہ کر لیا۔
اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے قنوج کی ریاست
پھر سے قائم کی۔ اس خاندان کے راجا سَو ڈیڑھ سَو
برس تک قنوج میں حکومت کرتے رہے۔ آخر ۸۱۴ء
میں بنگال کے راجہ دھرم پال نے اس خاندان کے
راجہ اندر۔یودھ کو قنوج کے تخت سے اتار دیا۔ اور
اس کی جگہ چکر۔یودھ کو تخت پر بٹھا دیا۔ لیکن
چکر۔یودھ کی حکومت بھی دیرپا ثابت نہ ہوئی۔
۸۱۶ء میں بھیل مال کے پرتی ہار خاندان کے راجہ
ناگ بھٹ نے چکر۔یودھ کو تخت سے اتار دیا۔ اور
خود قنوج پر قابض ہوگیا ۔

پرتی ہار خاندان

پرتی ہار خاندان قنوج میں
۸۱۶ء سے لے کر ۱۰۱۹ء تک
حکمران رہا۔ اس خاندان میں راجہ بھوج مہیندر پال
اور مہی پال نہایت مشہور راجے ہوئے ہیں۔ ان

راجاؤں کی سلطنت شمال میں دریائے ستلج سے
لے کر جنوب میں بندھیاچل پہاڑ تک اور مشرق
میں بہار سے لے کر مغرب میں راجپوتانہ۔ گجرات
اور کاٹھیاوار تک پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن معلوم
ہوتا ہے۔ کہ راجہ مہی پال کے زمانے (۹۱۰ تا ۹۴۰)
سے پرتی ہار سلطنت میں زوال آنا شروع ہو گیا
تھا۔ پرتی ہار راجاؤں کا عموماً دکن کے راشٹر
کوٹ راجاؤں سے مقابلہ رہتا تھا۔ آخر ۹۱۶ء
میں راشٹرکوٹ راجہ اندر سوم نے مہی پال کو
شکست دی۔ غالباً گجرات اور کاٹھیاوار اسی لڑائی
میں پرتی سلطنت سے آزاد ہوئے تھے۔ اور بندھیل
کھنڈ اور چیدی (گوالیار) کے علاقوں میں بھی اسی
وقت نئی ریاستیں قائم ہوئی تھیں۔ اس کے
بعد پرتی ہار سلطنت دن بدن کمزور ہوتی گئی۔
جس وقت سبکتگین اور محمود نے پنجاب پر حملے
شروع کئے۔ تو اس وقت معلوم ہوتا ہے۔ کہ
قنوج کے پرتی ہار راجہ راج پال نے اس کے
مقابلہ کی تاب نہ لاکر اطاعت قبول کر لی۔ لیکن
اس راجہ کی اطاعت بندھیل کھنڈ اور گوالیار کے
راجاؤں کو سخت ناگوار گزری۔ جوں ہی محمود
نے پیٹھ موڑی۔ ان راجاؤں نے قنوج پر حملہ
کر کے راج پال کو شکست دی۔ اور وہ لڑائی میں
مارا گیا۔ اور راج اس کے بیٹے ترلوچن پال کو ملا۔

جب محمود کو یہ خبر ملی - تو وہ پھر ہندوستان پر چڑھ آیا - اور قنوج پر قبضہ کر کے بندھیل کھنڈ پر حملہ آور ہُوا - بندھیل کھنڈ کے راجہ گنڈا نے بہت سی فوج اکٹھی کر رکھی تھی - لیکن یہ فوج بھی محمود کے مقابلے کی تاب نہ لا سکی - راجہ گنڈا بھاگ نکلا - اور محمود کالنجر پر بھی قابض ہُوا - محمود کے ان حملوں کے بعد پرتی ہار سلطنت بہت کمزور ہو گئی - اور ساٹھ ستّر برس تک ملک میں پھر سخت ابتری پھیلی رہی - آخر ۱۰۹۰ء میں غالباً راشٹرکوٹ (راٹھور) قوم سے تعلّق رکھنے والے گہروار خاندان کے ایک مقامی راجہ چندر دیو نے قنوج پر قبضہ کر کے ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی ٭

نئی ریاستوں کی قائمی

جب محمود کے حملوں کے بعد پرتی ہار سلطنتِ قنوج ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی - تو اس سلطنت کے مختلف حصّوں میں نئی ریاستیں ہو گئیں - دہلی کے علاقے میں تنوار خاندان کے راجاؤں نے ایک نئی سلطنت کی بُنیاد ڈالی - بندھیل کھنڈ کے چندیری خاندان کے راجاؤں نے بھی اپنی ریاست کو وسعت دینی شروع کی - مالوے میں پرمار راجپوت حکمران ہوئے - مالوے کے شمال میں چتوڑ میں گھلوت راجپوتوں نے ایک ریاست قائم کر لی - اور گجرات کاٹھیاوار پر چالوکیہ خاندان کے راجا خود مختار ہو گئے ٭

ریاست دہلی

موجودہ دہلی کو تنوار خاندان کے راجپوتوں نے آباد کیا تھا۔ خیال کیا جاتا ہے۔کہ تنوار خاندان کے راجپوت پانڈوں کی اولاد ہیں۔ دہلی کا پہلا تنوار راجہ اننگ پال تھا۔ اور اس خاندان کا آخری راجہ بھی اسی نام کا اننگ پال ثانی تھا۔ یہ راجہ ۱۱۷۶ء میں لا ولد مر گیا۔ اس لئے اس کے بعد اس کا نواسہ پرتھوی راج جو اجمیر کا راجہ تھا۔ دہلی کی ریاست کا بھی مالک بنا +

اجمیر کی ریاست

کہا جاتا ہے۔کہ شہر اجمیر کی بنیاد چوہان خاندان کے ایک راجہ اجے پال نے ڈالی تھی۔ پرتی ہار خاندان کی سلطنت قنوج کے زمانے تک تو اجمیر کے چوہان راجا کوئی بڑی سلطنت قائم نہ کر سکے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔کہ پرتی ہار سلطنت کے زوال کے بعد چوہانوں کی ریاستِ اجمیر نے طاقت پکڑی۔ اس خاندان میں مانک رائے۔ ویشل دیو۔ سومیشور اور پرتھوی راج نہایت مشہور ہیں۔ویشل دیو نے چوہان ریاست کو بہت وسعت دی تھی۔سومیشور کی شادی دہلی کے راجہ اننگ پال ثانی کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ اور اسی لڑکی سے پرتھوی راج پیدا ہوا تھا۔جو اننگ پال ثانی کی وفات کے بعد دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ پرتھوی راج نے تقریباً چالیس برس راج کیا۔

وہ ۱۱۵۳ء میں اجمیر کے تخت پر بیٹھا۔ اور ۱۱۶۳ء میں اس کو دہلی کی ریاست بھی مل گئی۔ دہلی اور اجمیر دونوں ریاستوں کے مل جانے سے پرتھوی راج ایک زبردست راجہ بن گیا۔ اور اس نے راجسو یگ کرکے مہاراج ادھیراج کا لقب اختیار کیا۔

پرتھوی راج اور رانی سنجوگتا

جے چند والئے قنوج کو پرتھوی راج کی بڑھتی ہوئی طاقت ایک آنکھ نہ بھائی۔ اس نے بھی بہت سے علاقے فتح کئے تھے۔ لہذا اس نے بھی راجسو یگ رچاکر مہاراج ادھیراج کا لقب اختیار کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور ساتھ ہی اس نے اعلان کر دیا۔ کہ راجسو یگ کے موقع پر اُس کی بیٹی سنجوگتا کا سوئمبر بھی ہوگا۔ چنانچہ کئی ایک راجے مہاراجے قنوج میں وارد ہوئے۔ لیکن پرتھوی راج جلسے میں شریک نہ ہُوا۔ راجہ جے چند کو بہت ناگوار گزرا۔ آخر اپنے دل کا بخار یوں نکالا۔ کہ پرتھوی راج کو ذلیل کرنے کی غرض سے اس کی سونے کی مورت بنوا کر دروازے پر دربان کی جگہ رکھ دی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب اس امر کی اطلاع راجہ پرتھوی راج کو ملی۔ تو اس نے اپنی فوج اور امراء میں سے پانسو آدمی چنے۔ اور انہیں اپنے ساتھ لے کر بھیس بدل کر قنوج جا پہنچا۔ اور عین اُس وقت جبکہ راجسو یگ کی رسوم

ادا ہو رہی تھیں۔ اُس نے سونے کی مورت کو اُٹھا کر دہلی کی جانب کوچ کر دیا۔ اور بے کھٹکے اپنے راج میں آ پہنچا۔ پرتھوی راج کی یہ مردانگی دیکھ کر شہر میں سنسنی پھیل گئی۔ سنجوگتا نے بھی یہ ساری کیفیت سُنی۔ اس کے دل پر اس واقعہ کا بہت اثر ہُوا۔ اور اس نے پکّا ارادہ کر لیا۔ کہ سوئمبر میں پرتھوی راج کو ہی پتی چُننا چاہیے۔

جب راجہ جے چند کو یہ خبر ملی۔ تو اس نے جلدی میں پرتھی راج کی ایک اَور بدصورت سی مورت بنوا کر پھر دروازے پر دربان کی جگہ کھڑی کرا دی۔ اور راجسو یگ ختم ہو جانے پر سوئمبر کی رسومات شروع کرا دیں۔ وقت معیّنہ پر راجکماری سنجوگتا سر سے پاؤں تک جواہرات سے لدی ہوئی ہاتھ میں خوبصورت ہار لئے مسکراتی ہوئی مجمع میں آئی۔ وہ سب راجاؤں پر نظر دوڑاتی ہوئی چلی گئی۔ اور آخر دروازے تک جا پہنچی۔ جہاں پرتھوی راج کی مورت کھڑی تھی۔ سنجوگتا نے ہار اُس مورت کے گلے میں ڈال دیا۔ راجکماری کی یہ کارروائی راجہ جے چند کو پسند نہ آئی۔ وہ غصّے سے دیوانہ سا ہو گیا۔ اس نے اپنی بیٹی سنجوگتا کی نسبت حکم دیا۔ کہ اسے قید خانے میں لے جاؤ۔ حکم کی تعمیل فوراً کی گئی۔

جب ان حالات کی اطلاع پرتھوی راج کو ملی۔

تو وہ اپنی فوج میں سے ایک سو پندرہ سورما لے کر قنوج پہنچا۔ دن دہاڑے دوپہر کے وقت سنجوگتا کو قید سے نکال کر دہلی کا رُخ کیا۔ راجہ جے چند کو خبر ملی۔ تو وہ اپنی فوج لے کر پرتھوی راج کے تعاقب میں چلا۔ قنوج سے دہلی تک تمام راستے میں جنگ ہوتی رہی۔ مگر پرتھوی راج بخیر و عافیت دہلی میں پہنچ گیا۔ راجہ جے چند جنگ میں بہت نقصان اُٹھا کر واپس ہوا۔ دہلی پہنچ کر ۱۱۸۵ء میں پرتھوی راج نے سنجوگتا کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے شادی کی۔

پرتھوی راج کی تباہی

اس واقعہ کے بعد پرتھوی راج کی بہادری۔ دلیری اور جنگی طاقت کی دھاک سارے ہندوستان میں پھیل گئی۔ ۱۱۸۲ء میں اس نے چندیل راجہ پرمار کو شکست دے کر مہوبا کے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ جے چند خود تو پرتھوی راج کو نیچا نہ دکھا سکا۔ اُس نے محمد شہاب الدین غوری کو دہلی پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ شہاب الدین نے ۱۱۹۱ء میں دہلی پر چڑھائی کی۔ لیکن تراوڑی کے میدان میں اس کو شکست ہوئی۔ دو سال بعد شہاب الدین پھر چڑھ آیا۔ سنجوگتا نے بہت کوشش کی۔ کہ اس کا باپ جے چند پرتھوی راج کی مدد کرے۔ لیکن راجہ جے چند نے ایک نہ مانی۔ اس

مرتبہ پرتھوی راج کو شکست ہوئی - وہ گرفتار ہوکر قتل ہوا - رانی سنجوگتا بمعہ شاہی خاندان کی دیگر شہزادیوں کے چتا میں جل کر بھسم ہوئی - اور ۱۱۹۳ء میں دہلی اور اجمیر کی دونوں ریاستیں سلطنت غور میں شامل ہوئیں ‌‌+

قنوج کا گہروار خاندان

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں - کہ پرتی ہار خاندان کی تباہی کے بعد قنوج میں راشٹر کوٹ سے تعلق رکھنے والے گہروار خاندان نے قنوج پر قبضہ کرلیا تھا - یہ وثوق سے کہا جا سکتا ہے - کہ گہروار خاندان کی سلطنت میں اودھ - گورکھ پور - بنارس - الہ آباد اور آگرہ کے علاقے شامل تھے - اس خاندان کے قنوج میں پانچ راجے ہوئے ہیں - اور راجہ جے چند اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا - کہا جاتا ہے - کہ اسی راجہ جے چند کے بلانے پر محمد شہاب الدین غوری نے دہلی پر حملہ کیا تھا - دہلی فتح کرنے کے بعد شہاب الدین غوری نے ۱۱۹۴ء میں جے چند کو شکست دی - وہ لڑائی میں مارا گیا - اور سلطنت قنوج بھی سلطنت غور میں شامل ہوئی +

کالنجر - گوالیار - مالوہ - چتوڑ اور گجرات کی ریاستیں

قنوج میں پرتی ہار سلطنت کے تباہ ہونے پر گجرات میں چالوکیہ اور چتوڑ میں

گہلوٹ خاندان کے راجاؤں نے اور مالوے کے پرمار خاندان کے راجپوتوں نے علیحدہ علیحدہ ریاستیں قائم کی تھیں - چتوڑ میں راجہ راول بپا اور سمرسی مشہور راجے ہوئے ہیں - سمرسی پرتھوی راج کا بہنوئی تھا - اور وہ تھانیسر کی لڑائی میں ۱۱۹۳ء میں مارا گیا - مالوے میں پرمار خاندان کے راجاؤں میں راجہ بھوج نہایت مشہور راجہ ہؤا ہے - دھارا نگری اس راجہ کی راجدھانی تھی - اس کے عہد میں سنسکرت کو بہت ترقی حاصل ہوئی - بھوپال کے قریب اس نے بند بنا کر ایک بڑی بھاری جھیل بنا دی تھی - جو اب تک بھوجپور جھیل کے نام سے مشہور ہے - لیکن ۱۰۶۰ء میں گوالیار اور گجرات کے راجاؤں نے مل کر راجہ بھوج کو شکست دی - اس واقعہ کے بعد پرمار خاندان کی طاقت بالکل جاتی رہی ؛

بندھیل کھنڈ کے راجاؤں میں ڈھنگا - گنڈا - کیرتی ورمن اور پرمال بہت مشہور راجا ہوئے ہیں - ڈھنگا اور گنڈا سبکتگین کے ہمعصر تھے - اور ان راجاؤں نے جے پال اور اس کے بیٹے آنند پال والئے پنجاب کو مدد دی اور کیرتی ورمن نہایت علم دوست راجہ تھا - اسی راجہ کے عہد میں مشہور ویدانتی ناٹک پربودھ چندر اودے لکھا گیا تھا - راجہ پرمال اس خاندان کا آخری راجہ تھا - جس کو پرتھوی راج نے ۱۱۸۲ء میں شکست دی تھی - آخر ۱۲۰۳ء میں

راجہ پرمال کو بختیار خلجی نے شکست دی۔ اور اس کی ریاست بھی سلطنتِ غور میں شامل ہوئی ؛

بنگال اور بہار

ہرش وردھن والئے قنوج کی وفات کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ بنگال اور بہار میں آدی سور ایک مقامی راجہ خود مختار بن بیٹھا تھا۔ جس نے قنوج سے پانچ براہمن اور پانچ کائستھ بنگال میں اس غرض سے بلائے تھے۔ کہ وہ بنگال میں براہمنی دھرم پھیلانے میں مدد دیں۔ لیکن یہ سور خاندان بنگال میں دیر تک حکمران نہ رہا۔ ۷۸۰ء میں ایک شخص گوپال نامی نے بنگال اور بہار پر قبضہ کر لیا۔ اور ایک نئے پال خاندان کی بنیاد ڈالی۔ یہ پال خاندان بنگال اور بہار میں زائد از تین صدی تک حکمران رہا۔ اس خاندان کے تمام راجے بودھ دھرم کے پیرو تھے۔ ان کے زمانے میں بودھ دھرم نے بنگال اور بہار میں خوب زور پکڑا۔ آخر گیارھویں صدی عیسوی میں اوڑیسہ میں ایک مقامی راجہ سامنت دیو نے سر اُٹھایا۔ اور اس کے بیٹے وجے سین نے بنگال کو پال خاندان کے راجاؤں سے چھین لیا۔ یہ سین خاندان کے راجے براہمن دھرم کے پیرو تھے۔ وجے سین نے ۱۰۸۰ء سے لے کر ۱۱۰۸ء تک راج کیا۔ اس کا بیٹا بلال سین جس نے ۱۱۰۸ء سے ۱۱۱۹ء تک راج کیا۔ اس لئے مشہور ہے۔ کہ اس نے

بنگال میں ذاتوں کو پھر سے ترتیب دی تھی - اور براہمنوں - کائستھوں اور بیدوں میں کولین خاندان کے امتیاز کو رائج کیا تھا۔ بلال سین کے بعد لکشمن سین تخت پر بیٹھا تھا - اس خاندان کے راجاؤں کی ندیا راجدھانی تھی - ان کے زمانے میں براہمنی مذہب اور سنسکرت کی تعلیم کو بہت ترقی ہوئی - لیکن ۱۱۹۷ء میں بختیار خلجی نے راندر دمن پال کو شکست دے کر بہار فتح کر لیا - اور ۱۱۹۹ء میں لکشمن سین سے بنگال لے لیا - اس طرح سے بنگال اور بہار کے دونوں صوبے بھی سلطنتِ غور میں شامل ہوئے +

اروَلی کے مشرق میں شمالی ہندوستان کی راجپوت ریاستیں +

جس طرح کہ شمال مغربی ہندوستان میں ملک کی حفاظت کا کام گجرات کاٹھیاوار - مغربی راجپوتانہ اور پنجاب کے حصّے آیا - اسی طرح سے اروَلی کے مشرق میں یہ کام چتوڑ کے گھلوٹوں - اجمیر کے چوہانوں اور دہلی کے تنواروں کو کرنا پڑا - چونکہ چوہانوں کے قبضے میں اروَلی کی پہاڑیاں تھیں - اس لئے دہلی کے اخیری تنوار راجا اننگ پال نے یہی مناسب سمجھا - کہ اپنی ریاست بجائے قنوج کے اجمیر کے سپرد کر جائے - غالباً یہ فیصلہ عقلمندی پر مبنی تھا - تنوار - چوہان اور گھلوٹ مدّت تک ہندوستان کے چوکیداروں اور دربانوں کے فرائض ادا کرتے رہے + جب ہم یہ

دیکھتے ہیں۔ کہ انہوں نے ہندوستان کو بیرونی حملہ آوروں سے چھ صدیوں تک بچائے رکھا۔ تو ہم کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ انہوں نے یہ فرض نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ اس لئے کوئی تعجّب کی بات نہیں۔ کہ ہندوؤں میں آج کل بھی راجپوت خاندان اور خاص کر گھلوٹ خاندان نہایت عزّت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں ۔ اگر جے چند والئے قنوج اپنے ملک سے دغا نہ کرتا۔ تو یہ اغلب ہے۔ کہ ہندوستان کچھ اور دیر تک مغلوب نہ ہوتا ۔

خلاصۂ فصل دوازدہم

۱۔ اروَلی پہاڑیوں کی جنگی اہمیّت۔ راجپوتوں کے زمانے میں ہندوستان کی حفاظت کے لئے اروَلی پہاڑ کی ایک خاص جنگی اہمیّت تھی۔ گجرات کاٹھیاوار میں چالوکیوں کی ریاست۔ مغربی راجپوتانے میں پرتی ہاروں کی ریاست اور پنجاب میں ساہیوں کی ریاست یہ تو تینوں اروَلی کے مغرب میں تھیں۔ اور مالوے میں پرمار۔ میواڑ میں گھلوٹ۔ اجمیر میں چوہان اور دہلی میں تنوار لوگوں کی ریاستیں اروَلی کے مشرق میں تھیں۔ ہندوکش کے بلند پہاڑ اور سیستان اور مکران کے ریگستان سب سے پہلی بیرونی جنگی چوکیاں ہیں۔ اور اس کے بعد اروَلی کی

پہاڑیاں دوسری جنگی چوکیاں ہیں۔ان دو جنگی چوکیوں کے درمیان ساہی۔ پرتی ہار۔چالوکیہ۔پرمار۔گھلوٹ۔چوہان اور تنوار اس زمانے میں ہندوستان کے دربان تھے ؛

۲۔ تھانیسر کی سلطنت۔ ۵۲۸ء میں ہونوں کی تباہی کے بعد تھانیسر میں ایک نئی سلطنت قائم ہوئی۔ اس خاندان کے پانچ راجاؤں کے نام معلوم ہیں۔لیکن ان میں سے تین مشہور ہیں۔پربھاکر وردھن۔راج وردھن اور ہرش وردھن ؛ ہرش وردھن نے ۶۰۶ء سے لے کر ۶۴۷ء تک راج کیا۔ اس کی ہمشیرہ راجیشری قنوج کے راجہ گرھا ورمن سے بیاہی ہوئی تھی۔جب مالوے کے راجا دیوگپت نے گرھا ورمن کو لڑائی میں مار دیا۔ تو راج وردھن نے جو اسی وقت تخت نشین ہؤا تھا۔ مالوے کے برخلاف اعلان جنگ کر دیا۔اس لڑائی میں دیوگپت شکست کھا کر مارا گیا۔ لیکن اس کے تھوڑی ہی دیر بعد بنگال کے راجہ ششانک نے راج وردھن کو مار ڈالا۔اس پر راج وردھن تھانیسر کا راجا ہوگیا۔اس نے اپنی ہمشیرہ راجیشری کو قنوج کے تخت پر بیٹھنے کے لئے راضی کر لیا۔ اور ہرش وردھن نے سرپرست بن کر فتوحات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس نے قنوج کو تمام شمالی ہندوستان میں ایک عالمگیر سلطنت بنا

دیا- ہم کو ہرش وردھن کے زمانے کے حالات
دو ذریعوں سے معلوم ہوتے ہیں - ایک تو بان
بھٹ کا ہرش چرت اور دوسرا چینی سیاح
ہون سیانگ کی کتاب سے - بان بھٹ ہرش وردھن
کے دربار میں ایک شاعر تھا- اور ہون سیانگ
نے ہندوستان میں سنہ ۶۲۹ء سے ۶۴۳ء تک کے
درمیان دورہ کیا تھا ॥

۳- ہون سیانگ کے زمانے کا ہندوستان -

ہون سانگ کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے - کہ
ہرش وردھن کے زمانے میں قنوج کی سلطنت
کئی ایک صوبوں میں بٹی ہوئی تھی- اور ہر ایک
صوبے میں ایک خاص طریقۂ حکومت رائج تھا-
گپت کے زمانے کی نسبت اس کے زمانے میں
سزائیں سخت تھیں- لیکن رعایا خوش حال تھی-
اس کے زمانے میں معلوم ہوتا ہے- کہ لوگ کافی
تعلیم یافتہ تھے- ہرش وردھن خود علم دوست تھا-
اور وہ ایک اعلےٰ درجے کا شاعر تھا- وہ ہندو
دھرم اور بودھ دھرم کی یکساں عزت کرتا تھا-
اس کے زمانے میں پریاگ (الہ آباد) میں ہر پانچویں
سال ایک بھاری کنبھ یا میلہ لگا کرتا تھا- سنہ ۶۳۴ء
میں ایک بڑا بھاری شاہی دربار منعقد ہوا تھا-
جس میں تمام باجگذار راجے حاضر ہوئے تھے -
اس دربار میں اس نے غریبوں اور حاجتمندوں

ہیں بہت سا روپیہ - کپڑے اور زیورات تقسیم کئے
تھے - سنہ ۶۲۱ء میں ہرش وردھن کو پل کیشی ثانی
والئے دکن سے شکست ہوئی تھی - اس کے بعد
ہرش وردھن اور پل کیشی ثانی کی سلطنتوں کے درمیان
دریائے نربدا حد قائم ہوئی - لیکن جب سنہ ۶۴۷ء میں
ہرش وردھن وفات پاگیا - تو قنوج کی سلطنت
ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ٭

۴- **یشو ورمن والئے قنوج** - جب ہرش وردھن کی
وفات کے بعد قنوج کی سلطنت تباہ ہوگئی - تو
قنوج پر ایک مقامی راجہ یشو ورمن نے قبضہ کر
لیا - اس نے اور اس کے جانشینوں نے قنوج
پر سو ڈیڑھ سو سال راج کیا - یشو ورمن کو کشمیر کے
راجہ للتادتیہ نے شکست دی تھی - اس کا راج
کشمیر میں سنہ ۶۹۹ء سے لے کر سنہ ۷۲۵ء تک رہا -
سنہ ۸۱۴ء میں اس خاندان کے آخری راجہ اندر یودھ کو
راجہ دھرم پال والئے بنگال نے تخت سے اتار
دیا تھا - سنہ ۸۱۶ء میں اس کے جانشین چکر یودھ کو
مغربی راجپوتانے کے پرتی ہار راجہ ناگ بھٹ
نے تخت سے اتار کر اس خاندان کی سلطنت
کا خاتمہ کردیا ٭

۵- **پرتی ہار راجپوتوں کی سلطنت قنوج** - اس
خاندان کا راج سنہ ۸۱۶ء سے لے کر سنہ ۱۰۹۰ء تک
رہا - بھوج - مہیندر پال اور مہی پال اس خاندان

کے مشہور راجے ہوئے ہیں۔ مہی پال کے زمانے سے جس کا راج سنہ ۹۱۰ء سے لے کر سنہ ۹۴۰ء تک رہا۔ اس خاندان کا زوال شروع ہوا۔ اس کو دکن کے راشٹرکوٹ راجہ اِندر سوئم نے شکست دی تھی۔ سنہ ۱۰۰۹ء میں اس خاندان کے راجہ راج پال نے انند پال والئے لاہور کی محمود کے برخلاف مدد کی تھی۔ سنہ ۱۰۱۸ء میں محمود نے قنوج کی سلطنت پر حملہ کر دیا۔ اور اس موقعہ پر راجپال کو محمود کی اطاعت قبول کرنی پڑی۔ لیکن محمود کی واپسی پر کالنجر اور گوالیار کے راجاؤں نے قنوج پر حملہ کر دیا۔ اور راج پال لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے بعد راج پال کا بیٹا ترلوچن پال تختِ قنوج پر بیٹھا۔ لیکن سنہ ۱۰۱۹ء میں محمود نے قنوج پر دوبارہ حملہ کر دیا۔ اور اس موقعہ پر کالنجر کے راجہ کو بھی شکست ہوئی۔ اس کے بعد سلطنتِ قنوج کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

۶۔ ریاستِ دہلی۔ ریاستِ دہلی کی بنیاد ایک تنوار راجپوت اننگ پال نے سنہ ۹۹۳ء میں رکھی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ پانڈوں کی اولاد میں سے تھا۔ یہ ریاست سنہ ۱۱۰۰ء تک قائم رہی۔ جبکہ اس کے اخیری راجہ اننگ پال ثانی نے اپنی تمام ریاست اپنے دوہتے پرتھوی راج والئے اجمیر کو دے دی۔

۷۔ ریاستِ اجمیر۔ اس ریاست کی بنیاد ایک چوہان
راجپوت اجے پال نے رکھی تھی۔ مانک رائے۔
وبشل دیو۔ سومیشور اور پرتھوی راج اس خاندان
کے نہایت مشہور بادشاہ ہو گزرے ہیں۔ یشوورمن
والئے قنوج اور اس کے جانشینوں کے زمانے
میں چوہانوں اور پرتی ہاروں کو سندھ کی جانب
سے عربوں کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ پرتھوی راج
والئے اجمیر اور جے چند والئے قنوج ایک دوسرے
کے رقیب تھے۔ لیکن ۱۱۷۵ء میں سوئمبر میں
جے چند کی دختر سنجوگتا نے پرتھوی راج کو اپنا
خاوند چُنا۔ پرتھوی راج نے کالنجر کے راجہ کو
۱۱۸۲ء میں شکست دی تھی۔ اس کی ہمشیرہ
راجہ سمرسی والئے چتوڑ سے بیاہی ہوئی تھی۔
اس لئے گہلوتوں۔ چوہانوں اور تنواروں کی متحدہ
طاقت کے زور پر پرتھوی راج شمالی ہندوستان میں
ایک زبردست بادشاہ بن گیا۔ ہندوؤں کا وہ اخیری
شہنشاہ تھا۔ ۱۱۹۳ء میں اس کو شہاب الدین
غوری نے شکست دی۔ اس کے بعد اس کی
سلطنت غوری سلطنت میں شامل ہو گئی۔

۸۔ گہرواڑ خاندان کی سلطنتِ قنوج۔ اس سلطنت
کی بنیاد ایک گہرواڑ خاندان کے راجپوت چندر دیو
نے ۱۰۹۰ء میں رکھی تھی۔ اس خاندان کے پانچ
راجا ہوئے۔ جن میں جے چند سب سے اخیری

تھا۔ اس کی سلطنت ۱۱۹۴ء میں غوری سلطنت
میں شامل ہو گئی +

۹۔ ریاست کالنجر۔ قنوج کی پرتی ہار سلطنت میں
زوال آنے پر کالنجر کی ریاست قائم ہوئی۔ اس
کا ۱۲۰۳ء میں بختیار خلجی نے خاتمہ کر دیا۔ ڈھنگا۔
گنڈا۔ کیرتی ورمن اور پرمال اس خاندان کے مشہور
راجے تھے۔ گنڈا محمود کا ہمعصر تھا۔ اور پرمال
پرتھوی راج کا +

۱۰۔ ریاست مالوہ۔ گپت سلطنت میں زوال آنے
پر موریہ خاندان کے راجکمار خود مختار ہو گئے۔ موریہ
لوگ اب پرمار راجپوتوں کی ایک شاخ سمجھی جاتی
ہے۔ بھوج اس خاندان کا نہایت مشہور راجہ
تھا۔ دھارا نگری اس کی راجدھانی تھی۔ ۱۰۶۰ء
میں گوالیار اور گجرات کاٹھیاوار کے راجاؤں نے
مل کر اس ریاست کو تباہ کر دیا +

۱۱۔ ریاست چتوڑ۔ اس ریاست کی بنیاد کال بھوج
نے جس کو بپاراول بھی کہتے ہیں۔ رکھی تھی۔
اس نے ۷۳۴ء سے لے کر ۷۵۳ء تک راج
کیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ سندھ کی جانب سے عربوں
کا مقابلہ کرنے میں اس نے نمایاں حصہ لیا تھا۔
بپاراول۔ کھومان اور سمر سنگھ اس خاندان کے
اس زمانے میں نہایت مشہور راجے تھے +

۱۲۔ بنگال اور بہار کی سلطنت۔ ہرش وردھن

کی وفات کے بعد جب قنوج کی سلطنت تباہ ہو گئی۔ تو بنگال اور بہار میں آدی سور نامی ایک راجہ خود مختار ہو گیا۔ اس کے خاندان کی سلطنت ۱۰۸۱ء تک رہی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس راجہ نے پانچ براہمن اور پانچ کائستھوں کو بنگال میں ہندو دھرم کو ترقی دینے کے لئے بلایا تھا۔ سور خاندان کے بعد بنگال میں پال خاندان کی حکومت ہوئی۔ اس خاندان کی حکومت بنگال میں ۱۰۸۱ء سے لے کر ۱۰۸۰ء تک اور بہار میں ۱۰۸۱ء سے لے کر ۱۱۹۷ء تک رہی۔ پال خاندان کے تمام راجے بودھ دھرم کے پیرو تھے۔ اور سین خاندان کے راجے جن کا پال خاندان کے بعد راج ہوا۔ تمام ہندو دھرم کے پیرو تھے۔ سین راجاؤں نے بنگال میں کولین جاتیاں بنائیں۔ ۱۱۹۷ء میں بختیار خلجی نے اس خاندان کا بھی خاتمہ کر دیا۔

۱۳۔ ہندوستان کی حفاظت میں راجپوتوں کا حصّہ۔ اس زمانے میں چالوکیوں۔ پرتی ہاروں اور ساہیوں نے اروِلی پہاڑ کے مغرب میں۔ اور پرماروں۔ گھلوتوں۔ چوہانوں اور تنواروں نے اس پہاڑ کے مشرق میں دربانوں کے فرائض ادا کئے ہیں۔ اس امر واقعہ سے کہ وہ ان فرائض کو چھ سو برس تک ادا کرتے رہے۔ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے اس فرض کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا۔

سوالات

۱- راجپوتی زمانے میں ارولی پہاڑیوں کی کیا جنگی اہمیت تھی ؟

۲ ریاست تھانیسر کی تواریخ مختصراً بیان کرو- اور بتاؤ- کہ کن حالات میں ہرش وردھن قنوج کا حقیقتاً مالک بن گیا ؟

۳- تم کو ہرش وردھن کی سلطنت کے متعلق کیا معلوم ہے ؟ کن ذریعوں سے تم کو اس زمانے کے حالات معلوم ہوتے ہیں ؟

۴- یشوورمن پر ایک مختصر سا نوٹ لکھو ÷

۵- پرتی ہار کون تھے ؟ انہوں نے قنوج کب فتح کیا ؟ پرتی ہاروں کی سلطنت پر ایک مختصر نوٹ لکھو ÷

۶- تنواروں کی ریاستِ دہلی پر ایک نوٹ لکھو ÷

۷- چوہانوں کی نسبت تمہیں کیا معلوم ہے ؟ پرتھوی راج کی زندگی کے متعلق تمہیں کیا معلوم ہے ؟ پرتھوی راج کی فتوحات بیان کرو- اور بتاؤ- کہ کن حالات میں اس کی سلطنت جاتی رہی ؟

۸- گہرواروں کی سلطنتِ قنوج کے مختصر حالات بیان کرو ÷

۹- کالنجر کی ریاست کے مختصر حالات بیان کرو ÷

۱۰- مالوے میں پرماروں کی ریاست کے مختصر حالات بیان کرو ÷

۱۱- میواڑ میں گہلوتوں کی ریاستِ چتوڑ کے مختصر حالات بیان کرو ۔

۱۲- بنگال اور بہار کے سور- پال اور سین خاندانوں کے مختصر حالات بیان کرو ۔

۱۳- ہرش وردھن کے حالات مختصراً بیان کرو - (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۸- ۱۹۲۰-۱۹۲۴-۱۹۲۸) ۔

۱۴- ہیون سانگ کی زندگی پر ایک مختصر سا نوٹ لکھو- اور بتاؤ- کہ اُس کے دَورے کے زمانے میں ہندوستان کی کیا حالت تھی ؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۳) ۔

۱۵- بارھویں صدی عیسوی کے اخیر میں اور تیرھویں صدی کے شروع میں شمالی ہند میں چند ایک راجپوت ریاستوں کے حالات بیان کرو- (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۵) ۔

۱۶ راجہ بھوج پر ایک نوٹ لکھو- (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۷) ۔

۱۷- ہندوستان کی تاریخ میں جے چند والئے قنوج نے کیا کھیل کھیلا ؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۳۲) ۔

فصل سیزدہم

دکن اور جنوبی ہندوستان کی ریاستیں اور راجپوتی زمانے پر سرسری نظر

چھٹی صدی عیسوی میں جنوبی ہندوستان کا سیاسی نقشہ

یہ بتلایا جا چکا ہے۔ کہ سنہ ۲۲۸ء میں اندھرا سلطنت کے خاتمے پر تین طاقتیں ظہور میں آئیں۔ مہاراشٹر میں واکاٹک۔ کانڑی علاقے میں کادمب اور تلنگانہ میں پلو۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ واکاٹک خاندان گپت خاندان کا ہمعصر تھا۔ پرورسین جس نے اشومیدھ یگ رچایا تھا۔ اور رودر سین ثانی جس نے چندر گپت ثانی یعنی بکرماجیت کی لڑکی بیاہی تھی۔ اس خاندان کے نہایت مشہور راجے تھے۔ اس خاندان کا راج چھٹی صدی عیسوی کے آغاز تک قائم رہا۔ کادمبوں نے کانڑی ملک میں تین سو برس تک راج کیا۔ ان کی راجدھانی بنواسی میں تھی۔ اور وہ جین دھرم کے سرپرست تھے۔ آخر گنگا وشی خاندان اور چالوکیہ خاندان کی بڑھتی ہوئی طاقتوں نے اس سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔

پلو خاندان - سنہ ۲۵۰ء سے سنہ ۷۴۰ء تک +

ایک اور سلطنت جو اندھرا سلطنت کے زوال میں قائم ہوئی تھی - وہ پلو خاندان کی تھی - اُن کی سلطنت دکن کے تمام مشرقی علاقوں میں پھیلی ہوئی تھی - مغرب میں ان کی ہمیشہ چالوکیوں سے لڑائی رہتی تھی - اور جنوب میں چولا اور پانڈیا ریاستوں سے - پلووں کے ایک راجہ وشنو گپت کو سمندر گپت نے شکست دی تھی - پلووں کی راجدھانی موجودہ شہر مدراس کے قریب کانجی ورم میں تھی - کہا جاتا ہے - کہ پلووں نے نہ ہی صرف تمام جنوبی ہندوستان کو فتح کر لیا تھا - بلکہ انہوں نے لنکا کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا - سنگھہ وشنو - مہیندر ورمن اور نرسنگھہ ورمن اس پلو خاندان کے مشہور راجہ تھے - سنہ ۶۴۲ء میں راجہ نرسنگھہ ورمن نے چالوکیہ راجہ پل کیشی ثانی کو شکست دی تھی - اور وہ اسی لڑائی میں مارا گیا تھا - آخر سنہ ۷۴۰ء میں چولا اور پانڈیا ریاستوں نے مل کر پلو سلطنت کا خاتمہ کر دیا +

چالوکیہ خاندان کی ابتدائی ریاست

سنہ ۵۵۰ء میں چالوکیہ خاندان کے ایک مقامی راجہ پل کیشی نے موجودہ ضلع بیجاپور میں بمقام واتاپی ایک ریاست کی بنیاد رکھی - اور اس کے بیٹے کیرتی ورمن نے مشرق اور مغرب میں بہت سی

فتوحات کیں۔ لیکن کیرتی ورمن کے بیٹے پل کیشی دوئم نے تو اس چالوکیہ ریاست کو بہت ہی وسعت دی۔ یہ زبردست بادشاہ ۶۰۸ء میں تخت پر بیٹھا تھا۔ اور ۶۴۲ء تک حکمران رہا۔ اس نے تمام مہاراشٹر فتح کرلیا تھا۔ اور برار اور ریاست حیدر آباد کے علاقوں کا بہت سا حصہ اپنی سلطنت میں شامل کرلیا تھا۔ اس نے ۶۲۰ء میں ہوش وردھن والئے قنوج کو شکست دے کر دریائے نربدا اپنی سلطنت کی حد مقرر کر لی تھی۔ آخر ۶۴۲ء میں یہ راجہ کانجی ورم کے پلو راجہ نرسنگھ ورمن کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مگر تیرہ برس کے بعد ۶۵۵ء میں پل کیشی کے بیٹے بکرماجیت نے دوبارہ یہ سلطنت فتح کر لی۔ اور اس واقعہ کے بعد یہ چالوکیہ سلطنت ۷۵۳ء تک قائم رہی۔ اس خاندان کے راجے براہمنی دھرم کے پیرو تھے۔ اور اجنتا غار کی پتھر کی خوبصورت مورتیاں راجہ پل کیشی کے وقت میں ہی تراشی گئی تھیں۔ پل کیشی ثانی نے ۶۱۱ء میں تلنگانہ کا علاقہ فتح کیا تھا۔ اور بعد میں یہ تمام علاقہ اس نے اپنے بھائی وشنو وردھن کے حوالے کر دیا تھا۔ جس کی اولاد ۱۰۷۰ء تک راج کرتی رہی ×

راشٹر کوٹ خاندان ۷۵۳ء میں چالوکیہ سلطنت کے ختم ہونے پر دکن میں راشٹر کوٹ خاندان کے راجاؤں کا راج ہوا۔ اس خاندان کی سلطنت

سنہ ۹۷۳ء تک قائم رہی۔ اور اس خاندان کے چودہ بادشاہوں نے یکے بعد دیگرے راج کیا۔ ان میں سے کرشن۔ اموگھ ورش اور راندر سوئم مشہور راجے تھے۔ راجہ کرشن کے عہد میں ایلورہ کی پہاڑی چٹانوں میں کیلاش مندر کی خوبصورت مورتیاں تراشی گئی تھیں۔ یہ مورتیاں دُنیا بھر میں مشہور ہیں۔ اموگھ ورش کے عہد میں عربی تاجر مہاراشٹر میں آنے شروع ہوئے۔ اور ان تاجروں نے راجہ اموگھ ورش کی جس کا ذکر وہ راجہ بلہار سے کرتے ہیں۔ بہت تعریف کی ہے۔ آخر سنہ ۹۷۳ء میں چالوکیہ خاندان کے ایک مقامی راجہ تیل نے راشٹرکوٹ راجاؤں کی طاقت کا خاتمہ کر دیا۔ اور دوسرے چالوکیہ خاندان کی سلطنت کی بنیاد رکھی۔

دوسرا چالوکیہ خاندان
سنہ ۹۷۳ء سے سنہ ۱۱۹۰ء تک

اس چالوکیہ خاندان کے گیارہ راجے ہو گزرے ہیں۔ اور ان راجاؤں کے عہد میں ریاست کی راجدھانی کلیانی تھی۔ بکرماجیت ہشتم اس خاندان کا بڑا مشہور راجہ ہو گزرا ہے۔ اس نے سنہ ۱۰۷۶ء سے لے کر سنہ ۱۱۲۷ء تک راج کیا تھا۔ وہ بڑا علم دوست تھا۔ اور اس کے عہد میں وگیان ایشور نے اپنے ہندو دھرم شاستر کی مشہور کتاب متاکشرا لکھی تھی۔ اس کے دربار کے ایک شاعر بلہن نے اس کی سوانح عمری لکھی تھی سنہ ۱۹۰ء

میں اس خاندان کا خاتمہ ہوا۔ اور اس کی جگہ یادوں کی ریاست دیوگری جو ضلع اورنگ آباد میں ہے۔ شمال میں اور ہوئیسالوں کی ریاست جنوب میں قائم ہوئیں ٭

یادو خاندان اس دوسری چالوکیہ سلطنت کی تباہی کے بعد دکن میں یادو خاندان کی سلطنت قائم ہوئی۔ اور ان راجاؤں کی راجدھانی دیوگری میں تھی۔ اس خاندان کے آخری راجہ رام چندر کو بادشاہ علاؤالدین خلجی نے شکست دے کر اس کے ملک کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ یوں تمام دکن مسلمانوں کی سلطنت میں شامل ہو گیا ٭

انتہائی جنوبی ہند کی ریاستیں ٭ ہندوستان کے انتہائی جنوب میں بھی اس زمانے میں کئی ایک ریاستیں موجود تھیں۔ موجودہ میسور کے کانڑی علاقے میں ہوئیسال خاندان کے راجاؤں کی ریاست تھی۔ اور تامل دیش میں پانڈیہ۔ چولا اور چیرا مشہور ریاستیں قائم تھیں۔ ہم اس فصل کو ان ریاستوں کے مختصراً حالات درج کئے بغیر ختم نہیں کر سکتے ٭

پانڈیہ پانڈیہ ریاست موجودہ صوبۂ مدراس کا عین انتہائی جنوبی حصّہ تھا۔ زمانۂ قدیم میں اس ریاست کی راجدھانی کورکئی تھی۔ اور بعد میں مدورا ہو گئی۔ کورکئی موتیوں کی تجارت کے لئے

مدتوں تک نہایت مشہور تھا۔موریہ سلطنت کے زمانے میں بھی یہ ریاست خود مختار وجود تھی۔اور سنہ ۹۹۴ع تک یہ ریاست خود مختار رہی۔لیکن اسی سال چولا خاندان کے راجاؤں نے اس ریاست کو فتح کرلیا۔ گو سنہ ۱۳۱۰ع میں جب ملک کافور نے جنوبی ہند پر چڑھائی کی۔تو ریاست پانڈیہ پر بھی حملہ ہوا۔مگر تھوڑے ہی عرصے کے بعد یہ ریاست پھر خود مختار ہو گئی تھی۔اور سنہ ۱۵۶۷ع تک یہ ریاست خود مختار ہی رہی +

چیرا چیرا خاندان کی ریاست ہندوستان کے جنوب مغربی ساحل پر تھی۔تمام مالابار کا علاقہ اس ریاست میں شامل تھا۔یہ ریاست بھی چولا خاندان کے راجاؤں نے فتح کرلی تھی +

چولا پانڈیہ ریاست کے شمال میں اور چیرا ریاست کے مشرق میں چولا ریاست تھی۔ ان کی راجدھانی شروع میں ترچناپلی کے قریب تھی۔اور کچھ عرصے تک دریائے کاویری کے دہانے پر بھی رہی تھی۔لیکن دوسری صدی عیسوی میں چولا ریاست کو زوال آیا۔اور پلو خاندان کے راجاؤں نے تمام جنوبی ہندوستان میں اپنی سلطنت قائم کرلی۔اس خاندان کے راجہ نرسنگھ ورمن نے چالوکیہ راجہ پل کیشی کو شکست دے کر قتل کر ڈالا۔لیکن پلو راجاؤں کی سلطنت چالوکیہ

راجاؤں نے ۸۴۰ء میں ختم کر دی۔ اس کے بعد چولا خاندان کے راجاؤں نے پھر جنوبی ہند میں طاقت پکڑی۔ یہ راجے چودھویں صدی عیسوی تک راج کرتے رہے۔ لیکن جب ۱۳۱۰ء میں ملک کافور نے جنوبی پر حملہ کیا۔ تو جنوبی ہند کی اور ریاستوں کے ساتھ اس ریاست کا بھی خاتمہ ہؤا ❖

راجپوتی سلطنتوں کی تباہی کے اسباب ❖

ساتویں صدی عیسوی سے لے کر بارھویں صدی کے اخیر تک ہندوستان میں تقریباً سولہ سترہ مختلف خود مختار ریاستیں تھیں۔ جن میں سے دس ایک تو شمالی ہندوستان میں تھیں۔ اور کوئی چھ دکن اور جنوبی ہندوستان میں موجود تھیں۔ یہ تمام ریاستیں ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑتی رہتی تھیں۔ اس لئے ملک میں کوئی مجموعی طاقت پیدا نہ ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب ہندوستان پر بیرونی حملہ آوروں نے حملے شروع کئے۔ تو ہندوستان بحیثیت ایک مجموعی طاقت ان حملہ آوروں کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اس کے علاوہ ساتویں صدی عیسوی سے لے کر بارھویں صدی تک ان پانچ صدیوں میں جب کہ ہندوستان میں کوئی بیرونی حملہ آور قوم آکر آباد نہ ہوئی۔ تو پنجاب اور سندھ کو چھوڑ کر تمام ہندوستان بیرونی تعلقات

سے کٹ گیا۔ اور مختلف ریاستوں میں آپس کی لڑائی کی وجہ سے غیر ملکوں سے تجارت بھی بند ہوگئی۔ غرضیکہ تمام ملک ایک طرح سے اپنی ہی چار دیواری میں بند ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ اُن تمام تحریکوں سے جو اُس زمانے میں ہمسایہ ممالک میں پیدا ہوئیں۔ ہندوستان بے بہرہ رہا۔ اور اس کے باشندوں کو بیرونی خطرات سے بالکل لاعلمی رہی۔ غیر ممالک میں فن سپہ گری میں نئے نئے اصول اور طریقے دریافت ہوکر رائج ہوئے۔ لیکن ہندوستان کے سپاہی وہی صدیوں کے پُرانے طریقوں پر کاربند رہے۔ رات کے وقت چھاپہ مارنا۔ دشمن کو پیچھے سے آ لینا۔ لڑائی میں زیادہ تر گھوڑ چڑھوں پر انحصار رکھنا۔ یہ تمام ایسی باتیں تھیں۔ جن سے ہندوستانی سپاہی یا تو بالکل ناواقف تھے۔ یا وہ ان طریقوں کو بُرا سمجھتے تھے۔ ہندوستانی افواج میں ہاتھیوں کا زیادہ استعمال ہوتا تھا۔ اور ان کا انحصار زیادہ تر پیدل فوج پر ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ ہندوستانی باوجود بہادر ہونے کے بھی غیر ممالک کی افواج کے مقابلے میں شکست کھاتے تھے۔ مختلف ریاستوں میں آپس کی لڑائی۔ غیر ممالک کے فنِ سپہ گری سے ناآشنائی اور ہمسایہ ممالک کی مختلف تحریکوں سے غیر دلچسپی۔ یہ تین بڑی بھاری وجوہات تھیں۔ جن کی وجہ سے ہندوستانی باوجود

اس امر کے کہ ان کے سپاہی بہادری میں یکتا تھے۔
ان کا ملک دولت اور علم میں دُنیا کے تمام ممالک
سے بڑھا ہُوا تھا۔ پھر بھی غیر ملکوں کی جنگی طاقت
کے سامنے پسپا ہوئے۔ بیرونی حملہ آوروں نے تھوڑی
سی طاقت کے ساتھ تمام ملک کو فتح کر لیا۔
اور سارے کا سارا ہندوستان ایک محکوم
ملک بن گیا ٭

مذہبی حالت

جب چھٹی صدی عیسوی میں ہون
سلطنت تباہ ہوگئی۔ تو بودھ دھرم
ہندوستان میں نہایت خستہ حالت میں تھا۔ ہرش
وردھن کے زمانے میں تو بودھوں کی کچھ تھوڑی
بہت قدر بھی ہوتی تھی۔ لیکن جب ملک کے اندر
مختلف حصوں میں راجپوت ریاستیں قائم ہوگئیں۔
تو بودھوں کا زور بالکل جاتا رہا۔ یہ سب راجپوت
ریاستیں ساتویں صدی عیسوی میں قائم ہوئی تھیں۔
اور جب آٹھویں صدی میں ہر ایک جگہ براہمنی
مذہب کے حکمران طاقت پکڑ گئے تھے۔ تو سندھ۔
کابل اور راجپوتانے میں بھی ہر جگہ براہمنی مذہب کے
راجاؤں نے ریاستیں قائم کر لی تھیں۔ اسی زمانے
میں کمارل بھٹ اور شنکر اچاریہ جیسے زبردست
دھارمک نیتا پیدا ہوئے تھے۔ جنہوں نے پُرانے
ویدک دھرم کی خوب زور سے اشاعت کی تھی۔
جس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ تمام ہندوستان میں پُرانا

مذہب پھر قائم ہوگیا۔لیکن بنگال میں پُرانے ہندو دھرم کی اشاعت نہ ہو سکی۔کیونکہ وہاں آٹھویں صدی عیسوی سے لے کر تین سو سال تک پال خانداں کے راجاؤں کی حکومت رہی۔ اور یہ راجے بودھ دھرم کے زبردست حامی تھے۔جب بارھویں صدی عیسوی کے وسط میں پال خاندان کے راجاؤں کو سین خاندان کے راجاؤں نے بنگال سے نکال دیا۔ تب براہمنی دھرم بنگال میں ترقی کرنے لگا۔ لیکن سین خاندان کے راجا بھی بہت دیر تک راج نہ کرنے پائے تھے۔کہ مسلمان فاتحوں نے ملک پر حملے کرنے شروع کر دئے۔ اور بارھویں صدی کے اخیر میں بنگال اسلامی سلطنت غور میں شامل ہو گیا۔ بنگال کے بودھ ابھی ہندو دھرم اختیار نہ کرنے پائے تھے۔کہ صوبے میں مسلمانوں کی سلطنت قائم ہوگئی۔اور یہ تمام کے تمام بودھ مسلمان ہو گئے۔ یہی وجہ ہے۔کہ مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی بڑی بھاری تعداد موجود ہے۔ شمال مغربی پنجاب اور سندھ میں بھی ابھی پُرانے ہندو دھرم کی اشاعت کا پورا موقعہ نہ ملا تھا۔کہ یہ علاقے مسلمان حملہ آوروں نے فتح کرکے اپنی سلطنت میں شامل کر لئے۔ وہاں بھی بودھ موجود رہے۔اور انہوں نے مذہب اسلام قبول کر لیا۔یہی وجہ ہے۔کہ شمال مغربی پنجاب سرحدی صوبہ اور سندھ و بلوچستان میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے +

ذات پات اور مجلسی حالت

ہون سلطنت کی تباہی کے بعد محمود کے زمانے تک ان پانچ صدیوں کے اندر ہندوستان پر باہر سے کوئی حملہ نہ ہؤا تھا۔ اور جو غیر قومیں باہر سے آچکی تھیں۔ انہوں نے رفتہ رفتہ ہندو رسم و رواج اور براہمنی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اور پیشے کے لحاظ سے ہندوؤں کے چار مختلف ورنوں میں جذب ہو کر علیحدہ علیحدہ ذاتوں میں وہ تقسیم ہو چکے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ ہندوؤں کے اندر ذاتوں کی تعداد میں بہت بھاری اضافہ ہو گیا۔ پارتھی۔ یونانی۔ شکا۔ ہون۔ ترک تمام غیر قومیں بالکل ہندوستانی قومیں بن گئیں۔ اور ان کے طریق زندگی میں کچھ فرق نہ رہا۔ غالباً اسی زمانے میں مختلف غیر ممالک کی جنگجو قومیں ہندو دھرم اختیار کر کے راجپوتوں کے نام سے پکاری جانے لگی تھیں۔ پرمار۔ سولانکی۔ چوہان۔ پرتی ہار راجپوت غالباً انہی نئی قوموں میں سے تھے۔ کیونکہ ان راجپوت قوموں نے براہمن مذہب کو بہت ترقی دی تھی۔ اس لئے برہمنوں نے ان کو اگنی کل کشتریوں کی پدوی دے دی تھی ؎

براہمنی دھرم

ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں۔ کہ گپت خاندان کے راجاؤں کے زمانے میں۔ جب کہ بودھ مذہب کا زوال شروع ہؤا تھا۔ ہندو دھرم کو از سر نو ترقی ہوئی۔ ساتویں

اور آٹھویں صدی عیسوی میں راجپوت راجاؤں نے ہر طرف اپنی اپنی ریاستوں میں نئے نئے عالیشان مندر بنوائے - جن میں وشنو - شیو - کالی - درگا - مہابیر - گنیش وغیرہ دیوتاؤں کی پرستش ہونے لگی - اسی زمانے میں پورانوں کو بہت اہمیّت حاصل ہوئی - پوران کے معنی پُرانا ہے - اور اصل میں پوران اُن کتابوں کا نام ہے - جن میں پُرانی مریادا یا قدیم روایات درج ہیں - ہم باب دوئم میں بتلا آئے ہیں - کہ پورانوں کو پہلی مرتبہ کورکشیتر کی لڑائی کے چھ سات پُشتوں بعد ترتیب دیا گیا - لیکن جس زمانے میں بودھ مذہب کا پرچار ہوُا - اُس زمانے میں پورانوں کو دوبارہ ترتیب دی گئی - اور جب بودھ مذہب کو زوال آیا - اور گپت راجاؤں کے زمانے میں ہندو دھرم کو از سرِ نو ترقی حاصل ہوئی - تو پورانوں کو تیسری اور آخری دفعہ ترتیب دیا گیا - ان پُرانی کتابوں میں بہت کچھ اضافہ کیا گیا - اور انہوں نے یہ موجودہ شکل اختیار کی - ہر ایک پوران میں کسی خاص ایک دیوتا کو سب سے بڑا مانا گیا ہے - پورانوں میں اَور بھی بہت سے واقعات لکھے ہیں - جن سے ساتویں اور آٹھویں صدی کے مذہبی اور مجلسی حالات پر کافی روشنی پڑتی ہے ؀

پورانک دھرم کے بانی

اُس زمانے میں جب کہ پورانوں کو آخری مرتبہ ترتیب دی گئی تھی - کئی

ایک براہمن اور مہاتما ایسے پیدا ہوئے تھے۔ جنہوں نے پورانوں میں درج ہندو دھرم کو پھیلانے میں بڑی کوشش کی تھی۔ اس زمانے میں سب سے پہلا مذہبی پیشوا پاتنجلی تھا۔ جس کا یوگ شاستر اور بھاشیہ اب تک مشہور ہے۔ یہ مہاتما راجہ پُشید متر کے عہد میں ہوا تھا۔ اور غالباً یہ اسی کی تعلیم کا نتیجہ تھا۔ کہ ملک میں یوگ ابھیاس ہر دلعزیز ہو گیا تھا۔ اس کے چیلوں کی ایک سادھو منڈلی گورو گورکھ ناتھ نے بنائی تھی۔ جو اب تک یوگیوں کے نام سے مشہور ہے ؛

پاتنجلی کے بعد اس زمانے میں کمارل بھٹ بنگال کے براہمن خاندان میں پیدا ہوا۔ اس نے براہمنی مذہب کو ترقی دینے میں بہت زبردست حصّہ لیا۔ اس مہاتما نے میمانسہ کا اُپدیش کیا۔ اس کے تقریباً ایک صدی بعد سوامی شنکر اچاریہ پیدا ہوئے۔ شنکر اچاریہ کی پیدائش مالابار میں ہوئی تھی۔ ان کو بہت سے ہندو شیوجی کا اوتار مانتے ہیں۔ انہوں نے بچپن ہی میں اس قدر تعلیم حاصل کر لی تھی۔ کہ مذہبی معاملات میں ان سے کوئی شخص بھی شاستراrتھ یعنی مباحثہ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بنارس میں بھی گئے۔ اور وہاں انہوں نے شیوجی کی پرستش پر بہت زور دیا تھا۔ ان کا بتیس برس کی عمر میں اوترا کھنڈ میں بمقام کیدار ناتھ انتقال ہوا۔

تھا۔اور انہوں نے دھرم پرچار کے لئے چار مٹھ قائم کئے تھے۔ اوّل جنوبی ہند میں بمقام سرنگیری۔ دوئم شمالی ہند میں بمقام بدری نارائن۔ سوئم پورب میں بمقام جگن ناتھ پوری۔ اور چہارم پچھم میں بمقام دوارکا۔ بدری نارائن کا مٹھ تو اب نیست و نابود ہو گیا ہے۔ لیکن باقی کے تینوں مٹھوں کے مہنتوں کو لاکھوں بلکہ کروڑوں ہندو اب بھی اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہیں۔ سوامی شنکر اچاریہ کے چیلوں میں جو سادھو منڈلی بنی۔ وہ سنیاسیوں کے نام سے مشہور ہے۔ سنیاسی خود دس فرقوں میں منقسم ہیں۔ جن میں گری۔ پوری۔ سرسوتی۔ بھارتی وغیرہ مشہور فرقے ہیں *

سوامی شنکر اچاریہ کے بعد اور بھی بہت سے بھگت اور گورو ہوئے ہیں۔ جنہوں نے ہندو دھرم کو ترقی دی ہے۔ ان میں سے سوامی رامانج اچاریہ نہایت مشہور ہیں۔ رامانج اچاریہ گیارھویں صدی عیسوی میں جنوبی ہند میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے چولا ریاست کے مشہور شہر کانجی ورم میں تعلیم پائی تھی۔ اور موجود ریاست میسور میں بمقام سرنگا پٹم ویشنو دھرم کی اشاعت شروع کی تھی۔ سوامی رامانج اچاریہ نے بھی سارے ہندوستان کا دورہ کیا تھا۔ ان کے دھرم پرچار سے بہت سے لوگ ویشنو دھرم کے پیرو بن گئے۔ انہوں نے سنسکرت زبان میں کئی کتابیں تصنیف کی تھیں۔ جن میں ویشنو مت کے اُصول

خوب وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں۔سوامی رامانج اچاریہ کے چیلوں میں بھی ایک سادھو منڈلی بن گئی تھی۔ یہ منڈلی اب بھی بیراگیوں کے نام سے مشہور ہے۔

دیگر علوم و فنون

اس زمانے میں سنسکرت اور ہندی زبان کو کافی ترقی حاصل ہوئی۔موجودہ ہندی زبان راجپوت ریاستوں کے زمانے میں رائج ہوئی۔ سنسکرت زبان میں کئی ایک ناٹک لکھے گئے۔کلھن پنڈت نے سنسکرت میں کشمیر کی تواریخ کے متعلق مشہور کتاب راج ترنگنی اسی زمانے میں لکھی۔ہندی زبان میں سب سے پُرانے مصنّف چندر بردے نے بھی اپنی مشہور کتاب پرتھوی راج راسو اسی زمانے میں لکھی تھی۔اسی زمانے میں مختلف شہروں میں بڑی بڑی عالیشان عمارتیں محلوں اور مندروں کے لئے تعمیر ہوئیں۔ ہندوستان کا مشہور جوتشی آریہ بھٹ بھی اسی زمانے کے آغاز سے کچھ پہلے سنہ ۴۷۶ء میں پیدا ہوا تھا۔ اس نے علم ریاضی اور جوتش کو بہت ترقی دی ہے۔ اور ہندوؤں کی موجودہ جنتریاں اسی آریہ بھٹ کے ترتیب دئے ہوئے حسابات پر مبنی ہیں۔

تجارت

ہون زمانے سے پہلے ہندوستانی تجارت مشرقی ممالک میں خوب گرم تھی۔ بودھ مذہب کے پرچارکوں نے ہندوستانیوں کو غیر ممالک سے اچھی طرح سے آشنا کرا دیا تھا۔ اور غیر ممالک

کے لوگوں کے دلوں میں ہندوستان کے جاترے کا شوق پیدا کر دیا تھا۔ غیر ملکوں کے ساتھ رابطۂ اتحاد قائم ہو جانے سے تاجر لوگوں نے بھی ان ممالک میں آنا جانا شروع کر دیا تھا۔ مغرب میں ہندوستانی تجّار بھڑوچ۔ سورت۔ کلیان کی مغربی بندرگاہوں سے سیاہ مرچ۔ گرم مصالحہ۔ قیمتی پتھر اور جواہرات بابل۔ ایشیائے کوچک اور مصر وغیرہ لے جاتے تھے۔ اور مشرق میں ہندوستانی سوداگر جاوا۔ سماٹرا۔ سیام۔ انام اور چین تک جاتے تھے۔ ملک کے اندر بھی تجارت کے لئے بڑی بڑی سڑکیں موجود تھیں۔ لیکن ہون حملوں کے بعد جب ملک میں ابتری پھیل گئی۔ اور تجارت جیسے امن کے پیشے مشکل ہو گئے۔ تو ہندوستانی تاجروں نے غیر ممالک میں جانا بند کر دیا۔ اور آخر جہاز رانی عربوں کے ہاتھ آئی۔ راجپوت ریاستوں کے زمانے میں بھی ہندوستان کی بیرونی تجارت عربوں کے ہاتھ رہی ؎

خلاصۂ فصل سیزدہم

۱۔ واکاٹکوں۔ کادمبوں اور پلوؤں کی سلطنتیں۔ جب ۲۲۸ء میں اندھرا سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ تو نربدا کے جنوب میں اس کے

کھنڈرات پر تین سلطنتیں قائم ہوئیں۔ یعنی

(۱) واکاٹک سلطنت ۲۸۴ء سے لے کر ۵۰۰ء تک ٭

(۲) کادمبا سلطنت ۲۵۰ء سے لے کر ۵۵۰ء تک ٭

(۳) پلو سلطنت ۲۵۰ء سے لے کر ۷۴۰ء تک ٭

گپت سلطنت کے راجہ سمدر گپت نے پلو خاندان کے راجہ وشنو گوپ کو شکست دی تھی۔ پلو خاندان کے ایک اور راجہ نرسنگھ ورمن نے پہلے چالوکیہ خاندان کے راجہ پل کیشی دوئم کو ۶۴۲ء میں شکست دی تھی۔ پلو خاندان کی راجدھانی مدراس کے قریب کانجی ورم میں تھی ٭

۲۔ پہلا چالوکیہ خاندان ۵۵۰ء سے لے کر ۷۵۳ء تک۔

چالوکیہ خاندان کا سب سے مشہور راجہ پل کیشی ثانی تھا۔ جس نے ۶۰۸ء سے لے کر ۶۴۲ء تک راج کیا۔ اس نے پلوؤں سے ۶۱۱ء میں دکن کے مشرقی ساحل پر وینگی فتح کر لیا تھا۔ اس کے بعد چالوکیہ سلطنت دو حصّوں میں تقسیم ہوگئی۔ مشرقی چالوکیہ اور مغربی چالوکیہ۔ ۷۵۳ء میں راشٹرکوٹوں نے مغربی چالوکیہ سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن مشرقی چالوکیہ سلطنت اس کے بعد چھ سَو برس تک قائم رہی ٭

۳۔ راشٹر کوٹ سلطنت سنہ ۷۵۳ء سے لے کر سنہ ۹۷۳ء تک۔ دنتی دورگ۔ کرشن اوّل اور اندر سوئم راشٹر کوٹ خاندان میں سب سے مشہور راجا تھے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ایلور کا کیلاش کا مندر کرشن اوّل کے زمانے میں تعمیر ہوُا۔ اور سنہ ۹۱۶ء میں اندر سوئم نے مہی پال والئے قنوج کو شکست دی تھی۔

۴۔ دوسرا چالوکیہ خاندان سنہ ۹۷۳ء سے لے کر سنہ ۱۱۹۰ء تک۔ چالوکیہ کے اس دوسرے خاندان کا بانی راجہ تیل تھا۔ ان کی راجدھانی کلیان میں تھی۔ اس خاندان کا سب سے مشہور بادشاہ بکرماجیت ششم تھا۔ ہندو دھرم شاستر کا قانون متاکشرا اسی راجہ کے وقت میں بنایا گیا تھا۔ یادوں نے اس سلطنت کا خاتمہ کیا تھا۔

۵۔ یادو۔ ہوئیسال۔ پانڈیا۔ چولا اور گنگا۔ چالوکیہ خاندان کی تباہی کے بعد جنوبی ہند میں کئی ایک ریاستیں قائم ہو گئیں۔

(۱) یادو خاندان۔ سنہ ۱۱۹۰ء سے لے کر سنہ ۱۳۰۷ء تک۔

(۲) ہوئیسال خاندان۔ سنہ ۱۱۱۱ء سے لے کر سنہ ۱۳۲۱ء تک۔

(۳) چولا خاندان۔ سنہ ۹۴۰ء سے لے کر سنہ ۱۳۱۰ء تک۔

(۴) پانڈیہ خاندان۔ سنہ ۹۴۷ء تک۔

چولا خاندان کے راجاؤں نے پانڈیہ سلطنت کا خاتمہ کر دیا تھا۔ باقی ریاستوں کا خاتمہ علاؤ الدین خلجی نے ۱۳۰۷ء اور ۱۳۱۰ء کے درمیان کر دیا تھا۔

۶۔ پٹھان سلطنت کی قائمی کے وقت ہندوستان کی سیاسی حالت۔ بارھویں صدی عیسوی کے آخر میں تمام ہندوستان میں پندرہ راجپوت ریاستیں تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کی یہ کوشش تھی۔ کہ وہ تمام ہندوستان میں غالب آ جائے۔ یہی وجہ تھی۔ ہندوستان اتنی جلدی فتح ہوگیا۔ ہندوستان کے راجاؤں کی آپس میں کش مکش اور ملک میں کسی مرکزی طاقت کی عدم موجودگی ہی ہندوستان کی تباہی کا باعث ہوئے۔

۷۔ پٹھان فتوحات کے وقت ہندوستان کی مجلسی اور مذہبی حالت۔ اس راجپوتوں کے زمانے میں ہندو بدستور علم و ہنر میں ترقی کرتے رہے۔ اجنتا کی گپھا اور ایلورہ کے کیلاش مندر کی نقش کاریاں۔ مختلف عالیشان مندر اور بُت اسی زمانے میں بنائے گئے۔ کلہن پنڈت کی راج ترنگنی۔ چندر بردے کا پرتھوی راج راسو۔ برہت کتھا منجری۔ کتھا سرت ساگر اور وکرمانک جیسی تواریخی کتب بھی اسی زمانے میں لکھی گئیں۔ بھوپھوٹ۔ وشاکھادت اور راج شیکھر جیسے ناٹک کار

اسی زمانے میں ہوئے۔ اور بھاسکر اچاریہ جوتشی بھی اسی زمانے میں پیدا ہؤا۔ کمارل بھٹ۔ شنکر اچاریہ اور رامانج اچاریہ جیسے مذہبی رہبر بھی اسی زمانے میں ہو گزرے ہیں۔ اس زمانے میں براہمنوں نے پھر سے تمام ہندوستان میں اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ پٹھان فتوحات کے وقت صرف اس ملک کے انتہائی کونے مثلاً بنگال اور بہار مشرق میں اور کشمیر۔ مغربی پنجاب۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ اور سندھ کے لوگ بدستور بودھ دھرم کے پیرو رہے۔ یہ امر قابل غور ہے۔ کہ پٹھان فتوحات کے وقت جہاں لوگ بودھ دھرمی تھے۔ وہ علاقے آج مسلمانوں کے گڑھ ہیں۔ اور وہ علاقے جہاں ہندو دھرم دوبارہ پھیل چکا تھا۔ وہ باوجود اس امر کے کہ ملک میں صدیوں تک مسلمانوں کا راج رہا ہے۔ اب بھی ہندوؤں کے گڑھ ہیں۔

سوالات

۱۔ اندھرا سلطنت کے کھنڈرات پر جنوبی ہندوستان میں کون کون سی سلطنتیں قائم ہوئیں؟ تم کو ان سلطنتوں کی نسبت کیا معلوم ہے؟

۲۔ تم کو پہلے چالوکیہ خاندان کی نسبت کیا معلوم ہے؟

۳۔ دکن میں راشٹرکوٹوں کی سلطنت کی بابت تمہیں کیا معلوم ہے؟

۴ دوسرے چالوکیہ سلطنت کی نسبت تم کیا جانتے ہو؟

۵ - تم کو یادوؤں - ہوئیسالوں - چولا اور پانڈیہ ریاستوں کی بابت کیا معلوم ہے؟

۶ - پٹھان فتوحات کے وقت ہندوستان کی سیاسی حالت پر ایک نوٹ لکھو - اور یہ بتلاؤ - کہ ہندوؤں کی سلطنت کیوں تباہ ہوئی؟

۷ - راجپوتی دور میں ہندوستان کی مجلسی - دماغی اور مذہبی حالت پر ایک نوٹ لکھو ٭

۸ - چوتھی اور چودھویں صدی عیسوی کے درمیان جو ہندوستان کی حالت تھی - وہ بیان کرو - اُن دنوں میں جنوبی اور شمالی ہندوستان میں رابطۂ اتحاد کیوں کم تھا - اور آج کل کیوں زیادہ ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۶) ٭

۹ شنکر اچاریہ اور رامانج اچاریہ کی زندگیوں پر نوٹ لکھو - (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۹ - ۱۹۲۷) ٭

۱۰ - راجپوتی ریاستوں یادوں - چالوکیوں اور پانڈیوں کے مختصراً حالات بیان کرو - (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۹) ٭

باب چہارم

ترک و پٹھان سلطنتوں کا زمانہ

سنہ ۱۱۹۳ء سے لے کر سنہ ۱۵۲۶ء تک

فصل چہاردہم

پٹھانوں کے زمانے کی تواریخ کے ماخذ

جب ہم ترکوں و پٹھانوں کے زمانے کی تواریخ تک پہنچتے ہیں۔ تو ہم کو اس زمانے کی تواریخ کے لئے کافی مصالحہ ملتا ہے۔ ہم کو ان کے وقت میں لکھی ہوئی کئی ایک سوانح عمریاں اور تواریخیں ملتی ہیں۔ ممالک غیر کے کئی ایک سیّاحوں نے بھی ہندوستان کے حالات قلم بند کئے ہیں۔ لیکن ان تواریخوں اور سوانح عمریوں پر ہم پورا بھروسہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ مورّخ

عموماً بادشاہوں کے درباری ہوُا کرتے تھے - اور یہ اپنی تحریرات کو اکثر اوقات طرح طرح کے مبالغوں سے بھر دیتے تھے - لیکن باوجود ان مشکلات کے کہا جا سکتا ہے - کہ اس زمانے کی تواریخ زیادہ اچھی طرح سے دستیاب ہو سکتی ہے ؞

خاندان غوری و خاندان غلاماں

سنہ ۱۱۵۲ء سے لے کر سنہ ۱۲۹۰ء تک

خاندان غوری

سنہ ۱۱۵۲ء سے لے کر سنہ ۱۲۰۶ء تک

شہاب الدّین غوری ہم پچھلے باب میں ذکر کر آئے ہیں - کہ عربوں نے آٹھویں صدی عیسوی میں سندھ - غور - سیستان اور خراسان فتح کر لئے تھے - اور دسویں صدی میں ترکوں نے جنہوں نے کہ مذہب اسلام قبول کر لیا تھا - غزنی پر قبضہ کر لیا تھا - گیارھویں صدی میں پنجاب ترکوں کی غزنوی سلطنت میں شامل ہو چکا تھا - لیکن سنہ ۱۱۵۲ء میں حاکمانِ غور نے غزنی پر قبضہ کر لیا تھا - اور
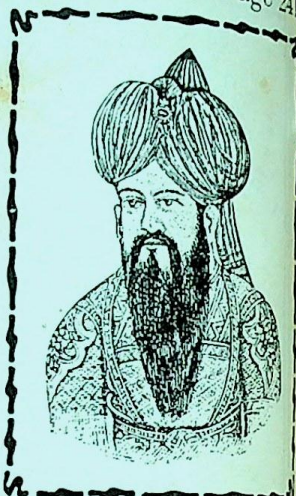
محمد غوری

پرتھوی راج

قطب الدین ایبک
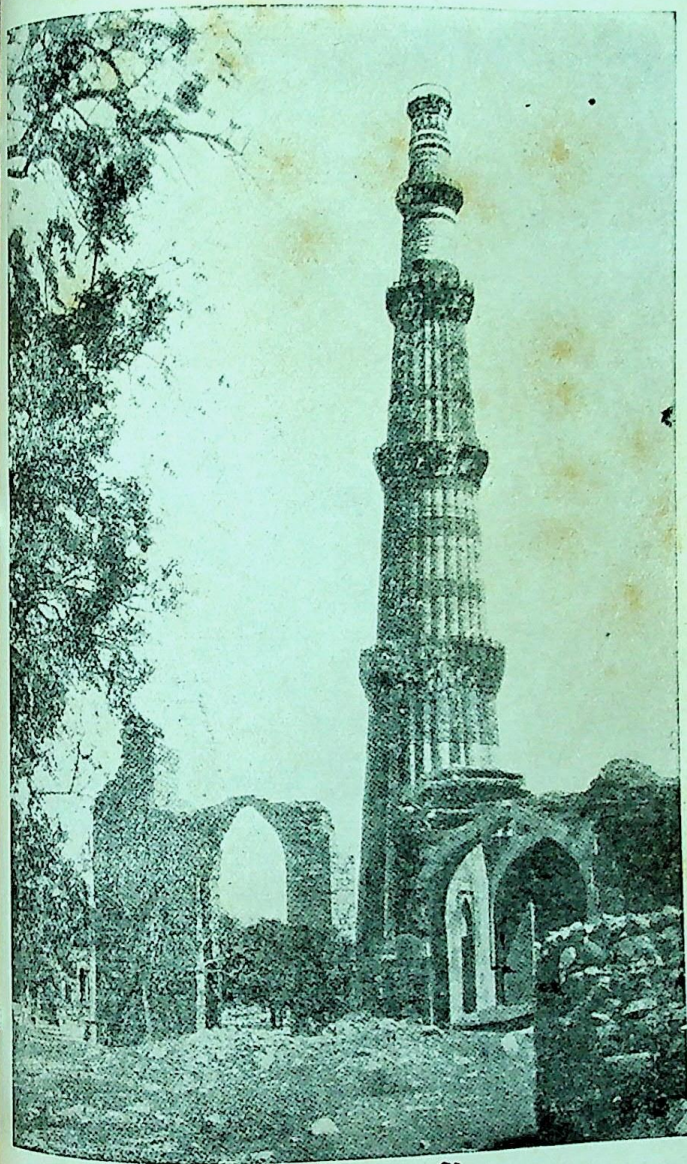
قطب مینار دہلی

انہوں نے پنجاب کو ۱۱۸۶ء میں اپنی سلطنت میں ملا لیا تھا۔ شہاب الدین غوری بادشاہ غور کا بھائی اور اُس کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ اس نے ۱۱۹۲ء میں پرتھوی راج کو شکست دے کر اور ۱۱۹۴ء میں راجہ جے چند کو مغلوب کرکے تمام ہندوستان پر اسلامی حکومت قائم کر لی تھی۔ اس کے بعد شہاب الدین غوری کے سپہ سالاروں نے شمالی ہندوستان کی دیگر ریاستیں فتح کر لیں۔ بہار ۱۱۹۷ء میں فتح ہؤا۔ اور ۱۱۹۹ء میں بنگال بھی غوری سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔ ان فتوحات کے بعد ۱۲۰۳ء میں قطب الدین ایبک نے گجرات۔ گوالیار اور کالنجر پر فوج کشی کرکے ان سب علاقوں کو فتح کر لیا +

یوں ہندوستان میں ایک زبردست سلطنت کی بنیاد رکھ کر شہاب الدین غوری دہلی میں اپنے سپہ سالار قطب الدین ایبک کو اپنا نائب مقرر کرکے غزنی کو واپس ہؤا۔ لیکن ۱۲۰۵ء میں شمالی پنجاب میں گکھڑ قوم کے لوگوں نے بغاوت کر دی۔ شہاب الدین غوری کو پنجاب میں پھر آنا پڑا ۱۲۰۶ء میں جبکہ وہ غزنی سے پنجاب کی طرف آ رہا تھا۔ موجودہ ضلع جہلم میں بمقام دھامیاک ایک گکھڑ نے اُس کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد قطب الدین ایبک نے سلطنتِ سے آزاد

ہوکر ہندوستان میں پہلی مرتبہ ایک اسلامی سلطنت کی بنیاد ڈالی ÷

خاندانِ غلاماں

سنہ ۱۲۰۶ء سے لے کر سنہ ۱۲۹۰ء تک

قطب الدین ایبک

قطب الدین ایبک در اصل ایک ترکی غلام تھا۔ لیکن اپنی جنگی لیاقت کی وجہ سے بڑھتے بڑھتے سپہ سالار ہو گیا تھا۔ جب اس کے آقا نے سنہ ۱۲۰۶ء میں وفات پائی۔ تو اس نے ہندوستان کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور دہلی کو اپنا پایہ تخت قرار دیا۔ تب سے ہی دہلی تمام ہندوستان کا دار السلطنت چلا آتا ہے۔ شہاب الدین غوری کے مرنے کے بعد اُس کا بھتیجا محمود غوری غزنی کے تخت پر بیٹھا۔ لیکن اُس کی حکومت در اصل غور اور غزنی کے علاقوں سے باہر نہ تھی۔ اس وقت سے ہندوستان میں ایک خود مختار اسلامی سلطنت قائم ہوگئی۔ اور دریائے سندھ کے پار کے علاقوں سے اس کا کوئی تعلق نہ رہا ÷

قطب الدین ایبک نہایت بہادر۔ دانا اور فیاض آدمی تھا۔ اور اپنی فیاضی کی وجہ سے وہ لکھ داتا مشہور تھا۔ غلاموں کا خاندان سنہ ۱۲۰۶ء سے سنہ ۱۲۹۰ء

تک حکمران رہا۔ لیکن اس خاندان کے بانی قطب الدین ایبک کو سلطنت صرف چار سال ہی نصیب ہوئی۔ وہ لاہور میں چوگان کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر پڑا۔ اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ لیکن ویسے اس کی حکومت ہندوستان میں سترہ برس رہ چکی تھی۔ شہاب الدین غوری کی تمام بڑی بڑی فتوحات قطب الدین ایبک ہی کی ہمّت کا نتیجہ تھیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ دہلی کا قطب مینار اسی بادشاہ نے مکمل کرایا تھا ✣

شمس الدین التمش
سنہ ۱۲۱۱ء سے سنہ ۱۲۳۶ء تک

قطب الدین ایبک کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا آرام تخت پر بیٹھا۔ لیکن سال کے اندر ہی اندر ایک اور غلام جس کا نام شمس الدّین التمش تھا۔ سلطنت پر قابض ہو گیا۔ اس کی بابت مشہور ہے۔ کہ اس کو بچپن میں اس کے بھائیوں نے بیچ ڈالا تھا۔ قطب الدین ایبک نے اس کو خرید لیا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے میں وہ اپنی حسن لیاقت سے ترقی کر گیا۔ اور ایبک کی لڑکی کے ساتھ اس کی شادی ہو گئی۔ گو آرام سے تو اس نے سلطنت آسانی سے چھین لی۔ لیکن ملک میں فتنہ و فساد بہت پھیل گیا۔ اور خوب کُشت و خون برپا ہوا۔ قطب الدین ایبک کی وفات کے بعد ہندوستان

میں اسلامی سلطنت چار حصّوں میں بٹ گئی۔ مشرقی حصّے میں خلجی حکمران تھے۔ شمالی حصّے پر تاج الدین یلدوز ایک اور شاہی غلام قابض تھا۔ وادیٔ سندھ پر محمد شہاب الدین غوری کا ایک اور غلام ناصر الدین قباچہ نامی حکومت کرتا تھا۔ اور تختِ دہلی پر آرام حکومت جمانے کی کوشش کر رہا تھا۔
التمش نے جو ایک نہایت قابل سپاہی تھا۔ بنگال میں دشمنوں کی سرکوبی کی۔ مغرب میں اُس نے راجپوتوں کو شکست دی۔ سنہ ۱۲۱۵ء میں اس نے شمال میں یلدوز کو شکست دی۔ سنہ ۱۲۱۷ء میں اس نے قباچہ سے اتحاد کر لیا۔ اور سنہ ۱۲۲۵ء میں وہ خلجیوں کو مطیع کرنے میں کامیاب ہوا۔ سنہ ۱۲۳۳ء میں گوالیار بھی فتح ہوا۔

التمش نے تقریباً سارے شمالی ہندوستان کو ہمالیہ پہاڑ سے بندھیاچل تک اور دریائے سندھ سے برہمپتر تک فتح کر لیا تھا۔ اس بادشاہ کو نہ ہی صرف ملک گیری کا شوق تھا۔ بلکہ اس کو انتظام سلطنت میں پوری مہارت تھی۔ اس کے عہد میں شہر دہلی کو بہت رونق ہوئی۔ اس نے سنہ ۱۲۳۶ء میں وفات پائی۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا رکن الدین تخت پر بیٹھا۔ مگر ملک میں پھر بد انتظامی پھیل گئی۔ رکن الدین سلطنت کے کار و بار میں مطلق دلچسپی نہ لیتا تھا۔ اور ہر وقت

عیش و عشرت میں غرق رہتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے
میں اس کے امرا نے بغاوت کرکے اس کو قید
کر دیا۔ اور تاج اس کی ہمشیرہ رضیہ بیگم کے سر
پر رکھا گیا۔

رضیہ بیگم
سنہ ۱۲۳۶ء سے سنہ ۱۲۳۹ء تک

رضیہ بیگم اسلامی تواریخ
میں پہلی عورت ہے۔ جس
نے دہلی کے تخت پر
بیٹھ کر ہندوستان پر حکومت کی ہے۔ جب رضیہ
بیگم نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ تو اُس وقت
ملک میں چاروں طرف ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ فساد
رفع کرنے کے لئے اور ملک میں امن قائم کرنے کے لئے
ایک نہایت زبردست حاکم کی ضرورت تھی۔ رضیہ گو
عورت ذات تھی۔ مگر نہایت ہوشیار اور دلیر تھی۔
اور نہایت دانائی اور عقل مندی سے سلطنت کے
کام انجام دیتی تھی۔ مگر کچھ عرصے کے بعد وہ اپنے
داروغہ اصطبل یاقوت نامی کی جو کہ ایک حبشی غلام
تھا۔ حد سے زیادہ خاطر کرنے لگ گئی تھی۔ اس لئے
باقی کے امرا اس سے سخت ناراض ہو گئے۔ جس کا
نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سنہ ۱۲۳۹ء میں دو طرف سے بغاوت
اُٹھ کھڑی ہوئی۔ لاہور کا صوبیدار منحرف ہو گیا۔
اور بھٹنڈا کے حاکم نے بھی بغاوت اختیار کی —
رضیہ بیگم خود بھٹنڈا کی طرف بڑھی۔ مگر چونکہ اس
کی فوج میں ہی بغاوت کے بیج بوئے جا چکے تھے۔

اس لئے جشنی سپہ سالار تو مارا گیا۔ اور رضیہ بیگم کو حاکم بھٹنڈا نے گرفتار کر کے اس سے شادی کر لی۔ رضیہ بیگم کے گرفتار ہو جانے پر اس کے بھائی بہرام نے تختِ دہلی پر قبضہ کر لیا تھا۔ رضیہ بیگم نے حاکم بھٹنڈا کی مدد لے کر دہلی کے تخت کو دوبارہ لینا چاہا۔ لیکن اب اس کی قسمت کا ستارہ غروب ہو چکا تھا۔ وہ اور اس کا شوہر دونوں دشمنوں کے ہاتھ پڑ کر سنہ ۱۲۳۹ء میں قتل ہوئے۔

بہرام اور علاؤ الدین
سنہ ۱۲۳۹ء سے سنہ ۱۲۴۶ء تک

رضیہ بیگم ایک نہایت قابل عورت تھی۔ اکثر مردانہ لباس میں رہتی تھی۔ اور سلطنت کی رموز خوب سمجھتی تھی مگر اس کے برعکس اس کا بھائی بہرام نالائق اور ناتجربہ کار تھا۔ بہرام کے زمانے میں مغلوں نے شمالی ہند میں شورش برپا کر دی۔ وہ ان کی سرکوبی کے لئے شمال کی طرف بڑھا۔ مگر گرفتار ہو کر مارا گیا۔ اور شمس الدین التمش کا پوتا علاؤ الدین تخت پر بیٹھا۔ یہ بادشاہ اپنی ناتجربہ کاری اور ظلم و ستم میں بہرام سے بھی چار قدم آگے نکل گیا۔ اس نے اپنی رعایا پر اتنا تشدد کیا۔ کہ رعایا اور تمام امرا اور وزرا اس سے تنگ آ گئے۔ اور انہوں نے اس کے چچا ناصر الدین کو بلا بھیجا۔ ناصر الدین نے بھی ارکین سلطنت کی اس دعوت کو قبول کیا۔ اور سنہ ۱۲۴۶ء

ناصر الدین

سلطانہ رضیہ
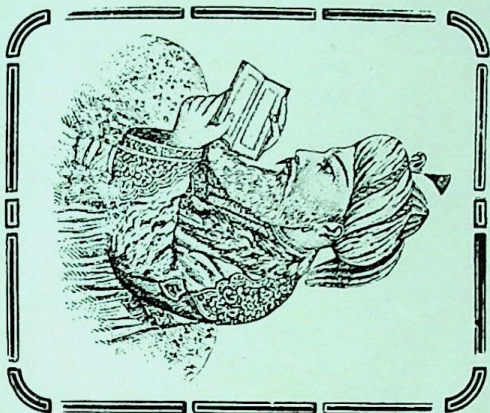
میں دہلی پہنچا۔ مگر اس کے دہلی پہنچنے سے پیشتر ہی امیروں نے علاؤالدین کو قید کر لیا تھا۔

ناصرالدین محمود

سنہ ۱۲۴۶ء سے سنہ ۱۲۶۶ء تک

ناصرالدین بڑا پرہیزگار۔ نیک اور پارسا شخص تھا۔ اس نے سلطنت کے تمام کار و بار اپنے وزیر الغ خاں کے سپرد کئے۔ جو ایک نہایت قابل آدمی تھا۔ اور تواریخ میں غیاث الدین بلبن کے نام سے مشہور ہؤا ہے۔ بلبن نے بہت سی فتوحات کیں۔ اس نے راجپوتوں کی بغاوتوں کو فرو کیا۔ اور مغلوں کو جو اس وقت تک سندھ کے آس پاس کے علاقے پر قابض ہو چکے تھے پسپا کیا۔

سنہ ۱۲۶۶ء میں بوڑھا بادشاہ ناصرالدین محمود فوت ہؤا۔ اس نیک بادشاہ کو درویش بادشاہ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اتنا جلیل القدر بادشاہ ہونے کے باوجود بھی وہ شاہی خزانے میں سے ایک پائی تک کو ہاتھ نہ لگاتا تھا۔ اور اپنی روزی قرآن شریف کی نقل کرکے کماتا تھا۔ اس کی ملکہ خود گھر کا سب کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھی۔ یہ کسی لونڈی یا غلام سے کام نہ لیتی تھی۔ ناصرالدین کو علم و ہنر کا بھی بہت شوق تھا۔ طبقات ناصری اسی نے لکھوائی تھی۔ اور کئی علما اس کے دربار میں موجود تھے۔

بلبن

سنہ ۱۲۶۶ء سے سنہ ۱۲۸۷ء تک

ناصرالدین محمود کی وفات کے بعد اس کا وزیر بلبن

تخت پر بیٹھا۔ یہ نہایت بہادر۔ مدبّر اور بارُعب
بادشاہ تھا۔ اس نے رفتہ رفتہ تخت کے تمام
دعویداروں کو قتل کروا دیا۔ اور ملک میں چاروں
طرف اپنا خوب دبدبہ اور رُعب قائم کر لیا۔ وہ اپنے
دشمنوں کا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا کرتا تھا۔
اور مغلوب ہو جانے پر اُن کو نہایت سخت اور
جابرانہ سزائیں دیتا تھا۔ اس لیئے اُس کے وقت
جتنے حاکم اور راجے تھے۔ وہ سب اس سے ڈرتے
تھے۔ اس نے سنہ ۱۲۶۶ء میں میواتیوں کو شکست دیکر
بہت سوں کو قتل کیا۔ بنگال کے حاکم طغرل خاں
نے بادشاہ کو بوڑھا سمجھ کر خراج دینا بند کر دیا
تھا۔ اور بغاوت کا جھنڈا بلند کیا تھا۔ یہ سُن کر
بلبن کو سخت غصّہ آیا۔ وہ شاہی فوج کے ساتھ
بنگال کی طرف بڑھا۔ طغرل خاں اور اُس کے
ہمراہیوں نے اطاعت قبول کی۔ جب بغاوت رفع
ہوئی۔ تو بادشاہ نے اپنے چھوٹے بیٹے بغرا خاں کو
بنگال کا حاکم مقرر کر دیا +

بلبن کا بڑا بیٹا شہزادہ محمد بڑا قابل اور
ہر دلعزیز شخص تھا۔ وہ سنہ ۱۲۸۶ء میں مغلوں کے ساتھ
لڑتا ہؤا مارا گیا۔ بوڑھے بادشاہ کو اس ہونہار بیٹے
کی موت کا اتنا قلق ہؤا۔ کہ وہ بھی زیادہ دیر تک
نہ جی سکا۔ اور سنہ ۱۲۸۷ء میں اس دنیا سے کوچ کر گیا۔
اس کے بعد اس کا پوتا کیقباد تخت نشین ہؤا +

کیقباد

بلبن کو علم و ہنر کا بہت شوق تھا۔ وہ علماء اور شعراء کی بڑی قدر کرتا تھا۔ اور فارسی زبان کا مشہور شاعر امیر خسرو دہلوی اسی کے دربار میں رہا کرتا تھا۔ بلبن کی وفات کے بعد خاندانِ غلاماں بالکل کمزور ہوگیا۔ کیقباد کی ناقابلیت کی وجہ سے ملک میں بد امنی پھیلنے لگی۔ اور تمام راجا اور حاکم جو سلطنتِ دہلی کے ماتحت تھے۔ روز بروز خود مختار ہونے لگے۔ آخر سنہ ۱۲۹۰ء میں جلال الدین نامی ایک خلجی سردار نے اس عیش پسند بادشاہ کو قتل کر دیا۔ اور فیروز شاہ کے لقب سے تخت پر بیٹھ کر خلجی خاندان کی بنیاد ڈالی۔

ترک اور پٹھانوں کی ایک صدی کی حکومت

تراوڑی کی لڑائی سنہ ۱۱۹۳ء میں لڑی گئی۔ اور شمسی خاندان کے آخری بادشاہ کیقباد کی حکومت سنہ ۱۲۹۰ء میں تباہ ہوئی۔ لیکن یہ تمام سلطنت پرتھوی راج کی شکست کے بعد دس برس کے اندر ہی اندر فتح ہوئی۔ کیا وجہ ہے۔ کہ باقی کے نوّے سال کے عرصے میں اس سلطنت کو مزید وسعت نہ ملی؟ وجہ صاف ظاہر ہے۔ اوّل ہم کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ سلطنت ہندوستان کے بیشمار راجاؤں اور سرداروں کی دلی اطاعت پر قائم نہ تھی۔ دوئم ہم کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ کہ یہ تمام وسیع سلطنت غیر ملکی فوجی سرداروں میں

بٹی ہوئی تھی۔ اور ان میں سے ہر ایک سردار کا دل
چاہتا تھا۔ کہ وہ شاہنشاہ بن جائے۔ لہذا شاہنشاہ
کو ہمیشہ سرداروں کی بغاوتوں کا تردد کرنا پڑتا تھا۔
اس کے اپنے پاس ملک میں انتظام کی اصلاح کے لئے
یا دیگر فتوحات کے لئے کوئی وقت نہ تھا۔ لیکن سب
سے بھاری وجہ یہ تھی۔ کہ شروع ہی سے قطب
الدین ایبک اور اس کے جانشینوں نے ہندوستان
کی قدرتی سرحدوں کی حفاظت میں کوتاہی کی تھی۔
گوہ ہندوکش کے درّے غوری خاندان کے بادشاہوں
کے قبضے میں رہے۔ شہاب الدین غوری کی وفات کے
بعد غوری سلطنت اتنی تنگ اور کمزور ہو گئی تھی۔
کہ وہ اپنے آپ کو خوارزم کے ترکی بادشاہوں کے
برخلاف نہ بچا سکی۔ جب سنہ ۱۲۲۰ء میں خیوا کی سلطنت
بھی مغلوں کے ہاتھوں تباہ ہوئی۔ تو کوہ ہندوکش
کے دروں کی حفاظت کرنے کے لئے کوئی نہ رہا۔
سنہ ۱۲۲۱ء میں مغل بغیر کسی روک ٹوک کے دریائے
سندھ تک آن پہنچے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ شاہانِ
دہلی کا اب بہت سا وقت ان نئے حملہ آوروں کے
برخلاف۔ جنہوں نے اب سندھ اور پنجاب کے کچھ علاقوں
میں اپنے قدم جما لئے تھے۔ لڑنے میں صرف ہونے لگا۔
اب شاہانِ دہلی کی آنکھیں شمال مغربی سرحد کی طرف
لگی رہتی تھیں۔ اور اب انہیں بندھیاچل اور نربدا کے
اس پار جنوبی ہند کی طرف توجہ دینے کے لئے کوئی

وقت نہ تھا +

خلاصہ فصل چہاردہم

۱- شجرہ نسب خاندان غوری -

- حسین — سنہ ۱۱۰۰ء سے سنہ ۱۱۵۰ء
  - علاء الدین — سنہ ۱۱۵۶ء سے سنہ ۱۱۶۱ء
  - سیف الدین سوری — سنہ ۱۱۵۰ء سے سنہ ۱۱۵۵ء
  - قطب الدین محمد — سنہ ۱۱۵۵ء
  - بہاء الدین سام — سنہ ۱۱۵۶ء
    - شہاب الدین غوری — سنہ ۱۲۰۳ء سے سنہ ۱۲۰۶ء
    - غیاث الدین — سنہ ۱۱۶۳ء سے سنہ ۱۲۰۳ء
      - محمود — سنہ ۱۲۰۶ء سے سنہ ۱۲۱۱ء

۲- شجره نسب خاندان غلاماں و شمسی-

قطب الدین ایبک
سنہ ۱۲۰۶ء سے سنہ ۱۲۱۰ء
|
آرام
سنہ ۱۲۱۰ء سے سنہ ۱۲۱۱ء

شمس الدین التمش
سنہ ۱۲۱۱ء سے سنہ ۱۲۳۶ء
|
- رضیہ بیگم — سنہ ۱۲۳۶ء سے سنہ ۱۲[illegible]ء
- رکن الدین فیروز — سنہ ۱۲۳۶ء
  - علاؤ الدین مسعود — سنہ ۱۲۴۲ء سے سنہ ۱۲۴۶ء
- بہرام — سنہ ۱۲۳۹ء سے سنہ ۱۲۴۱ء
- ناصر الدین — سنہ ۱۲۴۶ء سے سنہ ۱۲۶۶ء
- دختر
  بلبن — سنہ ۱۲۶۶ء سے سنہ ۱۲۸۷ء
  - بغرا خاں (شاہ بنگال)
    - کیقباد — سنہ ۱۲۸۷ء سے سنہ ۱۲۹۰ء

۳۔خاندان غوری۔ غوریوں کا اصلی وطن ہندوکش پہاڑ کے مغربی علاقوں میں تھا۔ان کے مشرق میں کابل اور غزنی اور مغرب میں ہرات اور بخارا تھے۔ غوری پٹھانوں کی ایک شاخ ہیں۔اور وہ شاہ حسین کے زمانے میں دائرۂ اسلام میں آئے۔اس حسین کے کئی لڑکے تھے۔جن سے چار تو بادشاہ ہوئے۔ ان میں سے اس کا ایک لڑکا علاؤالدین تواریخ میں جہاں سوز کے نام سے مشہور ہے۔اُس نے غزنی کو ۱۱۵۲ء میں فتح کیا تھا۔اور اس کے بھتیجے غیاث الدین نے ۱۱۶۳ء سے ۱۲۰۳ء تک حکومت کی۔اس بادشاہ کے عہد میں اس کے چھوٹے بھائی شہاب الدین نے جو حاکم غزنی تھا۔ملتان اور سندھ ۱۱۷۵ء میں فتح کیے۔پنجاب ۱۱۸۶ء میں۔دہلی اور اجمیر ۱۱۹۳ء میں۔قنوج ۱۱۹۴ء میں۔گوالیار ۱۱۹۶ء میں۔ بہار ۱۱۹۷ء میں۔بنگال ۱۱۹۹ء میں۔اور کالنجر ۱۲۰۳ء میں فتح کیے۔جب غیاث الدین ۱۲۰۳ء میں وفات پا گیا۔تو شہاب الدین غور کا بادشاہ ہُوا۔اور اس نے ۱۲۰۶ء تک حکومت کی۔اس کی وفات پر اس کی ہندوستانی سلطنت چار حصّوں میں تقسیم ہوگئی۔بنگال اور بہار خلجیوں کے ماتحت تھے۔باقی کا شمالی ہندوستان ہمالیہ اور بندھیاچل کے درمیان قطب الدین ایبک کے ماتحت تھا۔ پنجاب۔کابل اور غزنی تاج الدین یلدوز کو دیا گیا۔

اور ملتان اور سندھ ناصر الدین قباچہ کو ملے۔ تاج الدین یلدوز کو تو قطب الدین ایبک نے پنجاب سے سندھ کی طرف نکال دیا تھا۔ قطب الدین ایبک ۱۲۱۰ء میں وفات پا گیا۔

۴۔ التمش۔ ۱۲۱۱ء سے ۱۲۳۶ء۔ قطب الدین ایبک کی وفات کے کچھ تھوڑے عرصے بعد اس کا غلام شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا۔ اور اس نے ۱۲۱۱ء سے ۱۲۳۶ء تک حکومت کی۔ اسی بادشاہ کے عہد میں چنگیز خاں مغل پہلی مرتبہ سندھ پر آموجود ہوا۔ غوری سلطنت کا ۱۲۱۵ء میں خاتمہ اور وسط ایشیا کی ترکی سلطنت کا ۱۲۲۰ء میں خاتمہ ہوگیا تھا۔ مغل دریائے سندھ تک آ پہنچے۔ لیکن ۱۲۲۱ء میں التمش نے اُن کو شکست دی۔ التمش نے یلدوز سے پنجاب ۱۲۱۶ء میں فتح کیا تھا۔ اور ۱۲۲۵ء میں بنگال کے خلجیوں کو شکست دی تھی۔ اور سندھ کے قباچہ کو ۱۲۲۸ء میں شکست دی تھی۔ اس کے بعد چھ برس تک وہ راجپوتوں کے ساتھ لڑتا رہا۔ اس نے ۱۲۳۶ء میں وفات پائی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا رکن الدین تخت پر بیٹھا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد اس کی جگہ اس کی ہمشیرہ رضیہ بیگم تخت پر بیٹھی۔

۵۔ رضیہ بیگم۔ ۱۲۳۶ء سے ۱۲۳۹ء۔ وہ ایک مضبوط ارادے کی عورت تھی۔ لیکن پٹھانوں کو

عورت کی حکومت پسند نہ تھی۔ وہ ۱۲۳۹ء میں تخت سے برطرف کی گئی۔ اور اس کی جگہ اس کا بھائی بہرام تخت پر بٹھایا گیا ٭

۶۔ بہرام ۱۲۳۹ء سے ۱۲۴۲ء۔ اس کے عہد میں مغلوں نے ۱۲۴۱ء میں لاہور پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد اس کا بھتیجا علاؤ الدین مسعود بن رکن الدین تخت پر بیٹھا ٭

۷۔ علاؤ الدین مسعود۔ اس نے ۱۲۴۲ء سے ۱۲۴۶ء تک حکومت کی۔ وہ بہت بے رحم اور جابر تھا۔ اس کے عہد میں مغلوں کو ملتان کے نزدیک شکست ہوئی۔ لیکن اس کو امرا نے تخت پر سے اُتار دیا۔ اور ناصر الدین محمود کو تخت پر بٹھایا گیا ٭

۸۔ ناصر الدین محمود ۱۲۴۶ء سے ۱۲۶۶ء۔ یہ بادشاہ ہندوستان کا درویش بادشاہ کہلاتا ہے۔ وہ اپنی ضروریات کے لئے شاہی خزانے سے بہت کم روپیہ لیا کرتا تھا۔ اس نے تمام سلطنت کا انتظام اپنے وزیر بلبن کے سپرد کر رکھا تھا۔ مشہور تواریخ طبقات ناصری اسی عہد میں ۱۲۶۰ء میں لکھی گئی تھی۔ ہندوستان کا پہلا فارسی شاعر خسرو اسی کے عہد میں ہو گزرا ہے۔ جب ۱۲۶۶ء میں اُس نے وفات پائی۔ تو اُس کا بہنوئی بلبن جو اُس کا وزیر بھی تھا۔ تخت پر بیٹھا ٭

۹- غیاث الدین بلبن۔ سنہ ۱۲۶۶ء سے سنہ ۱۲۸۷ء۔ یہ بڑا زبردست بادشاہ تھا۔ باغیوں کو وہ بڑی سخت سزائیں دیا کرتا تھا۔ طغرل خاں والئے بنگال کو شکست دے کر اس نے اپنے بیٹے بغرا خاں کو حاکم بنگال مقرر کیا۔ اُس کا بڑا بیٹا محمد سنہ ۱۲۸۶ء میں مغلوں کے برخلاف لڑائی میں مارا گیا۔ لہذا اس کا پوتا کیقباد بلبن کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا ×

۱۰- کیقباد۔ سنہ ۱۲۸۶ء سے سنہ ۱۲۹۰ء۔ یہ بادشاہ علم دوست تھا۔ لیکن ایک کمزور بادشاہ ثابت ہؤا۔ علاؤ الدین خلجی نے اس کو تخت سے اُتار کر سنہ ۱۲۹۰ء میں شمسی خاندان کا خاتمہ کر دیا ×

۱۱- ترکوں اور پٹھانوں کی ہندوستان میں ایک صدی کی حکومت۔ قطب الدین ایبک کی فتوحات جو دس برس میں مکمل ہوئیں۔ اس کے بعد اور کوئی فتوحات نہیں ہوئیں۔ اس کی تین وجوہات ہیں۔ اوّل چونکہ سلطنت ہندو راجاؤں اور سرداروں کی منشاء کے برعکس قائم ہوئی تھی۔ اس لئے حکومت کا سارا وقت امن و امان قائم رکھنے میں صرف ہو جاتا تھا۔ دوئم تمام سلطنت فوجی افسروں اور سرداروں میں بٹی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ ہمیشہ آپس میں لڑتے تھے۔ سوئم غوری سلطنت کے خاتمے پر ہندوستان کی قدرتی سرحدوں کی حفاظت

نہ ہو سکی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ۱۲۲۱ء کے بعد سلطنت کو ہمیشہ مغلوں سے لڑنا پڑا۔ مغل ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے ⁘

سوالات

۱۔ غوریوں کا اصل وطن کہاں تھا؟ ان کے کچھ بادشاہوں کے حالات بیان کرو ⁘

۲۔ التمش کون تھا؟ اس کے عہد کے حالات لکھو ⁘

۳۔ رضیہ بیگم کی نسبت تمہیں کیا معلوم ہے؟ اس کے عہد کے حالات بیان کرو ⁘

۴۔ نصیر الدین محمود کے عہد کے حالات بیان کرو ⁘

۵۔ غیاث الدین بلبن کے عہد کے حالات بیان کرو ⁘

۶۔ وجہ بیان کرو۔ کہ قطب الدین ایبک کی فتوحات کے بعد پٹھانوں کی سلطنت بندھیاچل پہاڑ کے جنوب میں کیوں نہ پھیلی؟

۷۔ مشرقی ممالک کی تواریخ عموماً بادشاہوں کی تواریخ ہے۔ اور مشرقی شاہی خاندانوں کی تواریخ صرف ایک زبردست شخصیت کے اردگرد بنتی ہے۔ اور اُس کے جانشینوں کے عہد میں سلطنت کو زوال آجاتا ہے۔ خاندانِ غلاماں کی تواریخ سے اس بیان کی تائید کرو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۷) ⁘

۸۔ رضیہ بیگم کے حالات بیان کرو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۸-۱۹۲۸-۱۹۲۹) ⁘

۹۔ شہاب الدین غوری کے حالات بیان کرو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۹ - ۱۹۲۶) ۰

۱۰۔ بلبن کے عہد کے حالات مختصراً بیان کرو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۱ - ۱۹۲۷ - ۱۹۳۳) ۰

۱۱۔ شہاب الدین غوری کی زندگی اور عہد کے چند ایک واقعات بیان کرو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۲) ۰

۱۲۔ خاندانِ غلاماں جس کی حکومت سنہ ۱۲۰۶ء سے سنہ ۱۲۹۰ء تک رہی۔ اس کے حالات بیان کرو۔ اور بتاؤ۔ کہ اس زمانے میں اسلامی طاقت ہندوستان میں کہاں تک پھیل گئی۔ اور ان کو کہاں تک کامیابی ہوئی (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۳ - ۱۹۲۵ - ۱۹۲۸) ۰

فصل پانزدہم

خاندانِ خلجی

سنہ ۱۲۹۰ء سے لے کر سنہ ۱۳۲۰ء تک

جلال الدین فیروز شاہ
سنہ ۱۲۹۰ء سے سنہ ۱۲۹۵ء تک

جب جلال الدین فیروز نے عنانِ حکومت ہاتھ میں لی۔ تو اس کی عمر ستر

برس کی تھی۔ یہ بادشاہ اگرچہ بڑا بہادر اور دلیر شخص تھا۔ مگر دشمنوں سے بہت نرمی سے پیش آتا تھا۔ اس کے عہد میں اس کے بھتیجے علاؤالدین خلجی نے مالوے پر چڑھائی کی۔ مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی ؛

دیوگری کی مہم

اس بادشاہ کے عہد کا مشہور واقعہ دکن کی مہم ہے۔ علاؤالدین کارہ کا صوبیدار تھا۔ اس نے اپنے چچا سے اجازت لے کر ۱۲۹۴ء میں دکن پر چڑھائی کی۔ بندھیل کھنڈ میں سے ہوتا ہوا دشوار گذار سفر طے کر کے وہ اچانک برار آن پہنچا۔ اور ایلچ پور پر قبضہ کر کے دیوگری پر جو راجہ کی راجدھانی تھی۔ حملہ آور ہوا۔ راجہ رام دیو کو شکست ہوئی۔ اور وہاں سے بہت سی دولت علاؤالدین کے ہاتھ آئی۔ بوڑھے بادشاہ جلال الدین نے جب اس فتح کی خبر سنی۔ تو بہت خوش ہوا۔ اور اپنے بھتیجے کے استقبال کے لئے کارہ کی طرف بڑھا۔ مگر نالائق بھتیجے نے بغلگیر ہوتے وقت بوڑھے چچا کا کام تمام کر دیا۔ اور اس کا سر نیزے پر لٹکا کر تمام فوج کے سامنے گھمانے کا حکم دیا۔ اس سفاکانہ قتل کے بعد علاؤالدین دہلی آیا۔ اور اپنی بوڑھی چچی اور دو چچازاد بھائیوں پر ہاتھ صاف کر کے تختِ دہلی کا مالک بن بیٹھا۔ اس کے بعد اُس نے لوگوں کے دلوں سے ان ہولناک کارروائیوں کے اثر کو مٹانے کے لئے شاہی خزانے کھلوا دئے۔ اور خوب ہی زر و

مال لُٹایا۔ سرداروں اور اُمرا کو بھی بڑے انعام و اکرام دیئے۔ لوگ بھی بوڑھے بادشاہ جلال الدین کو بھول گئے۔ اور علاؤ الدین کی وفاداری کا دم بھرنے لگے ٭

علاؤ الدین خلجی
سنہ ۱۲۹۵ء سے سنہ ۱۳۱۶ء تک

علاؤ الدین خلجی گو علم سے بالکل بے بہرہ تھا۔ مگر فنونِ جنگ میں پورا طاق تھا۔ فتوحاتِ دکن نے جو کہ اُس نے اپنے چچا کے زمانے میں کی تھیں۔ اُس کو کامل تجربہ کار اور پکّا سپاہی بنا دیا تھا۔ وہ اپنے چچا کے برعکس بیرحم۔ سخت طبیعت اور تند خو شخص تھا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی ملک میں پورا امن و امان قائم کر دیا۔ اور لوگ جلد ہی پھر آسودہ حال ہو گئے۔ اس بادشاہ کو ملک گیری کا بہت شوق تھا۔ وہ سکندر اعظم کی طرح تمام دُنیا کو فتح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور اس ارادے سے اُس نے ملک کے اندر کئی طرف مختلف مہمّیں روانہ کیں۔ اس کے زمانے میں مغلوں نے بھی کئی دفعہ شورش کی۔ مگر علاؤ الدین نے ہر بار اُن کو شکست دے کر ملک سے باہر نکال دیا ٭

فتح گجرات

علاؤ الدین نے اپنے بھائی الف خاں کو ایک فوج دے کر سنہ ۱۲۹۷ء میں گجرات کی طرف روانہ کیا۔ یہ ملک اس وقت ایک راجپوت راجہ کرن کے قبضے میں تھا۔ گو قطب الدین ایبک

کے زمانے میں یہ صوبہ فتح ہؤا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ خاندانِ غلاماں کے وقت کی خانہ جنگیوں میں اس دور دراز علاقے پر مسلمانوں کا قبضہ دیر تک نہ رہ سکا۔ اور اس پر راجپوت پھر حکمران ہو گئے۔ لیکن ۱۲۹۷ء میں گجرات قطعی طور پر فتح ہؤا۔ اور راجہ کرن نے بھاگ کر دکن میں پناہ لی۔ اسی گجرات کی فتح میں اس کو ایک غلام ملک کافور ملا۔ یہ ایک خواجہ سرا تھا۔ جس نے اپنی لیاقت اور قابلیت سے ترقی کرکے علاؤ الدین کے دربار میں خوب عزّت حاصل کی۔

راجپوتانہ میں فتوحات

۱۳۰۰ء میں علاؤ الدین نے قلعہ رنتھمبور پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے دوسرے سال بعد ۱۳۰۱ء میں چتوڑ کے مشہور قلعہ پر بھی حملہ کر دیا۔ لیکن یہ قلعہ کچھ آسانی سے فتح نہ ہو سکتا تھا۔ کئی مہینے محاصرہ کرنا پڑا۔ بھیم سنگھ رانا چتوڑ کی رانی پدمنی کی خوبصورتی کی ملک میں دھاک تھی۔ علاؤ الدین کو بھی شوق پیدا ہؤا۔ کہ ایسی خوبصورت عورت کو کم از کم ایک دفعہ دیکھ لے۔ اس نے رانا کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر ایک دفعہ پدمنی کی شکل دکھا دوگے۔ تو فوج سمیت لوٹ جاؤں گا۔ پہلے تو حیل و حجت ہوتی رہی۔ مگر آخر کار یہ فیصلہ ہؤا۔ کہ علاؤ الدین رانی کا چہرہ آئینہ میں دیکھ لے۔ چنانچہ علاؤ الدین قلعہ میں داخل ہؤا۔ رانی کی شکل دیکھی۔ تو اور بھی فریفتہ ہوگیا۔ واپسی

کے وقت راجہ بھیم سنگھ سلطان کو دروازے تک چھوڑنے آیا۔ دروازے پر پہلے ہی بادشاہ کے سپاہی مسلح کھڑے تھے۔ اُنہوں نے آتے ہی جھٹ رانا کو گرفتار کر لیا۔ اور شاہی کیمپ میں پکڑ کر لے گئے۔ رانی کو جب راجہ کی گرفتاری کا پتہ لگا۔ تو وہ بہت بے چین ہوئی۔ سلطان نے کہلا بھیجا۔ کہ اگر تو میرے کیمپ میں آکر میرے ساتھ شادی کرنے کا وعدہ کرے۔ تو مَیں رانا کو رہا کر دوں گا۔ رانی نے جو بڑی ہوشیار اور دانا عورت تھی۔ نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔ کہ مَیں بارگاہ سلطان میں آنے کے لئے تیار ہُوں۔ مگر مَیں اکیلی نہیں آؤں گی۔ میرے ساتھ میری سہیلیاں اور باندیاں جن کی تعداد سات سو ہے۔ آئیں گی۔ علاؤ الدین نے ان سب کو ہمراہ لانے کی اجازت دے دی۔ بس پھر کیا تھا۔ رانی پدمنی خود ایک ڈولی میں سوار ہوئی۔ اور اس کے ہمراہ سات سو بہادر راجپوت سپاہی بھی زنانہ لباس میں سوار ہوگئے۔ ہر ایک ڈولی کو اُٹھانے کے لئے چار راجپوت سپاہی بطور ڈولی بردار بھی ساتھ ہوئے۔ ساڑھے تین ہزار جان پر کھیلنے والے ان راجپوت سپاہیوں کا یہ جلوس علاؤ الدین کے خیمے کی طرف روانہ ہُوا۔ بادشاہ ڈولیوں کو دُور سے آتے ہوئے دیکھ کر بہت خوش ہُوا۔ لیکن جوں ہی یہ جلوس خیمے کے پاس پہنچا۔ بہادر راجپوت سپاہی ڈولیوں میں سے کود پڑے۔

انہوں نے تلواریں کھینچ لیں۔ اور آن کی آن میں
بھیم سنگھ کو رہا کرا دیا۔ رانا اور رانی دونوں گھوڑوں
پر سوار ہوکر شاہی کیمپ سے صاف نکل گئے۔ اور
سلطان مُنہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ مگر کچھ نہ بن آئی۔
علاؤالدین کو لاچار چتوڑ سے واپس جانا پڑا۔ لیکن
اُس نے اپنے دل میں یہ ٹھان لی۔ کہ بھیم سنگھ اور
پدمنی کو ایک دفعہ تو اس چالاکی کا مزہ ضرور چکھاؤنگا۔
دو برس بعد ۱۳۰۳ء میں علاؤ الدین پھر زبردست
فوج لے کر چتوڑ پر آ چڑھا۔ اس مرتبہ بھیم سنگھ
مقابلے کی تاب نہ لا سکا۔ جب راجپوتوں کو یہ یقین
ہوگیا۔ کہ اب کامیابی ناممکن ہے۔ تو قلعے میں جا بجا
لکڑیاں چُن کر چتائیں بنائی گئیں۔ جن پر لڑکیاں اور
عورتیں ہنستی ہوئی جا بیٹھیں۔ لکڑیوں کو آگ لگا دی گئی۔
اور آن کی آن میں ان میں سے شعلے نکل کر آسمان
سے باتیں کرنے لگے۔ راجپوت سپاہی اور سردار زعفرانی
لباس پہن ہاتھوں میں تلواریں کھینچ کر باہر نکل
آئے۔ خوب گھمسان کا رن پڑا۔ اور کُشتوں سے پُشتے
لگ گئے۔ چتوڑ کا قلعہ سر ہوگیا۔ فاتح سلطان اندر
داخل ہُوا۔ اور للچاتی ہوئی نگاہوں سے پدمنی کو ڈھونڈنے
لگا۔ لیکن یہاں اب سوائے خاک کی چند ڈھیریوں
کے اور کیا رکھا تھا! علاؤالدین اب واپس دہلی
ہُوا۔ اُس نے چتوڑ کا نام خضرآباد رکھا۔ اور راجہ
مال دیو کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔

تسخیر دکن و جنوبی ہندوستان

شمالی ہند کو پورے طور پر فتح کرکے علاؤ الدین اب دکن کی طرف متوجہ ہؤا۔ دیو گری کا راجہ رام دیو جس کو علاؤ الدین نے ۱۲۹۴ء میں شکست دی تھی۔ منحرف ہوگیا تھا۔ چنانچہ ملک کافور کے زیر کمان ایک جرار فوج کردی گئی۔ اور وہ فوج لے کر دکن کی طرف روانہ ہؤا۔ ۱۳۰۶ء میں مالوہ فتح ہؤا۔ اس کے بعد ۱۳۰۹ء میں ملک کافور نے مہاراشٹر پر حملہ کیا۔ رام دیو گرفتار ہوکر دہلی بھیجا گیا۔ گو اس کے بیٹے شنکر دیو نے کچھ دیر مقابلہ کیا۔ لیکن آخر تمام مہاراشٹر سلطنتِ دہلی میں شامل ہؤا۔ اس کے بعد ۱۳۱۰ء میں ملک کافور نے ورنگل پر قبضہ کرکے تلنگانہ کی ریاست فتح کرلی۔ تلنگانہ فتح کرکے ملک کافور کرناٹک میں ہوئسال ریاست پر حملہ آور ہؤا۔ اس ریاست کی راجدھانی دوار سمندر کو فتح کرکے راس کماری تک بڑھتا چلا گیا۔ غرضیکہ ۱۳۱۲ء تک ملک کافور نے تمام دکن اور جنوبی ہندوستان فتح کرکے دہلی کی سلطنت میں شامل کر دیا۔ ملک کافور کو ان مہموں میں بے انتہا دولت اور جواہرات حاصل ہوئے۔ ان فتوحات سے ملک کافور اس قدر طاقتور ہوگیا۔ کہ اب سلطنت کا تمام کار و بار اسی کے مشورے سے ہونے لگا۔

انتظام سلطنت

جب علاؤ الدین نے ہندوستان

کے شمالی اور جنوبی علاقوں کو فتح کر لیا۔ تو مُلک میں آئندہ کے لئے بغاوت مٹانے کے واسطے اس نے بہت سے قوانین مرتّب کیے۔ دربار کے اُمراء کو ایک دوسرے کے ہاں دعوت کھانے کی اجازت نہ تھی۔ شراب کی تمام دکانیں بند کر دی گئیں۔ اور حکم دیا گیا۔ کہ جو شخص شراب پیئے گا۔ اُسے سخت سزا دی جائیگی۔ جگہ جگہ جاسوس مقرر کر دئے گئے۔ جن کا فرض یہ تھا۔ کہ بادشاہ تک ہر امیر کی خبریں پہنچائیں۔ ملک کی حفاظت کے لئے فوج میں کافی اضافہ کیا گیا۔ فوج کے سلسلہ میں بھی کئی قواعد بنائے گئے۔ مثلاً داغ اسپاں جن کی وجہ سے جاگیردار سردار اور امرا آئندہ کے لئے باقاعدہ فوج رکھنے کے لئے مجبور ہو گئے۔ لیکن اتنی بڑی فوج کے اخراجات میں بھی بہت اضافہ ہوگیا۔ خرچ کم کرنے کی غرض سے اُس نے تنخواہیں کم کر دیں۔ اور تاکہ لوگوں کا کم خرچ میں گزارہ ہو جائے۔ اس نے غلّے کا نرخ باندھ دیا۔ تمام بازاروں میں حاکم تعینات ہو گئے۔ جن کا یہ فرض تھا۔ کہ زیادہ قیمت پر اشیاء فروخت کرنے والوں کو سخت سزائیں دیں۔ سرکاری آمدنی بڑھانے کی غرض سے اس نے زمین پر لگان پہلے کی نسبت بہت زیادہ کر دیا۔ اس کے علاوہ مکانات۔ مال اور مویشی پر بھی زائد محصول لگا دیا۔ اس کے عہد میں خصوصاً ہندو رعایا پر

سختی کا برتاؤ ہونے لگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ تمام رعایا میں بد امنی پھیل گئی۔ مختلف صوبوں میں فساد ہونے لگے۔ اور اُمرا خود مختار ہونے کی کوشش کرنے لگے ۔

علاؤ الدین خلجی کی وفات

جب علاؤ الدین بوڑھا ہؤا۔ تو انتظام سلطنت میں بھی فرق آ گیا۔ ایک غلام خواجہ سرا ملک کافور کو بادشاہ کا منظور نظر دیکھ کر امرا ناراض تھے۔ علاؤ الدین کے لڑکوں کی مناسب تعلیم اور تربیت نہ ہوئی تھی۔ اُن میں کوئی بھی ایسا نہ تھا۔ جو اتنی بڑی سلطنت کا انتظام کر سکتا۔ ملک کافور اس فکر میں تھا۔ کہ تخت و تاج اُس کے ہاتھ آئے۔ اس نیت سے اس نے بادشاہ کو اس کے بیٹوں کے برخلاف بہت کچھ بھڑکا دیا۔ راجپوتوں نے بھی یہ دیکھ کر بغاوت کر دی۔ گجرات خود مختار ہوگیا۔ چتوڑ ہاتھ سے نکل گیا۔ اور دکن بھی بگڑ گیا۔ علاؤ الدین کی بھی عادتیں دن بدن بگڑنے لگیں۔ آخر بادشاہ کے تمام بیٹے قید خانے میں بھیجے گئے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ ملک کافور نے بادشاہ کو ایک ایسا زہر دینا شروع کیا۔ جس کے اثر سے وہ آہستہ آہستہ گھل گھل کر سنہ ۱۳۱۶ء میں مر گیا۔ ملک کافور نے بادشاہ کے سب سے چھوٹے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔ اور خود اتالیق اور سرپرست بن بیٹھا۔ اب وہ اس فکر میں

تھا۔ کہ دو بڑے شہزادوں کو مروا دے۔ اور تیسرے کی آنکھیں نکلوا دے۔ کہ تمام امرا بگڑ بیٹھے۔ انہوں نے ملک کافور کو قتل کروا دیا۔ اور علاؤالدین کا بیٹا قطب الدین مبارک شاہ تخت نشین ہوا ؛

قطب الدین مبارک شاہ اور سلطنتِ خلجی کا زوال

قطب الدین مبارک شاہ کے تخت پر بیٹھے ہی ملک میں خوب ابتری پھیلی۔

بادشاہ تو خود عیش و عشرت میں مشغول تھا۔ اور سلطنت کا کاروبار ایک رذیل قوم کے گجراتی نو مسلم خسرو خاں نامی غلام کے سپرد تھا۔ اس غلام نے دو برس بعد مبارک شاہ کو قتل کرکے خود نصیرالدین کے لقب سے تخت پر قبضہ کر لیا۔ اور تخت پر بیٹھتے ہی اس قدر بیرحمیاں اور ظلم کئے۔ کہ لوگ پناہ مانگنے لگے۔ اس نے خلجی خاندان کا ایک ایک بچّہ چُن چُن کر مار ڈالا۔ یہاں تک کہ اس خاندان کا ایک بھی وارث نہ بچا۔ آخر امرا نے تنگ آکر لاہور کے صوبیدار غازی بیگ تغلق کو ایک پیغام بھیجا۔ کہ آکر اس موذی کے پنجے سے ان کو چھڑائے۔ غازی بیگ نے ایک بڑی فوج لے کر دہلی پر حملہ کر دیا۔ خسرو خاں نے تمام شاہی خزانہ سپاہیوں میں تقسیم کر دیا۔ لیکن لڑائی میں اس کو شکست ہوئی۔ اور وہ مارا گیا۔ لڑائی ختم ہونے پر جب غازی بیگ نے دیکھا۔ کہ خلجی خاندان میں سے کوئی نہیں رہا۔ تو امرا کے

مشورے سے خود تخت پر بیٹھ کر خاندانِ تغلق کی بنیاد رکھی ؀

خلجی خاندان کی حکومت ہندوستان میں تیس برس کا قلیل عرصہ رہی۔ لیکن اس تھوڑے سے عرصے میں پٹھانوں کی سلطنت تمام ہندوستان میں پھیل گئی تھی ؀ ۱۳۱۶ء میں علاؤ الدین کی وفات پر دور دراز کے صوبے سلطنت سے علیٰحدہ ہو گئے۔ گجرات کاٹھیاوار خود مختار ہو گیا۔ چتوڑ پھر آزاد ہو گیا۔ بنگال نے مالیہ دینا بالکل بند کر دیا۔ اور دکن باغی ہو گیا ؀ خلجیوں کے زمانے میں مغلوں نے ملک پر کئی بار شمال مغرب کی جانب سے حملہ کیا۔ لیکن پنجاب کے تغلق صوبیداروں سے اُنہوں نے ہر بار شکست کھائی۔ لہذا سلطنت کو شمال مغرب کی جانب سے کوئی دقّت پیش نہ آئی۔ لیکن خلجیوں کا اندرونی انتظام سلطنت اس قدر تلخ۔ بے رحم اور غیر ہمدردانہ تھا۔ کہ وہ عوام میں ہر دلعزیز ہرگز نہ ہو سکتا تھا۔ علاؤ الدین نے محض فوج کی مدد اور اپنی سخت گیر پالیسی سے لوگوں کو دبائے رکھا۔ اُس کا محکمہ خفیہ اس قدر مکمل تھا۔ کہ اس کے حکم کی ذرا سی حکم کے لئے سخت سے سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ اس لئے کوئی تعجّب کی بات نہیں۔ کہ جوں ہی علاؤ الدین نے وفات پائی۔ تمام سلطنت میں بلوے شروع ہو گئے۔ اور دور دراز صوبوں نے آزاد ہونے کی کوشش کی ؀

خلاصہ فصل پانزدہم

۱- شجرہ نسب خاندان خلجی۔

- طولک خاں والئے کوندوز
  - نصیر الدین والئے مالوہ
  - شہاب الدین
    - علاؤ الدین ۱۲۹۶ تا ۱۳۱۶ء
      - خضر خاں
      - شادی خاں
      - قطب الدین مبارک ۱۳۱۶ تا ۱۳۲۰ء
      - شہاب الدین عمر ۱۳۱۶ء
    - الماس خاں
  - جلال الدین فیروز ۱۲۹۰ تا ۱۲۹۶ء
    - محمود
    - رکن الدین ۱۲۹۶ء
    - قادر خاں
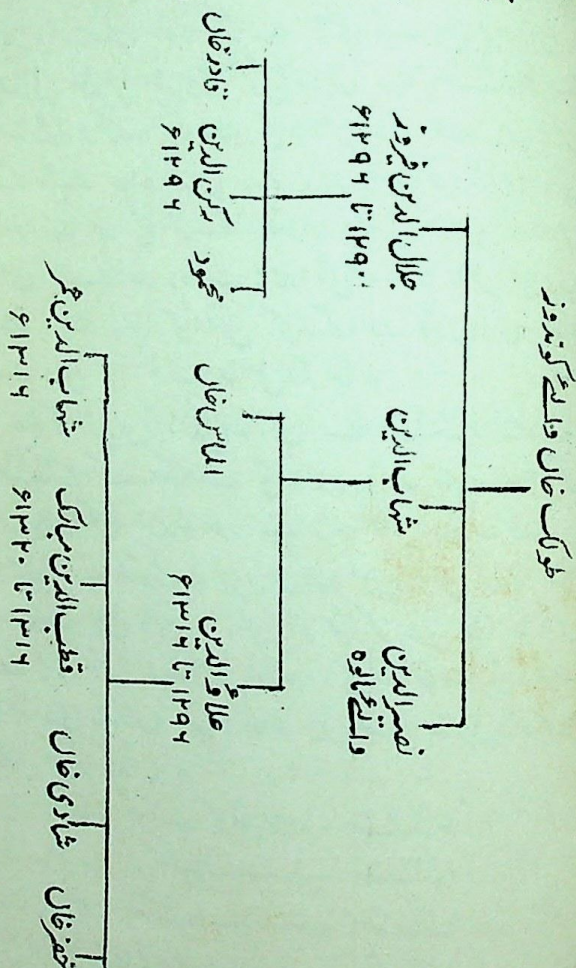
۲- **خلجیوں کا اصل وطن** علاقۂ گرم شیر میں تھا۔ جس کے مشرق میں قندھار اور مغرب میں سیستان ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مشرقی افغانستان کے موجودہ غلزئی پٹھان اور پُرانے خلجی ایک ہی قوم ہیں۔

۳- **جلال الدین فیروز خلجی**۔ اس نے ۱۲۹۰ء سے ۱۲۹۶ء تک حکومت کی۔ اس کے عہد میں اس کے بھتیجے علاؤ الدین نے یادو بنسی دیوگری کی سلطنت کو فتح کر کے باجگزار بنا لیا۔ اس جنگ میں اس کو بے حد دولت ہاتھ آئی۔ اور اس کی مدد سے اپنے چچا کو قتل کر کے اور لوگوں کی امداد سے دہلی کا تخت حاصل کر لیا۔

۴- **علاؤ الدین خلجی**۔ اس نے ۱۲۹۶ء سے لے کر ۱۳۱۶ء تک حکومت کی۔ وہ ایک نہایت مستقل مزاج لیکن تندخو اور بے رحم شخص تھا۔ تخت پر بیٹھنے کے تھوڑے ہی عرصے میں اس نے تمام سلطنت میں امن و امان قائم کر دیا تھا۔ اس کے بعد اُس نے غیر ممالک کی فتوحات کی طرف توجہ دی۔ اُس کے عہد میں مندرجۂ ذیل فتوحات عمل میں آئیں۔

(الف) گجرات کاٹھیاوار۔ ۱۲۹۷ء

(ب) رنتھمبور ــــــــ ۱۳۰۰ء

(ج) چتوڑ ــــــــ ۱۳۰۳ء

(د) مالوہ ــــــــ ۱۳۰۴ء

(ر) مہاراشٹر - سنہ ۱۳۰۹ء
(س) تلنگانہ - سنہ ۱۳۱۰ء
(ص) ہوئسال - سنہ ۱۳۱۰ء
(ط) پانڈیہ - سنہ ۱۳۱۰ء

۵- **علاؤ الدین خلجی کا انتظام سلطنت** - اس نے اپنی رعایا کی ہدایت کے لئے کئی ایک احکام جاری کئے -

(اوّل) اس نے ایک زبردست محکمہ خفیہ جاری کیا ۔
(دوئم) اس نے مالیہ اس قدر بڑھا دیا تھا - کہ لوگوں کی اپنی گزران کے لئے نہایت تھوڑا بچتا تھا ۔
(سوئم) اس نے پبلک جلسے بند کر دئے تھے - اور اس کی اجازت کے بغیر مختلف فرقوں میں یا مختلف اُمراء کے افراد کے مابین شادیاں نہ ہو سکتی تھیں ۔
(چہارم) اس نے شراب اور دیگر تمام منشّیات کا استعمال بند کر دیا تھا ۔
(پنجم) رسالے کے گھوڑوں کو داغ دینے کے لئے اس نے خاص احکام جاری کئے تھے ۔
(ششم) اس نے سپاہیوں کی تنخواہ کم کر دی تھی ۔
(ہفتم) بازاری نرخ بھی اس نے کم کر دئے تھے ۔
(ہشتم) مالیہ اراضیات اس قدر بڑھا دئے تھے - کہ سرکار کو کل پیداوار کا نصف دینا پڑتا تھا ۔

(نہم) اس نے رہائشی مکانوں اور مویشیوں پر بھی ٹیکس لگا دئے تھے۔

۶۔ **علاؤ الدین خلجی کی وفات**۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے جرنیل ملک کافور نے بادشاہ کے تمام لڑکوں کو قید خانے میں ڈلوا دیا تھا۔ اور اُس کو بھی ایک قسم کے زہر سے جس کا اثر آہستہ آہستہ ہوتا تھا۔ مروا دیا تھا۔ لیکن ملک کافور کو بھی اُمرا نے قتل کر دیا۔ اور قطب الدین مبارک کو تخت پر بٹھایا گیا۔

۷۔ **قطب الدین مبارک**۔ اس نے ۱۳۱۶ء سے ۱۳۲۰ء تک حکومت کی۔ تخت پر بیٹھتے ہی وہ عیش و عشرت کی زندگی میں کود پڑا۔ اور اس میں ایسا غرق ہوا۔ کہ سلطنت کا تمام انتظام ایک رذیل نو مسلم خسرو نامی کے سپرد کر دیا۔ اس خسرو نے ۱۳۲۰ء میں قطب الدین مبارک کو قتل کر ڈالا۔ اور وہ ناصر الدین کے لقب سے خود تخت پر بیٹھ گیا۔ اس نے خلجی خاندان کے تمام افراد کو قتل کروا دیا۔ آخر دربار کے امرا نے مرزا بیگ تغلق صوبیدار لاہور کو دہلی بلوا بھیجا۔ اور وہ خسرو کو مغلوب کرنے میں کامیاب ہوا۔

سوالات

۱۔ خلجی کون لوگ تھے۔ اور ان کا اصلی وطن کہاں تھا ؟

۲۔ جلال الدین فیروز کے عہد کے حالات مختصراً بیان کرو ؞

۳۔ علاؤ الدین خلجی کی فتوحات کے حالات بیان کرو ؞

۴۔ علاؤ الدین خلجی کے انتظام سلطنت کی نسبت تمہیں کیا معلوم ہے ؟ بیان کرو ؞

۵۔ بیان کرو۔ کہ علاؤ الدین خلجی نے کن حالات میں وفات پائی ؟

۶۔ قطب الدین مبارک کے عہد کے حالات لکھو۔ اور بتاؤ۔ کہ خلجی خاندان کی حکومت کیونکر تباہ ہوئی ؟

۷۔ مشرقی ممالک کی تواریخ زیادہ تر بادشاہوں کی شخصیت پر مبنی ہوتی ہے۔ اور مشرقی شاہی خاندانوں کی تواریخ در اصل ایک زبردست شخصیت اور اُس کے جانشینوں کے زمانے میں زوال کی تواریخ ہؤا کرتی ہے۔ خلجی خاندان کی تواریخ سے اس بیان کی تائید کرو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۷)

۸۔ علاؤ الدین خلجی کی زندگی کے حالات بیان کرو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۹ - ۱۹۲۲ - ۱۹۲۶)

۹۔ خاندان خلجی کے حالات جنہوں نے سنہ ۱۲۹۰ء سے

سنہ ۱۳۲۰ء تک ہندوستان میں سلطنت کی۔ بیان کرو اور یہ بتلاؤ۔ کہ اس عرصے میں اسلامی طاقت نے اس ملک میں کس قدر ترقی کی؟ اس مسلم کامیابی کی وجوہات بیان کرو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۳ء ۱۹۲۸)*

۱۰- خلجیوں کے زمانے میں اسلامی طاقت کی ترقی کے حالات مختصراً بیان کرو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۵)*

۱۱- ملک کافور پر ایک مختصر سا نوٹ لکھو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۸)*

فصل شانزدہم

خاندانِ تغلق

سنہ ۱۳۲۰ء سے لے کر سنہ ۱۴۱۲ء تک

تغلق قوم معلوم ہوتا ہے۔ کہ قوم تغلق کا اصلی وطن چینی ترکستان میں ختن کے آس پاس تھا۔ یہ لوگ ترک قوم سے خیال کئے جاتے ہیں۔ اور یہ شاید غزنوی اور غوری بادشاہوں کی افواج کے ساتھ ہندوستان میں وارد ہوئے۔ اور یہیں پر

انہوں نے بحیثیت زمینداروں کے اس ملک کے مختلف
علاقوں میں بود و باش اختیار کر لی۔لیکن معلوم ہوتا
ہے۔کہ اس ملک میں بود و باش اختیار کرنے کے
تھوڑے عرصے بعد انہوں نے یہاں کے باشندوں
سے شادی اور بیاہ کے رشتے جاری کر دئے۔

غیاث الدین تغلق
سنہ ۱۳۲۰ء سے سنہ ۱۳۲۵ء تک

سنہ ۱۳۲۰ء میں غازی بیگ
غیاث الدین تغلق کے
لقب سے تخت نشین ہؤا۔

بطور صوبیدار لاہور اس نے مغلوں کو روکے رکھا
تھا۔ وہ تجربہ کار سپاہی تھا۔اور کہتے ہیں۔کہ اس
کا باپ ترکی نسل سے تھا۔ لیکن ماں پنجاب کی
جاٹ قوم سے تھی۔ وہ ایک نیک اور رحمدل بادشاہ
تھا۔اور نہایت بہادر اور دلیر شخص ہونے کے علاوہ
ایک اعلےٰ درجے کا مدبّر گِنا جاتا تھا۔اس کے
تخت نشین ہوتے ہی ملک میں امن و امان قائم
ہو گیا۔ اور سب بد انتظامی دُور ہو گئی۔اس نے
دکن کو پھر سے فتح کرنے کے لئے اپنے بیٹے
جونا خاں کو بھیجا۔گو ورنگل فتح ہؤا۔لیکن مہاراشٹر
میں کچھ ناکامیابی رہی۔

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔کہ سنہ ۱۲۸۲ء میں بلبن
نے اپنے دوسرے بیٹے بغرا خاں کو بنگال کے تخت
پر بٹھا دیا تھا۔ تب سے اسی کی اولاد بنگال میں
حکمران تھی۔جب سنہ ۱۳۱۸ء میں بغرا خاں کا بیٹا

شمس الدین فیروز وفات پا گیا۔ تو اُس کے لڑکوں میں جنگِ جانشینی چھڑ گئی۔ غیاث الدین تغلق نے سمجھا۔ کہ بنگال پر دہلی کا دوبارہ تسلّط جمانے کے لئے یہ اچھا موقع ہے۔ چنانچہ بنگال میں امن و امان قائم کرنے کے لئے خود گیا۔ لیکن جب ۱۳۲۵ء میں ڈھاکے سے واپس آیا۔ تو دہلی کے قریب اُس کا بیٹا جونا خاں استقبال کے لئے آیا۔ بادشاہ کو ایک چوبی محل میں جو اس موقع کے لیے تیار کرایا گیا تھا۔ اُتارا گیا۔ جونا خاں خود تو ہاتھیوں کی لڑائی دیکھنے چلا گیا۔ لیکن محل دفعتاً بادشاہ کے سر پر گرا۔ اور وہ اپنے دوسرے لڑکے سمیت دب کر مر گیا۔ اس کے بعد اُس کا بیٹا جونا خاں محمد تغلق کے لقب سے تخت پر بیٹھا + نظام الدین اولیا دہلی کا مشہور فقیر اسی زمانے میں ہُوا تھا +

غیاث الدّین تغلق کا انتظامِ سلطنت

معلوم ہوتا ہے۔ کہ غیاث الدین تغلق کا انتظامِ سلطنت نہایت اعلےٰ تھا۔ ملک کی فوجی حفاظت کے لئے یہ ضروری تھا۔ کہ آمد و رفت کے ذرائع سڑکیں وغیرہ درست کی جائیں۔ اس نے کچھ نئی سڑکیں تعمیر کیں۔ اور اس کے علاوہ پُرانی سڑکوں کو بھی درست کرایا۔ اپنے آپ کو ملک کے ہر حصے سے واقف رکھنے کے لئے اُس نے ڈاک کا ایک اعلےٰ انتظام قائم کیا۔ اس کے دو طرح کے ڈاک

کے انتظام تھے۔ ہر آٹھ دس میل کے فاصلے پر اُس نے گھوڑے رکھے ہوئے تھے۔ اور ہر تین چوتھائی میل کے فاصلے پر اس نے پیدل ہرکارے مقرر کئے ہوئے تھے۔ اس طرح سے سرکاری خبریں نہایت تیزی کے ساتھ پہنچائی جا سکتی تھیں + زراعت کی ترقی کے لیئے اس نے کئی ایک نہریں تعمیر کی تھیں۔ اور مالیہ زمین گھٹا کر کل پیداوار کا دسواں حصّہ مقرر کیا گیا تھا۔ اور مالیہ زمین تشخیص کرنے کے لئے ایک خاص محکمہ بنا دیا گیا تھا۔ علاؤ الدین خلجی کے عہد میں ضبطی جائداد کا عام رواج تھا۔ یہ رواج منسوخ کیا گیا۔ لیکن کسی کو سرمایہ اکٹھا کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اس نے علاؤالدین خلجی کے کارآمد احکام کو جاری رکھا تھا +

محمّد تغلق
سنہ ۱۳۲۵ء سے سنہ ۱۳۵۱ء تک

محمّد تغلق آدمی تو عالم فاضل تھا۔ لیکن کوتاہ اندیش اور سخت گیر تھا۔ اور ذرا سی بھی مخالفت برداشت نہ کرسکتا تھا۔ جس بات کی دُھن لگ جاتی تھی۔ چاہے اس میں رعایا کو تکلیف ہی ہو۔ اُسے پورا کرکے چھوڑتا تھا۔ تخت نشینی کے تھوڑے ہی عرصے بعد اس نے بغاوتوں کو فرو کرکے تمام ملک کو پھر اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اس کی سلطنت میں ۲۳ صوبے تھے۔ ہر ایک صوبے کا انتظام قابل

اور تجربہ کار حاکموں کے سپرد تھا۔ تخت نشینی کے کچھ عرصے کے بعد اس نے دوابۂ گنگ و جمن کے زمینداروں کی مالگزاری دُگنی کر دی۔ کاشتکار اپنی زمینیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لیکن مقامی حاکموں نے اُن کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیا۔ اور بارش نہ ہونے کی وجہ سے زراعت اَور بھی خراب ہوگئی۔ بادشاہ کو بہت بھاری نقصان ہوُا۔ اور اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے اس نے تانبے کا سکّہ جاری کر دیا۔ اور حکم نافذ کیا۔ کہ یہ سکّہ چاندی کے سکّے کے برابر سمجھا جائے۔ اس پر تمام ملک میں لوگوں نے ناجائز طور پر تانبے کے سکّے بنانے شروع کر دئے۔ اس پر بادشاہ نے غصّے میں آکر نیا سکّہ منسوخ کر دیا۔ اور حکم دے دیا۔ کہ لوگ سرکاری خزانے کے نئے سکّوں یعنی تانبے کے سکّوں کے بدلے چاندی کے سکّے لے جائیں۔ شاہی خزانے سے چاندی کے بے شمار سکّے لوگوں کو دینے پڑے۔ اس سے بہت سا سرکاری روپیہ مفت میں برباد ہوُا۔ ملک کی تجارت تباہ ہوئی۔ اور لوگوں میں سخت ابتری پھیل گئی ؛

محمد تغلق کی چند ایک جاہلانہ حرکتیں

ابھی ان مالی نقصانات سے نجات نہ ملی تھی۔ کہ محمد تغلق کو اور نئی تجویز سُوجھی۔ اُس کو خیال آیا۔ کہ چونکہ دہلی دکن سے بہت دور ہے۔

اور پایہ تخت سے تمام صوبوں کا خاطر خواہ انتظام ہونا دشوار ہے۔ اس لئے دیوگری کو جو ہندوستان کے قریباً وسط میں ہے۔ دار السلطنت قرار دیا جائے۔ فوراً دہلی کے باشندوں کو حکم ہؤا۔ کہ اپنا تمام مال و اسباب لے کر دیوگری چلے جاؤ۔ دیوگری کا نیا نام دولت آباد رکھا گیا۔ بہت سے لوگ تو راستے ہی میں مر گئے۔ اور جو وہاں پہنچ گئے۔ اُن کو پردیس میں سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اب بادشاہ نے واپسی کا حکم دیا۔ اور بیچارے لوگ طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے گھر واپس آئے۔ لیکن دہلی کی پُرانی رونق جاتی رہی۔ اور رعایا بھی بادشاہ سے سخت ناراض ہوگئی ؂

اس کے بعد اُس کو ایران۔ خراسان۔ ترکستان اور چین کو فتح کرکے اپنی سلطنت کو وسعت دینے کا خیال پیدا ہؤا۔ اور اس ارادے سے اُس نے ایک زبردست فوج تیار کرکے ایران کی طرف روانہ کی۔ لیکن اس فوج نے سوائے اس کے کہ تنخواہوں میں شاہی خزانے کو ختم کر دے۔ اَور کچھ نہ کیا۔ جب خزانے میں تنخواہوں کے دینے کے لئے کچھ نہ رہا۔ تو فوج ملک میں لوٹ مار برپا کرکے تتر بتر ہوگئی۔ دوسری جانب ایک لاکھ فوج کو حکم ہؤا۔ کہ کوہ ہمالیہ عبور کرکے چین پر حملہ کرے۔ بہت سے سپاہی بیچارے راستے میں ہی ہلاک

ہو گئے۔ جو بچے۔ وہ سردی کے مارے اس قدر لاچار تھے۔ کہ چینیوں سے مقابلہ کرنے کے بالکل ناقابل تھے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مشکل ہی سے کوئی شخص بچ کر واپس ہندوستان میں آیا ٭

بادشاہ محمد تغلق کے ہر کام سے سخت گری۔ خود سری اور جنون ظاہر ہوتا تھا۔ بھلا ایسے بادشاہ کے عہد میں امن چین کہاں ہو سکتا تھا۔ ہر ایک صوبے میں فساد شروع ہو گیا۔ چتوڑ تو ۱۳۲۱ء میں غیاث الدین تغلق کے عہد میں ہی خود مختار ہو چکا تھا۔ دریائے کرشنا کے دوسرے پار جنوبی ہندوستان میں ایک ہندو شہزادے نے وجے نگر کی خود مختار سلطنت ۱۳۳۶ء میں قائم کر لی۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ۱۳۳۸ء میں بنگال اور بہار سلطنتِ دہلی سے علیحدہ ہو گئے۔ اور ۱۳۴۷ء میں حسن گنگو بہمنی نے دکن میں ایک خود مختار سلطنت کی بنیاد ڈالی ٭ شمالی ہندوستان میں بھی ہر طرف فتنہ و فساد برپا تھا۔ افغانوں نے بھی اٹک پار سے حملہ کر دیا۔ بادشاہ حملہ آوروں کے مقابلے کے لئے آگے بڑھا۔ لیکن صوبہ سندھ میں بمقام ٹھٹھہ ۱۳۵۱ء میں بوجہ خرابی صحت فوت ہوا۔ محمد تغلق کی وفات کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک عالمگیر سلطنت قائم نہ رہی۔ بلکہ ملک کے اندر کئی ایک مختلف

خود مختار ریاستیں قائم ہو گئیں + ابن بطوطا مشہور عربی سیّاح اس زمانے میں ہندوستان میں آیا تھا۔ اور اس کی تجربات سے ہندوستان کے متعلق بہت کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں +

فیروز شاہ تغلق

سنہ ۱۳۵۱ء سے سنہ ۱۳۸۸ء تک

محمد تغلق کی وفات کے بعد اس کا چچا زاد بھائی فیروز شاہ تغلق تختِ دہلی پر بیٹھا۔ اس نے سنہ ۱۳۵۱ء سے سنہ ۱۳۸۸ء تک حکومت کی۔ اس کے عہد میں سلطنتِ دہلی کی وسعت بہت کم ہو چکی تھی۔ شروع شروع میں تو اس نے کوشش کی۔ کہ باغی صوبوں کو فتح کر کے پھر سلطنتِ دہلی میں شامل کر لے۔ لیکن جب سنہ ۱۳۵۳ء میں اس کو بنگال فتح کرنے میں ناکامیابی ہوئی۔ تو اس نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ اور سلطنت کی وسعت بڑھانے کی بجائے موجودہ علاقے میں حکومت کو ہر دلعزیز بنانے کی طرف توجہ دینی شروع کی۔ اس نے اپنے علاقے میں جا بجا نہریں کھدوائیں۔ نہری زمینوں پر آبیانہ لگایا۔ کئی ایک جابرانہ محصول معاف کئے۔ اپنی ذاتی آمدنی کو سلطنت کے مالیہ سے علیحدہ کر دیا۔ رفاہ عام کے لئے بہت سی مسجدیں۔ سرائیں۔ ہسپتال۔ سڑکیں اور پُل تعمیر کرائے۔ اور سخت سزائیں موقوف کر دیں۔ اس نیک دل بادشاہ

کے عہد میں رعایا خوش حال تھی۔ ۱۳۸۷ء میں اس نے حکومت سے دست بردار ہوکر تخت اپنے بیٹے نصیر الدین کے حوالے کر دیا۔ لیکن ابھی سال ختم ہونے پایا تھا۔ کہ بادشاہ فروز شاہ تغلق فوت ہوگیا۔ اور اس کے لڑکوں اور پوتوں میں جنگ و جدل شروع ہوگیا۔

خاندان تغلق کا خاتمہ

فیروز شاہ تغلق کے بعد غیاث الدین ثانی۔ ابوبکر اور نصیر الدین یکے بعد دیگرے دہلی کے تخت پر بیٹھے۔ مگر ان میں سے کوئی بھی ایسا قابل نہ تھا۔ جو سلطنت کی بگڑی ہوئی حالت کو درست کر سکتا۔ جب ۱۳۹۴ء میں نصیر الدین کا نابالغ بیٹا محمود تخت پر بیٹھا۔ تو سلطنت کا رہا سہا وقار بھی جاتا رہا۔ ملک میں ہر طرف ابتری پھیل گئی۔ گجرات اور مالوہ کے صوبے خود سر ہوکر منحرف ہوگئے۔ اور خود وزیر سلطنت نے بھی پورب میں اودھ کے علاقے میں خود مختار ریاست قائم کر لی۔ ایسی حالت میں ۱۳۹۸ء میں امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ اور دریائے اٹک عبور کرکے بغیر کسی رکاوٹ کے ملتان اور پنجاب میں سے گزر کر دہلی کے سامنے آ موجود ہوا۔ راستہ میں اس نے بھٹی راجپوتوں کے قلعہ بھٹنیر پر حملہ کرکے اس کو مسمار کرا دیا۔ اس کے بعد

دہلی کے دروازوں کے سامنے لڑائی ہوئی۔ بھلا محمود کیا مقابلہ کر سکتا تھا۔ وہ شکست کھا کر گجرات کی طرف بھاگ گیا۔ تیمور شاہی محل میں داخل ہو کر تخت پر بیٹھ گیا۔ مگر شہر دہلی کی بد قسمتی سے تیمور کے تاتاری سپاہیوں اور شہر کے لوگوں میں کچھ تنازعہ ہو گیا۔ چند ایک مغل سپاہی مارے گئے۔ اس پر تیمور نے قتل عام کا حکم دے دیا۔ پانچ دن تک شہر میں قتل عام اور لوٹ مار جاری رہی۔ آخر بہت سی دولت لے کر تیمور میرٹھ اور ہردوار سے ہوتا ہوا پنجاب اور کابل سے گزر کر سمرقند کو واپس ہوا۔ تیمور کے واپس چلے جانے کے بعد ملک میں سخت بد امنی پھیل گئی۔ گجرات۔ مالوہ اور جون پور تو پہلے ہی خود مختار ہو چکے تھے۔ دہلی۔ آگرہ اور پنجاب کے رہے سہے صوبوں میں بھی فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ حاکم اور صوبیدار اپنی مرضی سے حکومت کرنے لگے۔ محمود تغلق نے گجرات سے واپس آ کر ۱۴۱۲ء تک دہلی کے تخت پر حکومت کی۔ لیکن اس کی حکومت اب نہایت محدود دائرے میں تھی۔ ۱۴۱۲ء میں وہ بعارضہ بخار فوت ہوا۔ اور اس کی موت کے ساتھ ہی خاندان تغلق کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

اس کے بعد شمالی ہندوستان پھر کئی ایک چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گیا۔ لہٰذا تمام ملک

کی ایک جا تواریخ کا بیان کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔
اب ہم ہر ایک حصّے کی علحدہ علحدہ تواریخ بیان کرینگے۔

تغلقوں کے زمانے کا ہندوستان

ہندوستان میں تغلق خاندان کی بانوے سال حکومت رہی۔ یعنی سنہ ۱۳۲۰ء سے لے کر سنہ ۱۴۱۲ء تک۔ لیکن در اصل محمد تغلق کے ہی عہد میں چودھویں صدی عیسوی کے وسط میں تغلق سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی۔ یعنی سلطنت کی قائمی کے عین تیس برس کے بعد فیروز شاہ تغلق کی حکومت تو شمالی اور شمال مغربی ہندوستان تک محدود تھی۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اس کا انتظام زبردست۔ مکمل اور ہمدردانہ تھا۔ مقامی افسروں اور حاکموں کو اس نے بہت زیادہ اختیارات دے رکھے تھے۔ ہر ایک صوبجاتی حکومت اب تقریباً خود مختار تھی۔ صوبجاتی حکام بہت سے معاملات میں مرکزی حکومت کی منظوری کے بغیر کام کر سکتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مرکزی حکومت کی صوبجاتی معاملات میں واقفیت نہ رہی۔ فیروز شاہ تغلق کے عہد میں مقامی حکام کے اختیارات اس قدر بڑھ گئے تھے۔ کہ اس کے کمزور اور نالائق جانشینوں کے لئے سلطنت کے مختلف حصّوں کا اکٹھا رکھنا نہایت مشکل ہو گیا۔ لہذا سلطنت اَور بھی چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ اس سے سلطنت اَور زیادہ کمزور ہو گئی۔ اور اب مغلوں

کے لئے ملک پر حملہ کرنا زیادہ آسان ہوگیا۔

خلاصہ فصل شانزدہم

۱- شجرہ نسب خاندان تغلق

×

غیاث الدین ۱۳۲۰ تا ۱۳۲۵

محمد تغلق اوّل ۱۳۲۵ تا ۱۳۵۱

رجب

فیروز شاہ ۱۳۵۱ تا ۱۳۸۸

محمد تغلق ثانی ۱۳۸۹ تا ۱۳۹۰

نصرت

ظفرخاں سکندر

ابوبکر ۱۳۸۸ تا ۱۳۸۹

ناصر الدین محمد ۱۳۹۰ تا ۱۳۹۴

محمود ۱۳۹۴ تا ۱۴۱۲
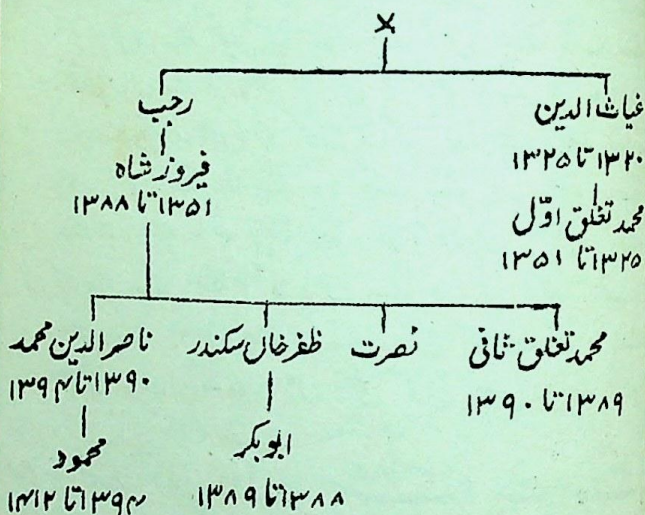
۲- تغلقوں کا اصل وطن ختن کے نزدیک چینی ترکستان میں تھا۔ وہ ایک ترک قوم میں سے تھے۔ اور شاہانِ غزنی اور غور کی افواج کے ساتھ ہندوستان میں آئے تھے۔ اور یہاں پر بحیثیت زمیندار بس گئے تھے۔ انہوں نے ہندوستان کے باشندوں کے ساتھ شادی کا رشتہ قائم کرلیا تھا۔

۳۔ غیاث الدین تغلق۔ سنہ ۱۳۲۰ء سے سنہ ۱۳۲۵ء تک۔ وہ ملک میں ایک نہایت مکمل اور زبردست
انتظام سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہؤا تھا۔
علاؤالدین کی وفات پر بہت سے صوبے خودمختار
ہوگئے تھے۔ ان میں سے بہت سے اس نے فتح
کرلئے تھے۔ آبپاشی کے لئے نہروں اور سڑکوں
کو اس نے تعمیر کیا تھا۔ اور اس نے ملک کے
محکمۂ مالیات کو مالیہ اراضی کو نرم کرنے کی ہدایات
دی تھیں۔ اس کا محکمۂ ڈاک نہایت اچھا تھا۔
اور اس کے ذریعے وہ ملک کے ہر حصے کے
حالات سے باخبر رہتا تھا۔ علاؤالدین خلجی کے
بہت سے احکام کو اس نے جاری رکھا تھا۔
اس نے ضبطی جائداد کے رواج کو بند کردیا تھا۔
لیکن اس کے عہد میں بھی کوئی شخص دولت اکٹھی
نہیں کرسکتا تھا۔

۴۔ محمد تغلق اوّل۔ سنہ ۱۳۲۵ء سے سنہ ۱۳۵۱ء تک۔ وہ ایک عالم شخص تھا۔ لیکن کوتاہ اندیش۔
مغرور اور جابر تھا۔ وہ مخالفت ہرگز برداشت نہ
کرسکتا تھا۔ اس کی سلطنت تیئیس صوبوں میں
منقسم تھی۔ اس نے مالیہ اراضی کو دوگنا کردیا۔
اس کا پیشۂ زراعت پر ایسا بُرا اثر پڑا۔ کہ
اس مد سے سلطنت کی آمدنی پہلے سے بھی گھٹ گئی۔
سلطنت کی مالی حالت درست کرنے کے لئے اُس

نے سکّوں کو خراب کر دیا۔ اور چاندی کے سکّوں
کی بجائے تانبے کے سکّے جاری کر دیئے۔ اس
سے جعلی سکّوں کی اس قدر بھرمار ہوئی۔ کہ آخر
حکومت کو بہت سا مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ ان
کارروائیوں سے ملک کی تجارت پر بہت بُرا
اثر ہُوا۔ اب ملک میں جا بجا بغاوتیں شروع
ہوگئیں + محمد تغلق نے تین اَور جاہلانہ حرکتیں
کیں۔ جس سے اس کی حکومت بہت بدنام ہوگئی
اور آخر سلطنت کے ٹکڑے ہو گئے۔ پہلے تو اس
نے سلطنت کا پایہ تخت دہلی سے دیوگری کو
تبدیل کر دیا۔ یہ مقام دکن میں ہے۔ اور اس
کا نام اس نے بدل کر دولت آباد رکھ دیا۔
دوئم اس نے ایک بڑی بھاری فوج تیار کی۔
اور ایران۔ خراسان اور ترکستان پر حملہ کرنا
چاہا۔ لیکن اس میں اُس کو کچھ کامیابی نہ ہوئی۔
اور اس کو بھاری مالی نقصان اُٹھانا پڑا۔
سوئم اس نے ایک بڑی بھاری فوج ہمالیہ
کو عبور کر کے چین پر حملہ کرنے کے لئے
بھیجی یہ تمام فوج راستے ہی میں تباہ ہو
گئی۔ ان حرکتوں سے تمام ملک میں
سخت ہل چل مچ گئی۔ اس پر اس نے سخت
گیرانہ پالیسی شروع کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ
تمام ملک میں جا بجا بغاوتیں ہوگئیں۔ جنوب میں

سنہ ۱۳۳۶ء میں وجے نگر کی ہندو سلطنت قائم ہو گئی۔ بنگال سنہ ۱۳۳۸ء میں خود مختار ہوگیا۔ دکن میں سنہ ۱۳۴۷ء میں باہمنی سلطنت کی بنیاد رکھی گئی۔ گجرات کاٹھیاوار اور سندھ میں بغاوت ہوگئی۔ تو محمد تغلق خود سندھ کی طرف روانہ ہؤا۔ لیکن سنہ ۱۳۵۱ء میں بمقام ٹھٹھ اس نے وفات پائی۔ اسی بادشاہ کے عہد میں عربی سیّاح ابن بطوطہ نے ہندوستان کا دورہ کیا تھا +

۵۔ فیروز شاہ تغلق۔ سنہ ۱۳۵۱ء سے سنہ ۱۳۸۸ء تک

شروع میں اس نے باغی صوبوں کو پھر سے فتح کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ تو اُس نے اس خیال کو ترک کر دیا۔ اور لوگوں کے فائدے کے لئے باقی کی سلطنت میں تعمیری کام شروع کر دیا۔ اس نے آبپاشی کے لئے نہریں۔ مسافروں کے لئے سڑکیں اور پُل تعمیر کرائے۔ رعایا کو تنگ کرنے والے تمام محصول معاف کر دئے۔ اور بہت سے جُرموں میں موت کی سزا موقوف کر دی۔ اس نے اپنے عہد میں گجرات کاٹھیاوار اور سندھ فتح کر لئے۔ اور کانگڑہ اور روہیل کھنڈ بھی اس کی سلطنت میں شامل ہوئے +

۶۔ تغلق خاندان کا خاتمہ۔

فیروز شاہ تغلق سنہ ۱۳۸۸ء میں فوت ہوگیا۔ اس کے بعد جنگِ تخت نشینی ہؤا۔

ترکوں کے زمانے کا ہندوستان

محمود غزنوی کی فتوحات
غوریوں کی فتوحات
علاؤالدین خلجی کی فتوحات

بنگال

کابل
غزنی
سلطنت غزنوی
دریائے سندھ
کشمیر
لاہور
ملتان
سندھ
دہلی
اجمیر
مالوہ
گجرات
کاٹھیاوار
چتوڑ
دوارا سمدر
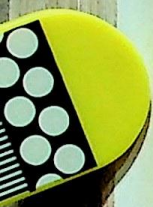
اور اس کے بعد جو تخت پر بیٹھے۔ وہ نہایت کمزور اور نالائق بادشاہ تھے۔ ان حالات میں بہار۔ اودھ۔ مالوہ۔ گجرات کاٹھیاوار سب خود مختار ہو گئے ٭

۷۔ **امیر تیمور کا حملہ**۔ ۱۳۹۸ء میں امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ دہلی میں پانچ روز تک قتل عام رہا۔ اور دہلی سے بہت سی دولت۔ سونا اور جواہرات لے کر وہ وسط ایشیا میں اپنے دار السلطنت سمرقند کو واپس ہوا ٭

۸۔ **تغلق سلطنت کی تباہی کے اسباب**۔ محمد تغلق کی خیالی تجاویز اور جابرانہ پالیسی۔ اور فیروز شاہ تغلق کی حد درجے کی مقامی خود اختیاری کی پالیسی نے سلطنت کو کمزور کر کے اس کا خاتمہ کر دیا ٭

سوالات

۱۔ تغلق لوگوں کا اصلی وطن کہاں تھا؟ اور وہ ہندوستان میں کب اور کس طرح وارد ہوئے؟

۲۔ غیاث الدین تغلق کون تھا؟ اور اس کے عہد و انتظام سلطنت کی نسبت تمہیں کیا معلوم ہے؟

۳۔ محمد تغلق کی بابت تمہیں کیا معلوم ہے؟ اس کے عہد اور انتظام سلطنت کے حالات بیان کرو۔ اس کے عہد میں سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کیوں ہو گئے؟ وجوہات بیان کرو ٭

۴ - فیروز شاہ تغلق کے عہد کے حالات بیان کرو +
۵ - فیروز شاہ تغلق کی وفات کے بعد سلطنت کے اور بھی ٹکڑے ہو گئے - وجوہات بیان کرو +
۶ - ہندوستان پر امیر تیمور کے حملے کے حالات بیان کرو - اس حملے کا ہندوستان پر کیا اثر ہؤا ؟
۷ - فیروز شاہ تغلق کے متعلق نوٹ لکھو - اور ایک نقشے کے ذریعے اپنا جواب سمجھاؤ - (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۰ - ۱۹۲۷) +
۸ - محمد تغلق کے عہد کے حالات - اس کی شخصیت اور تاریخی واقعات پر نوٹ لکھو - (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۲ - ۱۹۲۶) +
۹ - ہندوستان میں ۱۳۲۰ء سے لے کر ۱۴۱۲ء تک کے عرصے میں اسلامی طاقت کے متعلق ایک بیان لکھو - (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۵) +

فصل ہفدہم

تغلقوں کے بعد کا ہندوستان

ہندوستان میں چھوٹی ریاستوں کا دور

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں - کہ محمد تغلق کے عہد میں (۱۳۲۵ - ۱۳۵۱) ہندوستان میں ترک سلطنت کئی ایک ٹکڑوں میں بٹ چکی تھی - اور ملک میں مختلف خود مختار ریاستیں قائم ہوگئی تھیں - شمالی ہند میں کشمیر - پنجاب - دہلی - ملتان - سندھ - گجرات - راجپوتانہ - مالوہ - جون پور اور بنگال کی ریاستیں تھیں - اور دکن اور جنوبی ہند میں ریاست بہمنی اور وجے نگر تھیں -

ا - اروّلی کے مغرب میں شمال مغربی ہندوستان

کشمیر

سنہ ۱۱۷۱ء سے سنہ ۱۵۸۰ء

باب دوئم میں ہم سنہ ۱۱۷۱ء تک کی کشمیر کی تواریخ درج کر چکے ہیں - جبکہ بارھویں صدی عیسوی کے اخیر میں گو تمام شمالی ہندوستان ترکوں -

اور پٹھانوں نے فتح کر لیا۔ لیکن کشمیر کے پہاڑی علاقوں نے اپنی آزادی قائم رکھی۔ اس زمانے میں کشمیر میں ہمیشہ خانہ جنگی اور کشت و خون جاری رہی۔ لیکن دشوار گزار پہاڑیوں کی وجہ سے کشمیر بیرونی حملہ آوروں سے بچا رہا۔ چودھویں صدی عیسوی کے شروع میں، سوات کے رہنے والے ایک شخص شاہ مرزا نامی نے کشمیر میں اسلام کی بنیاد رکھی۔ وہ سنہ ۱۳۱۵ء میں کشمیر کے بادشاہ سنگھ دیو کے ہاں ملازم ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد ایک تبتی سردار رین چن نے سنگھ دیو کو شکست دے کر اُس کا ملک فتح کر لیا۔ روایت مشہور ہے۔ کہ اس رین چن نے برہمنوں سے درخواست کی۔ کہ وہ اس کو ہندو دھرم میں داخل کر لیں۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ تب اُس کو مسلمان ہونے کی ترغیب دی گئی۔ اور وہ مسلمان ہو گیا۔ اُس نے شاہ مرزا کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ جب سنہ ۱۳۲۷ میں رین چن کی وفات ہوئی۔ تو سابق بادشاہ سنگھ دیو کے بھائی اددے دیو نے کشمیر پر حملہ کر دیا۔ اور وہ تخت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس نے سنہ ۱۳۴۶ء تک حکومت کی۔ چونکہ اس سال شاہ مرزا نے اس کو تخت پر سے اُتار دیا۔ تب سے کشمیر میں ہندو راج کا خاتمہ ہوا۔ اس وقت سے لے کر انیسویں صدی عیسوی کے آغاز تک کشمیر میں مسلمانوں

کا ہی راج رہا۔ سنہ ۱۸۱۹ء میں رنجیت سنگھ نے اس علاقے کو مسلمانوں سے فتح کر لیا۔ شاہ مرزا اور اُس کی اولاد نے کشمیر میں تقریباً دو سو برس یعنی سنہ ۱۳۴۶ء سے لے کر سنہ ۱۵۶۲ء تک حکومت کی۔ اس خاندان میں دو بادشاہ قابلِ ذکر ہیں۔ سکندر بُت شکن سنہ ۱۳۹۴ء سے سنہ ۱۴۱۶ء تک اور اس کا بیٹا زین العابدین سنہ ۱۴۲۰ء سے سنہ ۱۴۷۰ء تک۔ کہا جاتا ہے۔کہ سکندر نے اپنے عہد میں بہت سے مندروں کو گرا دیا۔ اور اپنی رعایا کے بہت سے لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔ لیکن دوسری طرف زین العابدین کو کشمیر کا اکبر کہا جاتا ہے۔ اس نے رفاہ عام کے لئے بہت سی عمارات بنوائیں۔ اور مذہبی معاملات میں وہ غیر جانبداری کی پالیسی پر چلتا تھا۔ لیکن اُس کی وفات پر ملک میں پھر بد امنی پھیل گئی۔ اس خاندان کا آخر سنہ ۱۵۶۲ء میں خاتمہ ہوا۔ اس خاندان کے خاتمے پر کشمیر میں ایک اَور مسلمان خاندان حکمران رہا۔ اور اس خاندان کا اکبر نے خاتمہ کیا۔ اس خاندان کی ابتدا غازی چک سے ہوئی۔ اس کا مورث لنگر چک داردستان یعنی علاقہ گلگت سے آ کر راجہ سنگھ دیو کے زمانے میں کشمیر میں آباد ہوا تھا۔ یہ بادشاہ مذہب کے شیعہ تھے۔ اور ان کی حکومت سنہ ۱۵۶۲ء سے لے کر سنہ ۱۵۸۶ء تک رہی +

پنجاب

تیمور کے حملے کے بعد پنجاب سید خضر خاں کے ماتحت تھا۔ جب ۱۴۱۲ء میں محمود تغلق کی وفات ہوئی۔ تو اس نے دہلی اور آگرے کے علاقے بھی فتح کر لیے۔ خضر خاں اور اس کے تین جانشین خاندانِ سادات کے بادشاہ کہلاتے ہیں۔ اس خاندان کا آخری بادشاہ علاؤالدین تھا۔ اس کے عہد میں لودھی خاندان کے پٹھانوں نے تمام پنجاب اور سرہند کے علاقے پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور دیگر علاقوں میں مقامی حاکم اور سردار جگہ جگہ خود مختار ہو گئے تھے۔ اور آخر بادشاہ کی حکومت صرف دہلی کی چار دیواری کے اندر اندر رہ گئی۔ لاچار ۱۴۵۰ء میں علاؤالدین بہلول لودھی کو اپنا جانشین مقرر کر کے خود سلطنت سے کنارہ کش ہو گیا۔ اور اس کی جگہ بہلول لودھی تخت نشین ہوا۔

دہلی و آگرہ

بہلول لودھی نے ۱۴۵۰ء سے لے کر ۱۴۸۸ء تک حکومت کی۔ یہ ایک دانا اور عقل مند بادشاہ تھا۔ اس نے چھبیس سال کی پے در پے کوششوں کے بعد ۱۴۷۷ء میں جون پور کی ریاست کو فتح کر لیا۔ بہلول لودھی کے بعد اُس کا بیٹا نظام خاں سکندر لودھی کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔ جس نے ۱۴۸۸ء سے لے کر ۱۵۱۴ء تک حکومت کی۔

سکندر لودھی نے ۱۵۰۲ء میں اپنا پایۂ تخت دہلی سے آگرہ تبدیل کر لیا۔ اسی کے زمانے میں ہندو فارسی زبان سیکھ کر مسلمان بادشاہوں کی ملازمت اختیار کرنے لگے۔ سکندر لودھی کا بیٹا ابراہیم لودھی اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔ یہ بادشاہ بہت شکّی اور بد مزاج تھا۔ شروع میں ابراہیم کو اپنے بھائی جلال خاں کی بغاوت کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اور گو جلال خاں شکست کھا کر مارا گیا۔ لیکن ملک میں بد انتظامی پھیل گئی۔ ایک طرف بہار میں اور دوسری طرف پنجاب میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ اور دولت خاں لودھی صوبیدار لاہور جو ابراہیم سے ناراض تھا۔ کابل کے بادشاہ بابر کو ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے بُلا بھیجا۔ بابر تو ایسے موقعہ کی تاک میں ہی تھا۔ وہ امیر تیمور کی نسل سے ہونے کی وجہ سے ہندوستان کو اپنی میراث سمجھتا تھا۔ اس نے ۱۵۲۴ء میں پنجاب فتح کر لیا۔ اور ۱۵۲۶ء میں پانی پت کی لڑائی میں ابراہیم لودھی کو شکست دے کر خاندانِ لودھی کا خاتمہ کر دیا۔ اور ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد ڈالی ؀

ملتان
۱۴۴۳ء سے ۱۵۲۸ء تک

ہم پہلے بتلا چکے ہیں۔ کہ ۱۲۲۸ء میں التمش نے ناصرالدین قباچہ کو شکست دے کر ملتان لے لیا تھا۔ اس وقت سے لے کر تیمور کے زمانے تک

شاہانِ دہلی گاہے بگاہے ملتان پر حکمران رہے۔ لیکن ۱۳۹۸ء میں امیر تیمور کی روانگی پر ملتان میں خضر خاں اُس کا نائب مقرر ہوا۔ جب سیّدوں کو زوال آنا شروع ہوا۔ تب مبارک شاہ کے عہد میں ایک شخص شیخ قریشی ۱۴۳۸ء میں ملتان کا مالک ہو گیا۔ یہ حضرت بہاؤ الدین ذکریا کا مجاور تھا۔ لیکن ۱۴۴۰ء میں وہ تخت پر سے اُتار دیا گیا۔ اور اس کی جگہ ایک افغان سردار ساہرہ لنگا جو حاکم سیبی تھا۔ تخت پر قبضہ کر بیٹھا۔ اُس نے سلطان قطب الدین کا لقب اختیار کیا۔ اور ملتان میں ۱۴۴۰ء سے ۱۴۵۶ء تک حکومت کی۔ وہ ملتان کے لنگا خاندان کا مورث تھا۔ اور اس خاندان کی ملتان میں اٹھاسی برس تک حکومت رہی۔ یعنی ۱۴۴۰ء سے لے کر ۱۵۲۸ء تک۔ اس خاندان کے تین بادشاہ تھے۔ اوّل قطب الدین ۱۴۴۰ء سے ۱۴۵۶ء تک۔ دوئم سلطان حسین ۱۴۵۶ء سے ۱۵۰۲ء تک۔ اور سوئم فیروز ۱۵۰۲ء سے ۱۵۲۸ء تک۔ ۱۵۲۸ء میں شاہ فیروز کو شاہ حسین ارغون والیٔ سندھ نے تخت پر سے اُتار دیا۔ شاہ حسین ارغون وہی شخص تھا۔ جس کو ۱۵۲۱ء میں بابر نے قندھار سے نکال دیا تھا۔ اس کے بعد ملتان سندھ کی ریاست میں شامل ہوا۔ لیکن یہ کچھ دیر پا نہ ثابت ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد بابر کے بیٹے مرزا کامران نے ملتان فتح کر لیا۔

سندھ

۱۳۳۶ء سے ۱۵۹۱ء تک

سندھ کا صوبہ بھی التمش
نے ۱۲۲۸ء میں ناصرالدین
قباچہ سے فتح کر لیا تھا۔ اس
کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ صوبے کا انتظام ایک
مسلمان قوم سمرا کے سردار کے سپرد کیا گیا۔ محمد
شاہ تغلق کے عہد میں سمراؤں کو ایک اور راجپوت
قوم سامبا نے سندھ سے نکال دیا۔ یہ سامبا غالباً
یادو بنسی تھے۔ اور اسلئے سری کرشن کے بیٹے سامبا
کی اولاد میں سے تھے۔ اُن کی حکومت جنوبی سندھ
اور کچھ میں بہت دیر تک رہی۔ شاید انہی لوگوں
کی بغاوت فرو کرنے کے لئے محمد شاہ تغلق سندھ
کی طرف آیا تھا۔ ان لوگوں کی اس صوبے میں
۱۳۳۶ء سے لے کر ۱۵۲۱ء تک حکومت رہی۔
سامباؤں کے ابتدائی حکمران تو شاہانِ دہلی کو اپنا
حاکم مانتے تھے۔ لیکن جب ۱۳۸۸ء میں فیروز شاہ
تغلق کا انتقال ہو گیا۔ تو وہ خود مختار ہو گئے۔
پندرھویں صدی عیسوی کے اخیر میں سندھ کی سرحد
پر مغل قوم کے خاندان ارغون نے طاقت پکڑنی
شروع کی۔ آخر ۱۵۲۱ء میں شاہ بیگ ارغون نے
سندھ فتح کر لیا۔ شاہ بیگ کا ۱۵۲۴ء میں انتقال
ہوا۔ اور اس کے بعد اس کا لڑکا شاہ حسین
ارغون تخت پر بیٹھا۔ اس نے ۱۵۲۸ء میں لنگاؤں
سے ملتان فتح کر لیا۔ شاہ حسین کا ۱۵۵۶ء میں

انتقال ہوًا۔ اور اس کے بعد محمد مرزا عیسےٰ تخت پر بیٹھا۔ اس نے ۱۵۶۷ء تک حکومت کی۔ ۱۵۹۱ء میں سندھ فتح ہو کر سلطنتِ مغلیہ میں شامل ہوًا۔

ریاست گجرات ۱۳۸۵ء میں فیروز شاہ تغلق نے ایک شخص ظفر خاں کو گجرات کا صوبیدار بنا کر بھیجا تھا۔ فیروز شاہ کی وفات کے بعد اس نے مظفر شاہ کا لقب اختیار کرکے گجرات میں خود مختار حکومت قائم کر لی۔ اس بادشاہ کے بیٹے احمد شاہ نے احمد آباد شہر کی بنیاد ڈال کر اس کو اپنا پایہ تخت مقرر کیا تھا۔ اس خاندان کے بادشاہ بہادر شاہ نے ۱۵۳۱ء میں مالوہ فتح کرکے اپنی سلطنت میں شامل کیا تھا۔ مگر آخر وہ خود ۱۵۳۶ء میں پرتگیزوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ ۱۵۷۲ء میں اکبر نے گجرات کو فتح کرکے مغلیہ سلطنت میں شامل کر لیا۔

۲۔ اروَلی کے مشرق میں شمالی ہندوستان

راجپوتانہ علاؤ الدین خلجی کی وفات کے بعد راجپوتانے کے راجے خود مختار ہو گئے تھے۔ میواڑ میں بھی راجہ ہمیر سنگھ ۱۳۲۱ء میں خود مختار ہو گیا۔ اس نے چتوڑ پر قبضہ کرکے آہستہ آہستہ اپنا اقتدار اس قدر بڑھا لیا۔ کہ

چتوڑ کا جے ستمبھہ صفحہ ۱۲۹۸
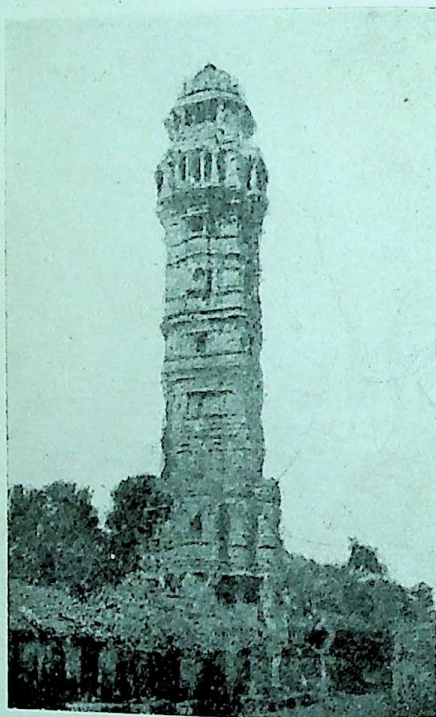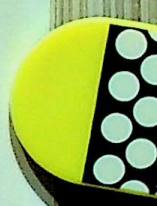
تمام راجپوتانے میں اس کا سکّہ جم گیا۔ رانا سنگرام سنگھ جس کی بابر کے ساتھ ۱۵۲۷ء میں بمقام کنوہ لڑائی ہوئی تھی۔ اسی ہمیر سنگھ کا پوتا تھا۔ آخر اکبر کے زمانے میں اس ریاست کے راجہ نے شاہانِ مغلیہ کی اطاعت قبول کی ⁂

مالوہ کی ریاست

فیروز شاہ تغلق کی وفات کے بعد مالوے کے علاقے کو دلاور غوری نامی ایک مقامی حاکم نے دبا لیا تھا۔ اور تیمور کے حملے کے بعد وہ بالکل خود مختار ہو گیا تھا۔ اس کے جانشین ہوشنگ غوری نے دریاے نربدا کے کنارے مانڈو شہر کی بنیاد ڈال کر اس کو اپنا پایہ تخت مقرر کیا تھا۔ صوبہ متوسط میں موجودہ شہر ہوشنگ آباد بھی اسی بادشاہ کا بسایا ہؤا ہے۔اس بادشاہ کی عموماً گجرات کے بادشاہ سے لڑائی رہتی تھی۔ اور اس کے جانشین بادشاہان جونپور۔ خاندیش اور باہمنی خاندان سے لڑتے رہتے تھے۔اس ریاست میں محمود ایک مشہور بادشاہ ہوگزرا ہے۔ چندیری کا راجپوت راجہ میدنی راے اس کے عہد میں بہت زور پکڑ گیا تھا۔ بلکہ یہاں تک کہ بادشاہ ایک طرح سے اس کا قیدی بن گیا تھا۔ اور آخر اس کو مظفرشاہ بادشاہ گجرات سے مدد طلب کرکے میدنی راے کا زور توڑنا پڑا۔ لیکن گوالیار کا علاقہ خود مختار ہوگیا۔اور ۱۵۲۱ء میں

باقی کا مالوہ فتح ہوکر گجرات کی ریاست میں شامل ہوؔا۔ سنہ ۱۵۶۱ء میں مالوہ اکبر نے فتح کرکے سلطنتِ مغلیہ میں شامل کرلیا +

جون پور کی ریاست

ریاست جون پور کی بنیاد محمود تغلق کے وزیر خواجہ جہان نے سنہ ۱۳۹۴ء میں ڈالی تھی۔ خواجہ جہان کے بعد اس کے خاندان میں سے چار بادشاہ مبارک۔ ابراہیم۔ محمود اور حسین یکے بعد دیگرے جون پور کے تخت پر بیٹھے۔ اس ریاست کی عموماً دہلی اور مالوے کی ریاستوں سے لڑائی رہتی تھی۔ ۸۳ برس کے بعد یہ ریاست سنہ ۱۴۷۷ء میں پھر فتح ہوکر بہلول لودھی کے زمانے میں سلطنتِ دہلی میں شامل ہوگئی۔ سلاطینِ جون پور علما و فضلا کی قدر دانی اور علوم و فنون کو ترقی دینے کے لئے بہت مشہور ہیں۔ اس ریاست میں عموماً اودھ۔ گورکھ پور۔ بنارس اور الہ آباد کے علاقے شامل تھے +

ریاست بنگال

ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ محمد تغلق کے عہد میں فخر الدین نے سنہ ۱۳۳۸ء میں بنگال میں خود مختار ریاست قائم کر لی تھی۔ اور فیروز شاہ تغلق نے سنہ ۱۳۵۳ء میں بنگال کو فتح کرکے پھر سلطنتِ دہلی میں شامل کرنا چاہا تھا۔ مگر شمس الدین سلطان بنگال نے اُس کو شکست دی۔ تب سے بنگال

خود مختار تسلیم کیا گیا۔ اس ریاست میں بعض اوقات شمالی بہار۔ اوڑیسہ اور آسام بھی شامل ہو جاتے تھے۔ یہ خود مختار ریاست ڈھائی سو برس تک قائم رہی۔ ایک دفعہ شیر شاہ سوری نے بھی اس کو فتح کیا تھا۔ لیکن یہ ریاست قطعی طور پر اکبر کے زمانے میں ۱۵۷۶ء میں فتح ہوکر سلطنت مغلیہ میں شامل ہوئی۔ اس ریاست میں سب سے زیادہ مشہور بادشاہ علاؤ الدین حسین تھا۔ جس نے ۱۴۹۳ء میں اپنے ظالم آقا شمس الدّین مظفر شاہ کو تخت سے اُتار کر عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس کا نام بنگال کی تاریخ میں اب تک مشہور چلا آتا ہے۔

۳۔ دریائے نربدا اور کرشنا کے درمیانی دکن کا علاقہ۔

بہمنی ریاست دکن بہمنی سلطنت کا بانی ایک شخص علاؤالدین حسن گنگو بہمنی تھا۔ اس خاندان کے اٹھارہ بادشاہ دکن کے تخت پر بیٹھے۔ اور ۱۳۴۷ء سے لے کر سوا سو برس سے زیادہ حکمران رہے۔ ۱۴۸۱ء میں ریاست کے چند امرا نے بغاوت کرکے بہمنی خاندان کا ایک طرح سے خاتمہ کر دیا۔ اور تمام سلطنت پانچ مختلف ریاستوں میں تقسیم ہوگئی۔ ان ریاستوں

کے نام اور حالات مختصراً حسب ذیل درج کئے جاتے ہیں :-

۱- ایک شخص فتح اللہ نے برار پر ۱۴۸۴ء میں قبضہ کر کے عماد شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی تھی- ایلچ پور اس ریاست کا دار الحکومت تھا- لیکن ۱۵۷۲ء میں یہ ریاست فتح ہو کر احمد نگر کی سلطنت میں شامل ہوئی۔

۲ ریاست بیجاپور- اس ریاست کی بنیاد یوسف عادل شاہ نے ۱۴۸۹ء میں ڈالی تھی- اس ریاست کی اکثر ہندو ریاست وجے نگر سے لڑائی رہتی تھی- آخر ۱۵۶۵ء میں اس ریاست کے بادشاہ علی عادل شاہ نے دکن کی دیگر اسلامی ریاستوں سے مل کر وجے نگر کے راجہ رام راجہ کو شکست دے کر اس کی ریاست کا خاتمہ کر دیا - اس خاندان کی ریاست ۱۶۸۶ء تک قائم رہی- جب اورنگ زیب نے حملہ کر کے اس ریاست کو مغلیہ سلطنت میں شامل کر لیا۔

۳- ریاست احمد نگر- اس ریاست کی بنیاد ایک براہمن غلام نے جو بہمنی خاندان کے بادشاہوں کے دربار میں مسلمان ہو کر اعلیٰ رتبے پر پہنچا تھا- ۱۴۹۰ء میں ڈالی تھی- اس خاندان کے بادشاہ سلطان مرتضیٰ نے ۱۵۷۲ء میں برار فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کیا تھا-

یہ ریاست ۱۶۳۷ء تک قائم رہی۔جبکہ اس کو شاہجہان نے فتح کر کے سلطنت مغلیہ میں شامل کر لیا۔

۴۔ **بیدر**۔ یہاں پر قاسم برید نے ۱۴۹۷ء میں ایک خود مختار ریاست قائم کر لی۔اس ریاست کو آخرکار بیجاپور اور گولکنڈہ کی ہمسایہ ریاستوں نے فتح کر لیا۔

۵۔ **گولکنڈہ**۔ یہاں قطب الدین نامی ایک ایرانی نے ۱۵۱۲ء میں ایک خود مختار ریاست قائم کی۔ اس ریاست کو اورنگ زیب نے ۱۶۸۷ء میں فتح کیا تھا۔

۴۔جنوبی ہند

وجے نگر محمد تغلق کے کمزور ہونے پر ایک ہندو راجہ ہری ہر اور اس کے بھائی بکا رائے نے ۱۳۳۶ء میں وجے نگر کی مشہور ریاست کی بنیاد ڈالی۔ اس ریاست کو بعض اوقات سلطنت نرسنگھ بھی کہتے ہیں۔ اور اس میں وہ تمام علاقے شامل تھے۔ جو آج کل صوبۂ مدراس اور ریاستہائے میسور ٹراونکور کہلاتے ہیں۔ خاندان وجے نگر کا آخری راجہ رام راجہ بیجاپور۔ احمد نگر۔ گولکنڈہ اور بیدر کے مسلمان بادشاہوں کی متحدہ فوجوں سے ۱۵۶۵ء میں بمقام تلی کوٹ شکست کھا کر مارا گیا۔

پندرھویں صدی عیسوی میں وجے نگر کی ریاست دکن کی تمام ریاستوں سے زیادہ طاقتور تھی۔ اس ریاست کی رعایا آرام سے رہتی تھی۔ مالگزاری زیادہ نہیں لی جاتی تھی۔ وجے نگر کا شہر بڑا خوبصورت اور شاندار تھا۔ کئی میلوں میں پھیلا ہوُا تھا۔

بکا کا خاندان سنہ ۱۴۹۰ء میں ختم ہو گیا۔ اور نرسنگھ جو اس کا وزیر تھا۔ وجے نگر کے تخت پر بیٹھا۔ اس کے بعد سنہ ۱۵۰۹ء میں کرشن دیو رائے وجے نگر کی ریاست کا راجہ ہوُا۔ اس راجہ نے ریاست کو بہت وسعت دی۔ اور بیجاپور کے مسلمان بادشاہ کو شکست دے کر رائچور کا دوآب اپنی ریاست میں شامل کر لیا۔ کرشن دیو رائے کے بعد اچیوت دیو تخت پر بیٹھا۔ لیکن یہ راجہ بڑا بزدل اور کمزور طبیعت تھا۔ عادل شاہ والئے بیجاپور نے اس پر حملہ کیا۔ اور بہت سی دولت لوٹ کر واپس چلا گیا۔ یہ راجہ سنہ ۱۵۴۲ء میں فوت ہوُا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا رام راجہ تخت پر بیٹھا۔ یہ ہندو ریاست وجے نگر کا سب سے آخری راجہ تھا۔ یہ راجہ بڑا مغرور تھا۔ اس کے بُرے برتاؤ سے لوگ اس کے دشمن ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوُا کہ دکن کی اسلامی ریاستوں نے مل کر اس پر چڑھائی کر دی۔ اور رائچور کے دوآب میں بمقام تلی کوٹ اس کو شکست دی۔ جس سے وجے نگر

راجپوتوں کے زمانے کا ہندوستان
سلطنت ہرش
سلطنت چالوکیہ
کامروپ
بنگال
اوڑیسہ

کابل کے ساہی
لاہور اور
سندھ اور ملتان
(عرب)
تھانیسر
دہلی
چوہان
اجمیر
گہلوت
چتوڑ
پرمار
مالوہ
سولنکی
راشٹرکوٹ
ہوئسال
قدمبا
پانڈیا
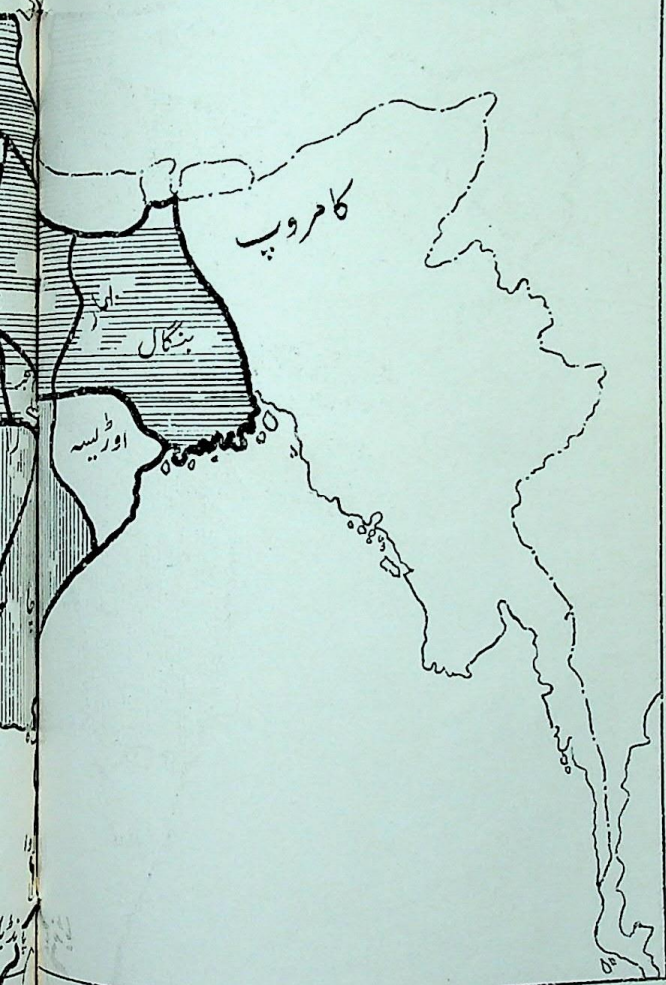
کی ریاست کا خاتمہ ہو گیا - اس لڑائی کے بعد رام راجہ کے بھائی نے چندر گری میں جو موجودہ شہر مدراس سے ستر میل کے فاصلے پر ہے۔ اپنے قدم جما لیئے - اور ۱۶۴۰ء میں علاقۂ مدراس اسی خاندان کے ایک راجہ نے انگریزوں کو دیا تھا +

خلاصہ فصل ہفدہم

۱- اروِلی کے مغرب میں شمال مغربی ہندوستان

۱- **ریاست کشمیر - ۱۷۱ء سے ۱۵۸۰ء تک** - کشمیر میں ہندوؤں کی حکومت ۱۳۴۶ء تک رہی - اس کے بعد اس علاقے میں دو مسلمان خاندانوں نے حکومت کی -

اوّل - خاندان شاہ مرزا - ۱۳۴۶ء سے لے کر ۱۵۶۲ء تک +

دوئم - خاندان غازی چک - ۱۵۶۲ء سے لے کر ۱۵۸۰ء تک +

سکندر بت شکن اور زین العابدین کشمیر کے مسلمان بادشاہوں میں نہایت مشہور ہیں - سکندر نے کشمیر میں بہت سے مندروں کو گرا دیا - اور یہاں کے لوگوں کو زبردستی مسلمان بنایا - لیکن اُس کا بیٹا زین العابدین ایک صلح کل

آدمی تھا۔ وہ رعایا میں بہت ہر دلعزیز تھا۔ غازی چک خاندان کے زمانے میں ملک میں بد امنی اور خونریزی رہی۔ ۱۵۸۰ء میں اکبر نے کشمیر کو فتح کرکے مغلیہ سلطنت میں شامل کر لیا۔

۲۔ دہلی کا سیّد خاندان۔ ۱۴۱۳ء سے ۱۴۵۰ء تک۔

دہلی کے سیّد خاندان کی بنیاد ایک شخص خضر خاں نامی نے ڈالی تھی۔ وہ اپنے آپ کو ہندوستان میں امیر تیمور کا جانشین سمجھتا تھا۔ اس کے بعد تین بادشاہ اس خاندان کے ہوئے۔ مبارک۔ محمد اور عالم شاہ۔ اس خاندان کے اخیری بادشاہ عالم شاہ نے دہلی کی رہائش ترک کرکے بداؤں میں گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور آخر اس نے اپنا تاج و تخت پنجاب اور سرہند کے صوبیدار بہلول لودھی کے حوالے کیا۔

۲۔ لودھی خاندان۔ ۱۴۵۰ء سے ۱۵۲۶ء تک

اس خاندان میں تین بادشاہ تھے۔

اوّل۔ بہلول شاہ ۱۴۵۰ء سے لے کر ۱۴۸۸ء تک

دوئم سکندر شاہ ۱۴۸۸ء سے لے کر ۱۵۱۴ء تک

سوئم۔ ابراہیم شاہ ۱۵۱۴ء سے لے کر ۱۵۲۶ء تک

بہلول شاہ نے تخت پر بیٹھتے ہی تمام مقامی سرداروں کو جو سرکش ہو گئے تھے۔ فتح کر لیا۔ یہ سردار فیروز شاہ تغلق کے زمانے سے لے کر اب تک ملک میں بد امنی کا باعث بنے ہوئے تھے۔ اس نے

جون پور کی سلطنت ۱۴۷۷ء میں فتح کی۔ اس کے جانشین سکندر شاہ نے دھول پور اور گوالیار کے علاقے اپنی سلطنت میں شامل کر لیے۔ سکندر شاہ کے بعد اُس کا بیٹا ابراہیم شاہ تخت پر بیٹھا۔ لیکن جون پور میں اس کے بھائی کی بغاوت دربار کے امراء اور صوبیداروں سے اس کی اپنی بدسلوکی نے سلطنت کو کمزور کر دیا۔ ۱۵۲۶ء میں پانی پت کی لڑائی میں بابرؒ نے ابراہیم کو شکست دی۔ جو لڑائی ہی میں مارا گیا۔ اس پر لودھی خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔ اور خاندان مغلیہ کی سلطنت کا آغاز ہوا ٭

۴۔ ملتان کی ریاست ۱۳۴۰ء سے ۱۵۲۸ء تک۔ محمد تغلق کے عہد میں ایک افغان سردار قطب الدین نے ۱۳۴۱ء میں اس علاقے میں لنگا خاندان کی بنیاد رکھی تھی۔ اس خاندان میں تین بادشاہ تھے۔ اور انہوں نے ۱۳۴۰ء سے لے کر ۱۵۲۸ء تک حکومت کی۔ اس خاندان کا اخیری بادشاہ فیروز ۱۵۲۸ء میں شاہ حسین ارغون والئے سندھ کے ہاتھ سے لڑائی میں کام آیا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد ارغون خاندان کا مرزا کامران نے خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد ملتان سلطنتِ مغلیہ میں شامل ہوا +

۵۔ سندھ کی ریاست ۱۳۳۶ء سے ۱۵۹۱ء

تک۔ التمش نے اس صوبے کو سنہ ۱۲۲۸ء میں فتح کیا تھا۔ لیکن ایک راجپوت قوم سمرا نامی اس صوبے میں حکومت کرتی رہی۔ مگر سنہ ۱۳۳۶ء میں جنوبی سندھ اور کچھ کی ایک اور راجپوت قوم سامبا نے اس صوبے کو فتح کر لیا۔ ان کی حکومت اس صوبے میں سنہ ۱۳۳۶ء سے لے کر سنہ ۱۵۲۱ء تک قائم رہی۔ اس خاندان میں سولہ یا سترہ بادشاہ ہوئے۔ اس خاندان کے ابتدائی حکمران تو شاہانِ دہلی کی باجگزاری تسلیم کرتے تھے۔ لیکن فیروز شاہ تغلق کی وفات کے بعد وہ خودمختار ہوگئے۔ پندرھویں صدی عیسوی کے اخیر تک وہ بغیر کسی روک ٹوک یہاں حکومت کرتے رہے۔ لیکن اس کے بعد سندھ پر ارغون خاندان کے مغلوں کے حملے شروع ہوگئے۔ انہوں نے قندھار میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ آخرکار سنہ ۱۵۲۱ء میں سندھ کو ارغون خاندان نے فتح کر لیا۔ یہ خاندان اس صوبے میں سنہ ۱۵۲۱ء سے لے کر سنہ ۱۵۹۱ء تک حکمران رہا۔ سنہ ۱۵۹۱ء میں یہ فتح ہوکر مغلیہ سلطنت میں شامل ہوا۔

۶۔ گجرات کاٹھیاوار سنہ ۱۳۹۰ء سے سنہ ۱۵۷۱ء تک۔ فیروز شاہ تغلق نے سنہ ۱۳۸۵ء میں ایک نومسلم راجپوت ظفر خاں کو گجرات کا صوبیدار مقرر کیا تھا۔ فیروز شاہ کی وفات پر وہ خودمختار

ہو گیا۔ اس نے مظفر شاہ کا لقب اختیار کیا۔
اس کے بیٹے احمد شاہ نے موجودہ شہر احمد آباد کی
بنیاد رکھی۔ اور اس شہر کو اپنا دار الحکومت مقرر
کیا۔ ۱۵۳۱ء میں اس خاندان کے بادشاہ بہادر
شاہ نے مالوہ فتح کیا۔ لیکن ۱۵۷۱ء میں اکبر
نے اس صوبے کو فتح کرکے سلطنت مغلیہ میں
شامل کر لیا۔

۲- ارولی کے مشرق میں شمالی ہندوستان

۷- میواڑ ۱۳۱۶ء سے ۱۵۲۶ء تک۔ میواڑ
کی سورج بنسی ریاست کو علاؤ الدین خلجی نے
۱۳۰۳ء میں فتح کیا تھا۔ لیکن اس کی وفات پر
یہ ریاست خود مختار ہو گئی۔ اس دور میں اس
خاندان میں تین مشہور راجے ہوئے ہیں۔ ہمیر
جس نے ۱۳۱۴ء سے لے کر ۱۳۷۸ء تک راج
کیا۔ اسی راجہ نے میواڑ کو آزاد کیا۔ رانا کنبھ
کرن جس نے ۱۴۳۳ء سے لے کر ۱۴۶۸ء تک
راج کیا۔ اس نے مسلمان بادشاہان گجرات اور
مالوہ کے برخلاف کئی ایک جنگ لڑے۔ اور
۱۴۴۰ء میں اس نے اپنی فتح کی یادگار میں
ایک جے ستنبھ تعمیر کروایا۔ رانا سنگرام سنگھ
بابر بادشاہ کا ہمعصر تھا۔ اس نے ۱۵۰۸ء سے
لے کر ۱۵۲۷ء تک راج کیا۔ وہ بھی گجرات

اور مالوے کے بادشاہوں کے برخلاف جنگ کرتا رہا۔ ۱۵۲۷ء میں سیکری کے پاس بمقام کھنوا اس کو بابر نے شکست دی تھی*

۸۔ **مالوے کی ریاست ۱۳۹۳ء سے ۱۵۳۱ء تک**۔ فیروز شاہ تغلق کی وفات کے بعد مالوے کا صوبیدار دلاور خاں غوری خود مختار ہوگیا تھا۔ اس کے بیٹے ہوشنگ خاں نے ۱۴۰۵ء سے لے کر ۱۴۳۵ء تک حکومت کی۔ اور صوبہ متوسط میں موجودہ قصبہ ہوشنگ آباد کی اسی بادشاہ نے بنیاد رکھی تھی۔ اس نے اپنا پایہ تخت دھارانگری سے منتقل کرکے دریائے نربدا کے کنارے شہر مانڈو میں مقرر کیا تھا۔ اس خاندان کے بادشاہوں کو اکثر گجرات کاٹھیاوار۔ خاندیش۔ جونپور اور میواڑ کے بادشاہوں سے جنگ کرنی پڑتی تھی۔ ۱۴۴۱ء میں رانا کنبھ کرن والئے میواڑ نے شاہ محمود اوّل کو شکست دی تھی۔ ۱۵۳۱ء میں بہادر شاہ والئے گجرات نے اس ریاست کو فتح کرلیا*

۹۔ **جون پور کی ریاست ۱۳۹۴ء سے ۱۴۷۷ء تک**۔ اس ریاست کی بنیاد محمود تغلق کے وزیر خواجہ جہاں نے ۱۳۹۴ء میں ڈالی تھی۔ اس خاندان کے چھ بادشاہ تھے۔ یہ بادشاہ علم دوست تھے۔ اور علم و ہنر کی قدر کرتے تھے۔ بہلول

ودھی نے اس ریاست کو ۱۴۷۶ء میں فتح کرکے اپنی سلطنت میں ملا لیا +

۱۰۔ ریاست بنگال ۱۳۳۸ء سے ۱۵۷۶ء تک۔ محمد تغلق کے عہد میں اس ریاست کی بنیاد ۱۳۳۸ء میں فخرالدین فیروز نے ڈالی تھی۔ فیروز شاہ تغلق نے ۱۳۵۳ء میں اس ریاست کو فتح کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام رہا۔ اس کے بعد شاہان دہلی نے بنگال فتح کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس خاندان میں علاؤالدین حسین نہایت مشہور بادشاہ ہو گزرا ہے۔ وشنو رہبر چیتنیہ مہا پربھو اسی بادشاہ کے عہد میں ہؤا تھا۔ اس کے جانشین نصیرالدین نصرت کے عہد میں بنگالی ادب کی بہت ترقی ہوئی +

۳۔ نربدا اور کرشنا کے درمیانی دکن کا علاقہ

۱۱۔ سلطنت بہمنی ۱۳۴۷ء سے ۱۵۰۰ء تک۔ اس سلطنت کی بنیاد ۱۳۴۷ء میں علاؤالدین حسن گنگو بہمنی نے ڈالی تھی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ ایرانی بادشاہ بہمن کی اولاد میں سے تھا۔ اس خاندان کی حکومت دکن میں ڈیڑھ سو سال تک قائم رہی۔ خاندیش کی ریاست اس سلطنت سے ۱۳۸۲ء میں علیحدہ ہوگئی۔ لیکن وارنگل کی ہندو ریاست فتح ہوکر اس میں شامل ہوگئی۔ اس خاندان کی

تواریخ میں محمود گاوان کی ایک زبردست شخصیت تھی۔ وہ تین بادشاہوں کے عہد میں لگاتار وزیر رہا۔ لیکن بادشاہ محمد سوئم کے حکم سے ۱۴۸۱ء میں وہ قتل ہوا۔ اس کے جانشین محمود کے عہد میں سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

۱۲- ریاست برار ۱۴۸۴ء سے ۱۵۷۲ء تک

اس ریاست کی بنیاد ۱۴۸۴ء میں فتح اللہ عماد شاہ نے ڈالی۔ ۱۵۷۲ء میں احمد نگر کے بادشاہ نظام شاہ نے اس کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں ملا لیا۔ ۱۶۰۳ء میں اس ریاست کا علاقہ سلطنت مغلیہ میں شامل ہوا۔

۱۳- ریاست بیجاپور ۱۴۸۹ء سے ۱۶۸۶ء تک

اس ریاست کی بنیاد یوسف عادل شاہ نے ۱۴۸۹ء میں ڈالی تھی۔ اس ریاست کا اورنگ زیب نے ۱۶۸۶ء میں خاتمہ کر دیا۔

۱۴- ریاست احمد نگر ۱۴۹۱ء سے ۱۶۳۳ء تک

اس ریاست کی بنیاد احمد نظام شاہ نے ڈالی تھی۔ مشہور چاند بی بی اسی خاندان کے بادشاہ حسین کی لڑکی تھی۔ یہ ریاست ۱۶۳۳ء میں سلطنت مغلیہ میں شامل ہوئی۔

۱۵- ریاست بیدر ۱۴۹۲ء سے ۱۶۱۹ء تک

اس ریاست کی بنیاد قاسم برید نے رکھی تھی۔ یہ شخص بہمنی خاندان کے آخری بادشاہ محمود کا

وزیر تھا۔ ہمسایہ ریاستوں گولکنڈہ اور بیجاپور نے
اس کو ۱۶۱۹ء میں فتح کر لیا تھا +

۱۶۔ ریاست گولکنڈہ ۱۵۱۸ء سے ۱۶۸۷ء تک۔
اس ریاست کی بنیاد ایک ایرانی قطب الدین نے
رکھی تھی۔ یہ ریاست ۱۶۸۷ء میں سلطنت مغلیہ
میں شامل ہوئی +

۴۔ جنوبی ہند

۱۷۔ سلطنت وجے نگر ۱۳۳۶ء سے ۱۵۶۵ء
تک۔ رامائن کے زمانے کے کشکندہ کے نزدیک
انگونڈی کے ایک مقامی سردار سنگم اوّل نے
اس سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی۔ یہ شخص ہوئسال
ریاست کا ایک افسر تھا۔ اس ریاست کا خاتمہ
ملک کافور نے ۱۳۱۰ء میں کیا تھا۔ سنگم کے
خاندان نے ۱۳۳۶ء سے لے کر ۱۴۸۷ء تک
حکومت کی۔ اس خاندان کے بادشاہوں کا ہمیشہ
بہمنی خاندان کے بادشاہوں سے جنگ رہتا تھا۔
۱۴۸۷ء میں وجے نگر میں ایک اور دوسرے
خاندان کی حکومت قائم ہوئی۔ اس دوسرے
خاندان کا اخیری راجہ رام راجہ ۱۵۶۵ء میں
تلی کوٹ کی لڑائی میں مارا گیا۔ تب اس
خاندان کے شہزادے مدراس کے قریب
چندرگری میں جا بسے +

سوالات

۱- سنہ ۱۱۷۱ء سے لے کر سنہ ۱۵۸۰ء تک کے کشمیر کے حالات بیان کرو ٭

۲- دہلی کے سیّد خاندان کے بادشاہوں کے حالات بیان کرو ٭

۳- دہلی کے لودھی خاندان کے بادشاہوں کے حالات بیان کرو ٭

۴- سنہ ۱۳۴۰ء سے لے کر سنہ ۱۵۲۶ء تک کے زمانے کے ملتان کے حالات لکھو ٭

۵- سنہ ۱۳۳۶ء سے لے کر سنہ ۱۵۹۱ء تک کے زمانے کی سندھ کی تواریخ لکھو ٭

۶- سنہ ۱۳۹۴ء سے لے کر سنہ ۱۵۷۱ء تک کے زمانے کے گجرات کاٹھیاوار کے حالات لکھو ٭

۷- سنہ ۱۳۱۶ء سے لے کر سنہ ۱۵۲۷ء تک کے زمانے کی میواڑ کی تواریخ لکھو ٭

۸- سنہ ۱۳۹۲ء سے لے کر سنہ ۱۵۳۱ء تک کے زمانے کے مالوے کے حالات بیان کرو ٭

۹- سنہ ۱۳۹۴ء سے لے کر سنہ ۱۴۷۷ء تک کے زمانے کے جونپور کے حالات بیان کرو ٭

۱۰- سنہ ۱۳۳۸ء سے لے کر سنہ ۱۵۷۶ء تک کے زمانے کی بنگال کی تواریخ لکھو ٭

۱۱- سنہ ۱۳۴۷ء سے لے کر سنہ ۱۵۰۰ء تک کے زمانے

کی دکن کی باہمنی سلطنت کے حالات بیان کرو۔

۱۲- بیجاپور- احمد نگر اور گولکنڈہ کے حالات مختصراً بیان کرو۔

۱۳- سنہ ۱۳۳۶ء سے لے کر سنہ ۱۵۶۵ء تک کے زمانے کے وجے نگر کے حالات بیان کرو۔

۱۴- قلی کوٹ کے نام سے کونسا مشہور تواریخی معاملہ وابستہ ہے- (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۳- ۱۹۳۰)۔

۱۵- ہندوستان کی تواریخ میں دولت خاں لودھی نے کیا پارٹ کھیلا؟ بیان کرو- (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۳۲)۔

۱۶- سنہ ۱۵۲۶ء میں بابر کے حملے سے پہلے ہندوستان میں کون کون سے ہندو اور مسلمان بادشاہ تھے؟ ایک نقشے کے ذریعے سے اُن کے مقبوضات دکھلاؤ- پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۶)۔

۱۷- ہندوستان میں کون کون سی مشہور ملکہ ہوئی ہیں؟ اُن پر نوٹ لکھو (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۸)۔

۱۸- تم کو رانا سانگا کی بابت کیا معلوم ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۴- ۱۹۲۷- ۱۹۳۱)۔

۱۹- تم کو چاند بی بی کی بابت کیا معلوم ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۴- ۱۹۲۶- ۱۹۲۹)۔

فصل ہژدہم

ترک اور پٹھان سلطنتوں کے دور میں ہندوستان کی سیاسی ۔ مجلسی اور مذہبی حالت

سیاسی حالت ہندوستان میں ترک اور پٹھان سلطنتوں کا دور سنہ ۱۲۰۰ء سے لے کر سنہ ۱۵۲۶ء تک رہا۔ اس سوا تین سو برس کے عرصے میں مسلمانوں نے تمام ملک میں اپنا سیاسی اقتدار پوری طرح سے قائم کر لیا تھا۔ اس عرصے میں گو تمام ملک سے ہندوؤں کی سلطنت بالکل معدوم ہوگئی تھی۔ مگر پھر بھی مسلمانوں کی دہلی کی سلطنت ملک میں ایک عالمگیر سلطنت نہ بن سکی۔ پٹھانوں کی سلطنت ہندوستان میں جب شروع ہوئی۔ تو یہ سلطنت غور سے خود مختار ہوکر قائم ہوئی تھی۔ کابل ۔ غزنی ۔ قندھار ۔ غور کی جنگجو قومیں ہندوستان کے ماتحت نہ تھیں ۔ اور نہ ہی یہ قومیں خود اتنی طاقتور تھیں ۔ کہ بیرونی حملہ آوروں کو روک سکتیں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ۔ کہ ہندوستان پر بیرونی حملہ آوروں کے لیے راستہ کھلا رہا ۔ چنانچہ دیکھا

گیا ہے۔کہ خاندان غلاماں کے بادشاہوں کے وقت
ہی سے ہندوستان پر مغلوں کے حملے شروع ہو گئے
تھے۔اور دہلی کے ترک اور پٹھان بادشاہوں کو آئے
دن مغلوں کے حملوں کی ہی فکر رہتی تھی۔ان کو
ملک کے اندرونی انتظام میں اصلاحات کرکے حکومت
کو مضبوط کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔تمام پٹھان دور
میں ایک سلطنت کے بعد دوسری سلطنت تباہ ہوئی۔
اور نئی نئی سلطنتیں قائم ہوتی رہیں۔غوری۔غلامان۔
خلجی۔تغلق۔سادات اور لودھی ان تمام مختلف
خاندانوں نے ہندوستان میں سلطنتیں قائم کیں۔
لیکن کسی خاندان کی بھی حکومت دیرپا ثابت نہ
ہوئی۔بلکہ ہر ایک سلطنت کا یہ حشر ہوا۔کہ ٹکڑے
ٹکڑے ہوکر چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو گئی۔
اس میں کوئی شک نہیں۔کہ کابل اور غزنی کے
علاقے ہندوستان کی ڈیوڑھیاں ہیں۔جس کے قبضے
میں یہ ڈیوڑھیاں آگئیں۔اُس کے لئے ہندوستان
کا فتح کرنا آسان ہو گیا ٭

اُردو زبان کی ابتدا

معلوم ہوتا ہے۔کہ موجودہ اُردو زبان کی
بنیاد بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد میں رکھی گئی
تھی۔امیر خسرو جو ہندوستان کا پہلا فارسی شاعر
ہوا ہے۔بلبن کے بیٹے شہزادہ محمد کے پاس رہا کرتا
تھا کہا جاتا ہے۔کہ یہ اُردو زبان پہلے پہل

ترک سپاہیوں کی چھاؤنیوں میں بولی جاتی تھی۔ یہ زبان پُرانی ہندوستانی برج بھاشا اور فارسی دونوں زبانوں سے مل کر بنی ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں بہت سے ترک۔ پٹھان۔ قریشی اور سیّد نو وارد قومیں بھی ہندوستان کی مستقل آبادی میں شمار ہونے لگی تھیں۔ اور ہندوستان کے بھی بہت سے لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ یہ اُردو زبان ان لوگوں میں رائج ہو گئی۔ اور رفتہ رفتہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی شمالی ہندوستان میں مشترکہ زبان بن گئی ؛

مذہبی حالت

پٹھانوں اور ترکوں کی سلطنت کا ہندوستان کے مذہب پر بھی نمایاں اثر ہؤا۔ اس زمانے میں ہندو تہذیب کا عربی اور فارسی تہذیب سے پہلی مرتبہ ٹکراؤ ہؤا۔ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ کہ مسلمان ایک خدا کی عبادت کرتے تھے۔ اُن میں ذات پات کی کوئی تفریق نہ تھی۔ وہ بُت پرستی کے سخت مخالف تھے۔ اور نہ ہی ان میں چھُوت چھات کا کوئی لحاظ تھا۔ لیکن اس کے برعکس ہندو تہذیب کے مطابق تمام آبادی مختلف ذاتوں اور ورنوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ان میں عبادت کے لئے مختلف دیوتا موجود تھے۔ "اہنسا پرمو دھرما" یعنی کسی جاندار کو ایذا نہ پہنچانا۔ یہ اصول ان میں مقبول عام تھا۔ چھُوت چھات کا مسئلہ اور کھان پان میں امتیاز عام طور پر رائج تھا۔ ان دو قسم کے مختلف

اور کئی معاملات میں بالکل ایک دوسرے کے خلاف مذہبی عقائد کا ایک جا اور ایک ملک میں اکٹھا ہو جانے سے یہ نتیجہ ہؤا۔ کہ ملک میں نئی مذہبی تحریکیں پیدا ہوئیں۔ ذات پات کے تفرقات بُری نظر سے دیکھے جانے لگے۔ اور یہ بھی محسوس ہونے لگا۔ کہ اچھوت اور نیچ ذاتوں کو مذہبی تعلیم سے محروم رکھنا ٹھیک نہیں۔ چنانچہ اس زمانے میں کئی ایک ہندو مذہبی پیشوا پیدا ہوئے۔ جنوبی ہند میں مادھو آچاریہ۔ بنگال میں چیتنیہ مہا پربھو۔ اودھ میں رامانند اور کبیر۔ پنجاب میں گورو گورکھ ناتھ اور گورو نانک۔ اور مغربی ہند میں ولبھا آچاریہ۔ یہ تمام اسی زمانے میں ہوئے تھے۔

مادھو آچاریہ

مادھو آچاریہ موجودہ ریاست میسور میں شرنگیری کے قریب بمقام اودوپی ایک برہمن گھرانے میں ۱۱۹۹ء میں پیدا ہؤا تھا۔ اس نے ویشنو مت کی بہت اشاعت کی۔ شیو مت کے لوگ اس کے بہت مخالف تھے۔ وہ ۱۲۷۹ء میں فوت ہؤا۔ اس نے ویشنو مت پر کئی ایک کتابیں لکھی ہیں۔

سوامی رامانند

سوامی رامانند چودھویں صدی عیسوی میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے شمالی ہندوستان میں وشنو کی پرستش کو رائج کیا۔ گو وہ زیادہ تر بنارس میں ہی رہتے تھے۔ لیکن انہوں نے دوسرے شہروں کا بھی سفر

کیا تھا۔ سوامی رامانند نیچ ذات کے لوگوں میں بھی دھرم پرچار کرتے تھے۔ ان کا یہ قول تھا۔ کہ ذات مکتی حاصل کرنے میں مخل نہیں ہوتی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سوامی جی اپنے نیچ ذات کے چیلوں سے بھی ایسا ہی سلوک کرتے تھے۔ جیسا کہ اونچی ذات والے چیلوں سے کرتے تھے۔ رامانندی مذہب کے پیروؤں کی خاص کتاب نابھ جی کی بھگت مالا ہے۔ جس میں مشہور ویشنو پیشواؤں کی سوانح عمریاں لکھی ہوئی ہیں ؛

کبیر داس

کہا جاتا ہے۔ کہ کبیر داس ۱۳۸۰ء میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کی ماں براہمنی تھی۔ لیکن پرورش انہوں نے ایک مسلمان جلاہے کے گھر پائی تھی۔ اس مسلمان جلاہے نے ان کو اپنے بیٹے کی طرح پالا تھا۔ کبیر داس نہایت ہی نیک اور پارسا شخص تھے۔ وہ سوامی رامانند کے چیلے تھے۔ اور انہوں نے بھی وشنو بھگوان کی پرستش کی ہدایت کی ہے۔ وہ مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کو اُپدیش کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ ایشور اور اللہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کبیر داس مذہب اور قومیت کے جھگڑے کو بُرا سمجھتے تھے۔ اور بت پرستی کے بھی حق میں نہ تھے۔ ان کا مقولہ تھا۔ کہ ایشور حاضر ناظر ہے۔ اور ہر جگہ موجود ہے۔ وہ صرف مندروں اور مسجدوں میں نہیں رہتا۔ بلکہ

گورو نانک دیو صفحہ (۳۲۱)

ہر ایک نیک اور صدق دل انسان کے ہردے میں رہتا ہے۔ کبیر داس کا یہ بھی عقیدہ تھا۔ کہ خدا کی پرستش کے لئے تارک الدنیا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ انسان دُنیا میں رہ کر بھی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور خدا کی بھگتی کر سکتا ہے॥

گورو گورکھ ناتھ گورو گورکھ ناتھ بھی غالباً اسی زمانے میں ہوئے ہیں۔ ان کی تعلیم جیمنی کے کرم میمانسہ اور پاتنجلی کے یوگ شاستر پر مبنی ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ کہ پُرانے یوگا ابھیاس کے اصولوں میں بودھوں کے طریق یوگ ملائے گئے تھے۔ اور جب مسلمان صوفیوں نے اپنے طریق عبادت ہندوستان میں رائج کئے۔ تو یہ طریقے بھی پُرانے یوگا ابھیاس کے طریقوں میں شامل ہو گئے۔ گورو گورکھ ناتھ کے پیروؤں میں یوگ ابھیاس کے یہ تمام طریقے رائج ہیں۔ یہ لوگ بھیروں کے اپاسک ہیں۔ اور ان کے مذہبی پیشوا پنجاب میں ناتھ یا پیر کہلاتے ہیں۔ پنجاب میں یوگیوں کی متبرک جگہوں میں سے ٹِلہ ضلع جہلم میں اور بوہر ضلع رہتک میں نہایت مشہور ہیں ÷

گورو نانک گورو گورکھ ناتھ کے دو ڈھائی سو برس بعد ضلع شیخو پورہ میں بمقام ننکانہ گورو نانک صاحب سنہ ۱۴۶۹ء میں پیدا ہوئے۔ ان

تھا بھی کبیر داس کی طرح یہ عقیدہ تھا - کہ ہندو اور مسلمان دونوں کا خدا ایک ہے - اور اس کی پرستش کے لئے قومیت کا لحاظ کوئی ضروری چیز نہیں ہے۔ یہی گورو نانک صاحب سکھ مذہب کے بانی ہیں۔ ان کے بیٹے بابا سری چند نے اُداسی فرقہ کی سرپرستی اختیار کی - گورو نانک صاحب بھی بُت پرستی کے حق میں نہ تھے - اور نہ ہی وہ ذات پات کے جھگڑوں کو پسند کرتے تھے - کبیر داس کی طرح وہ بھی ترکِ دُنیا کے خلاف تھے ؞

ولبھا چاریہ ولبھ سوامی ۱۴۷۹ء میں پیدا ہوئے تھے - اور ہندوؤں کے ولبھی فرقے کی بنیاد انہوں نے ہی ڈالی تھی - بیان کیا جاتا ہے - کہ انہوں نے بچپن ہی میں وید - پوران شاستر ہندوؤں کی سب مذہبی کتابیں پڑھ ڈالی تھیں - وہ سری کرشن کو وشنو کا اوتار مانتے تھے۔ اور کہتے تھے - کہ وشنو کو وش کرنے کا طریقہ تپیا کرنا - فاقہ کشی کرنا اور جسمانی تکالیف اُٹھانا نہیں ہے۔ ان کے دھرم نے تجارت پیشہ لوگوں میں بہت اشاعت پائی - چنانچہ آج کل بھی بمبئی - گجرات اور راجپوتانہ وغیرہ میں تجارت پیشہ لوگ اور مہاجن ولبھ سوامی کے پیرو ہیں ؞

چیتنیہ مہا پربھو چیتنیہ مہا پربھو بنگال میں بمقام ندیا ۱۴۸۵ء میں پیدا ہوئے - ان کے والدین

برہمن تھے۔ یہ پچیس برس کی عمر میں دُنیا کو ترک کرتے لوگوں کو ایشور بھگتی کی تعلیم دینے لگے۔ وہ چھ سال تک تمام ہندوستان میں گھومتے رہے۔ سوامی رامانند کی طرح وہ بھی نیچ ذات کے لوگوں کو دھرم اُپدیش دیتے تھے۔ نیچی ذات کے لوگ ان کے اُپدیش بڑے شوق سے سنتے تھے۔ ان کا یہ مقولہ تھا۔ کہ سری کرشن کی پرستش کرنے والے چاہے جس مذہب اور ملّت کے ہوں۔ خدا کے حضور میں سب برابر ہیں۔ ان میں ذات پات اور قومیّت کا کوئی لحاظ نہیں۔ چیتنیہ کی تعلیم کا بنگال کے لوگوں پر بہت زیادہ اثر ہؤا۔ اور وہاں پر ویشنو دھرم میں ایک نئی طاقت پیدا ہوگئی +

ان مذہبی پیشواؤں کی تعلیم نے ہندوؤں میں ایک نئی روح پھونک دی۔ ہندوؤں نے وحدیت اور قوم میں تمام فرقوں میں برابری کے اصولوں کو اپنے مذہبی عقائد میں داخل کر لیا۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ مسلمانوں نے بھی ہندوؤں کے ذات پات کے تفرقات کو کسی قدر اپنے میں رائج کر لیا +

اسی زمانے میں وجے نگر کی ریاست میں راجہ بکا ریاست کے بانی کا وزیر مادھوا چاریہ جو شرنگیری مٹھ کا شنکر اچاریہ تھا۔ اور اس کا بھائی سائنا چاریہ جس نے ویدوں پر اپنا مشہور بھاشیہ

لکھا ہے۔ہوئے تھے۔ وجے نگر کی سلطنت میں اس زمانے سنسکرت۔ تلگو اور کانری زبان میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں ٭

گو مسلمانوں نے اس زمانے میں ہندوستان پر فوجی اور سیاسی لحاظ سے قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو فلسفہ۔ ہندو مذہب اور ہندو تہذیب میں اس وقت نئی روح پھونکی جا رہی تھی ٭

خلاصہ فصل ہژدہم

۱۔ پٹھان اور ترک بادشاہانِ دہلی ہندوستان میں مستقل اور عالم گیر سلطنت قائم نہ کر سکے۔ اس کی دو وجوہات تھیں۔ اوّل تو دہلی میں اسلامی سلطنت قائم ہو جانے پر کابل۔ غزنی اور قندھار جیسے علاقے جو ہندوستان کی قدرتی سرحد ہندوکش پہاڑ کے اس طرف واقع ہیں۔ سلطنت سے باہر رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ کوہ ہندوکش کے دروں کی حفاظت کے لئے کوئی موجود نہ تھا۔ اور ان سرحدی علاقوں پر قبضہ کرکے بیرونی حملہ آوروں کے لئے ہندوستان کے میدانوں پر پنجہ مارنا آسان تھا۔ اس لئے وہ دہلی کی سلطنت کو آسانی سے تہ و بالا کر سکتے تھے ٭ دہلی کی پٹھان سلطنت

کی کمزوری کی دوسری وجہ یہ تھی۔کہ اس زمانے میں صوبوں کو پوری آزادی تھی۔ اور صوبجاتی حکومتوں پر مرکزی حکومت کو بہت کم اختیار حاصل تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔کہ جہاں مرکزی حکومت میں ذرا سی بھی کمزوری کے آثار نظر آئے۔ صوبے فوراً خود مختار ہو جاتے تھے۔ لہٰذا بٹا ہؤا ہندوستان بیرونی حملہ آوروں کا مقابلہ نہ کر سکا ؞

۲۔ **اُردو زبان**۔ غیاث الدین بلبن کے عہد میں اُردو زبان کی بنیاد رکھی گئی۔ ترکی اور پٹھان چھاونیوں میں جو زبان سپاہی ہندوستانیوں سے بولتے تھے۔ وہ مختلف زبانوں کی کھچڑی تھی۔ ترکی زبان میں اردو ایک چھاؤنی کو کہتے ہیں۔ لہٰذا چھاؤنی کی زبان اردو کہلانے لگی ؞

۳۔ **ہندوؤں کی مذہبی حالت**۔ جب ہندوؤں کی تہذیب اور تمدّن مغرب کی ایرانی اور عربی تہذیب و تمدّن سے ٹکرائیں۔ تو ہندوؤں میں کئی ایک مذہبی تحریکیں شروع ہوئیں ؞ اس زمانے میں ویشنو دھرم کو بہت ترقی ہوئی۔ بھگتی مارگ کے کئی ایک سدھارک مادھو اچاریہ۔ چیتنیہ۔ سوامی رامانند۔ سنت کبیر۔ گورو نانک۔ ولبھاچاریہ اور نام دیو اسی زمانے میں ہو گزرے ہیں ؞

۴- مادھواچاریہ سنہ ۱۱۹۹ء سے سنہ ۱۲۷۹ء تک۔
وہ ایک ویشنو سدھارک تھا۔ اور جنوبی ہندوستان کا رہنے والا تھا۔

۵- گورو گورکھ ناتھ سنہ ۱۲۲۵ء سے سنہ ۱۳۱۵ء تک۔ یہ ایک شیو سدھارک تھا۔ اور اس نے شمالی ہندوستان میں اُپدیش دیا تھا۔ اس کی تعلیم ہندو یوگ ابھیاس اور مسلم صوفیوں سے ملتی جلتی تھی۔

۶- نام دیو سنہ ۱۳۵۰ء سے سنہ ۱۴۲۵ء تک۔
وہ مہاراشٹر کا ایک ویشنو سدھارک تھا۔

۷- سوامی رامانند سنہ ۱۴۰۰ء سے سنہ ۱۴۷۰ء تک۔ یہ شمالی ہندوستان کا ایک ویشنو سدھارک تھا۔ دھارمک تعلیم میں وہ اونچی ذات اور نیچی ذات کے لوگوں میں کوئی تمیز نہیں کرتا تھا۔

۸- سنت کبیر سنہ ۱۴۴۰ء سے سنہ ۱۵۱۸ء تک۔
یہ سوامی رامانند کا چیلہ تھا۔ وہ مورتی پوجا کے خلاف تھا۔ اور وہ مذہب اور نسل کی بنا پر لوگوں میں تمیز کرنے کے خلاف تھا۔

۹- گورو نانک سنہ ۱۴۶۹ء سے سنہ ۱۵۳۹ء تک۔
وہ سکھ دھرم کا بانی تھا۔ وہ تارک الدنیا ہونے کے خلاف تھا۔ اور وہ مذہب اور نسل کی بنا پر تمیز کرنے کے خلاف تھا۔ وہ مورتی پوجا کے بھی خلاف تھا۔ اس کے بیٹے بابا سری چند

نے اُداسی فرقے کو ترقی دی ۔

۱۰۔ ولبھا چاریہ ۱۴۷۹ء سے ۱۵۳۱ء تک۔
یہ مغربی ہندوستان کا ایک بڑا بھاری وبشنو سدھارک تھا۔ وہ سری کرشن کو وشنو کا اوتار سمجھتا تھا ۔

۱۱۔ چیتنیہ مہا پربھو ۱۴۸۵ء سے ۱۵۳۳ء تک۔ یہ بنگال کا ایک بڑا بھاری ویشنو سدھارک تھا ۔

۱۲۔ مسلمانوں کی حکومت ۱۲۰۰ء سے لے کر ۱۵۰۰ء تک تین سو برس کا وہ زمانہ تھا۔ جبکہ سیاسی اور جنگی لحاظ سے تو ہندوستان کو وسطِ ایشیا کے ترکی اور پٹھان قوم کے بیرونی حملہ آوروں نے فتح کر لیا تھا۔لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس عرصے میں ہندوستانیوں نے اپنا دھرم۔ تہذیب اور تمدّن قائم رکھا۔ ہندوؤں کی نئی مذہبی تحریکوں میں ایشور کی ایکتا اور بھراتری بھاو کے خیالات جو ہندو دھرم میں پہلے ہی سے موجود تھے۔ اب زیادہ اہمیّت پکڑ گئے۔لیکن اس میں بھی شک نہیں۔کہ ہندوؤں کی ذات برادری کی تفریق کچھ حد تک مسلمانوں نے بھی اختیار کر لی۔

سوالات

۱۔ وجہ بیان کرو۔کہ ترک اور پٹھان بادشاہ ہندوستان

میں ایک مستقل اور عالم گیر سلطنت کیوں نہ قائم کر سکے +

۲- اردو زبان ہندوستان میں کس طرح رائج ہوئی ؟

۳- ہندوؤں کی تہذیب - تمدّن اور مذہب پر فارسی اور عربی تہذیب - تمدّن اور مذہب پر کیا اثر ہؤا ؟

۴- تمہیں وبھاچاریہ کی بابت کیا معلوم ہے ؟

۵- تمہیں گورو گورکھ ناتھ کی بابت کیا معلوم ہے ؟

۶- تمہیں گورو نام دیو کی بابت کیا معلوم ہے ؟

۷- تمہیں سوامی رامانند کی بابت کیا معلوم ہے ؟

۸- تمہیں سنت کبیر کی نسبت کیا معلوم ہے ؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۷) +

۹- تمہیں گورو نانک کی بابت کیا معلوم ہے ؟

۱۰- تمہیں مادھواچاریہ کی بابت کیا معلوم ہے ؟

۱۱- تمہیں چیتنیہ مہا پربھو کی نسبت کیا معلوم ہے ؟

۱۲- ہندوؤں کی ان نئی مذہبی تحریکوں کا ہندوؤں پر کیا اثر ہؤا ؟

۱۳- پٹھانوں کا ہندوستان پر کتنا عرصہ راج رہا ؟ ان کی تباہی کے اسباب بیان کرو - (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۳۲) +

باب پنجم

سلطنت مغلیہ

سنہ ١٥٠٤ء سے لے کر سنہ ١٧١٩ء تک

فصل نوزدہم

بابر بادشاہ

سنہ ١٥٠٤ء سے لے کر سنہ ١٥٣٠ء تک

مغلیہ سلطنت کی تواریخ کے ماخذ

مغلوں کی تواریخ کے لئے کافی مصالحہ ملتا ہے۔ اس خاندان کے کئی ایک بادشاہوں نے اپنی سوانح عمریاں خود لکھی ہیں۔ ابوالفضل کی آئین اکبری سے اس زمانے کی تواریخ پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اس زمانے کی لکھی ہوئی تواریخیں اب تک موجود

ہیں۔ اس کے علاوہ اس زمانے میں یورپین اقوام نے ہندوستان کے ساحلوں پر کئی ایک تجارتی کوٹھیاں بنائی تھیں۔ ان کوٹھیوں کے مہتمم اور دیگر یوروپین تجار اور سیّاح ملک میں دورہ کرتے تھے۔ ان لوگوں نے اپنی تحریرات میں ہندوستان کی تواریخ پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ اس لئے اس زمانے کی تواریخ مکمّل طور پر لکھی جا سکتی ہے ؛

بابر بادشاہ کی زندگی کے ابتدائی حالات

ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا بانی بابر بادشاہ تھا۔ جو مغل قوم سے تھا۔ مغل اصل میں منگولیا کے باشندے ہیں۔ جو اس وقت چین کا ایک صوبہ ہے۔ یہ علاقہ وسط ایشیا میں ترکستان کے شمال میں واقع ہے۔ ان لوگوں نے تیرھویں صدی عیسوی میں ہندوستان پر حملے شروع کر دئے تھے۔ اور اس ملک میں آکر یہ اکثر لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ اور ان میں سے بہتوں نے ہندوستان میں فوجی ملازمت کر کے اسی ملک میں بود و باش بھی اختیار کر لی تھی۔ اس قوم کے مغل بادشاہ تیمور نے ۱۳۹۸ء میں ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ اور جب ۱۴۰۵ء میں اس کی وفات ہوئی تو اس کی وسیع سلطنت کئی ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ اس کے پڑپوتے ابوسعید نے سلطنت کو پھر ترقی دی۔ لیکن جب ۱۴۶۹ء میں اس کی بھی وفات ہوئی۔ تو سلطنت اس کے چار

بیٹوں میں تقسیم ہوئی۔ سمرقند اور بخارا اُس کے بڑے بیٹے احمد کے حصّے آیا۔ دوسرے بیٹے محمود کو بلخ اور بدخشاں ملے۔ یہ علاقے آج کل موجودہ افغانستان کا شمالی حصّہ ہیں۔ تیسرے بیٹے عمر شیخ کا فرغانہ پر قبضہ ہوُا۔ یہ فرغانہ کا علاقہ سمرقند کے مشرق میں اور کشمیر اور چترال کی موجودہ حدود کے شمال میں ہے۔ اور چوتھے بیٹے الغ بیگ نے کابل اور غزنی کے علاقے حاصل کئے ٭

عمر شیخ والئی فرغانہ ۱۴۹۵ء میں فوت ہوُا۔ اس وقت اس کا بیٹا بابر صرف بارہ برس کا تھا۔ جوں ہی بابر تخت پر بیٹھا۔ اُس کے تاؤ احمد شاہ والئی سمرقند نے فرغانہ پر حملہ کر دیا۔ بابر نے کچھ علاقہ دے کر صلح کر لی۔ لیکن دو سال کے بعد جب اس نے کچھ طاقت حاصل کر لی۔ تو اس نے سمرقند پر حملہ کرکے شہر کو ۱۴۹۷ء میں فتح کر لیا۔ لیکن ابھی سمرقند پر قبضہ کرنے ہی پایا تھا۔ کہ خبر موصول ہوئی۔ کہ فرغانے پر حملہ ہو گیا ہے۔ آخر سمرقند بھی اُس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ نہ تو فرغانہ ہی پاس رہا۔ اور نہ سمرقند ہاتھ آیا۔ وسط ایشیا میں اس طرح ناکامیاب ہوکر اس نے خراسان کا علاقہ فتح کرنے کا ارادہ کیا ٭

کابل اور غزنی کی فتح۔ ۱۵۰۴ء ٭

بابر نے اپنے وطن فرغانہ اور سمرقند کو ہمیشہ کے لیے خیرباد

کہہ کر دریائے آمو کو عبور کیا۔ اور جنوب کی طرف روانہ ہؤا۔ اُسی زمانے میں اس کے چچا زاد بھائی عبدالرزاق سلطان کابل کو حاکم قندھار نے نکال دیا تھا۔ یہ معلوم کرکے بابر نے کابل کا رُخ کیا۔ ۱۵۰۴ء میں کابل کو فتح کرکے اپنی سلطنت وہاں پر قائم کر لی۔ ان دنوں ہندوستان کی حالت نہایت ابتر تھی۔ بابر نے ابھی کابل پر قبضہ ہی کیا تھا۔ کہ اس کو پنجاب میں بھیرے کے علاقے پر حملہ کرنے کی دعوت ملی۔ وہ جھٹ جلال آباد کی طرف روانہ ہؤا۔ اور درۂ خیبر سے گزر کر پشاور پہنچا۔ لیکن دریائے سندھ کو عبور نہ کیا۔ اور کوہاٹ۔ بنوں اور ڈیرہ جات کے علاقے میں آ پہنچا۔ اور وہاں سے وہ تھل چوٹیالی اور لورا لائی۔ ژوب وغیرہ کے علاقوں میں سے ہوتا ہؤا غزنی واپس ہؤا۔ اس دورے میں بابر نے ہندوستان کے سرحدی علاقوں کی خوب دیکھ بھال کر لی۔ اس نے محسوس کیا۔ کہ ہندوستان پر حملہ کرنے سے پیشتر یہ بہتر ہوگا۔ کہ قندھار فتح کیا جائے۔ چنانچہ اس کے بعد اس نے قندھار کی طرف توجّہ کی۔ پہلے تو اس کو وسط ایشیا میں اپنے پُرانے دشمنوں سے سمرقند وغیرہ میں لڑنا پڑا۔ لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ آخر ۱۵۱۴ء میں وہ کابل واپس آیا۔ ان واقعات کے بعد بابر نے وسط ایشیا کا خیال بالکل چھوڑ دیا۔ اب اس نے سوات۔

بونیر- پشاور وغیرہ کے علاقوں کو فتح کیا۔ ۱۵۲۲ء
میں قندھار کو فتح کرکے اپنی سلطنت میں ملا لیا۔
اور ۱۵۲۴ء میں لاہور بھی اس کی سلطنت میں
شامل ہوگیا ۰

پانی پت کی لڑائی اور ہندوستان کی فتح

بابر ابھی قندھار میں ہی تھا۔کہ ہندوستان کے لودھی بادشاہ ابراہیم کا چچا
علاؤ الدین بھاگ کر بابر کے دربار میں پناہ گزین
ہؤا۔اور اس نے درخواست کی۔کہ وہ اس کو دہلی
کا تخت حاصل کرنے میں مدد دے۔ دوسری جانب
ان ہی دنوں میں دولت خاں لودھی صوبیدار لاہور
کی سرکوبی کے لئے ابراہیم لودھی نے اس کے
برخلاف ایک جرّار فوج بھیج رکھی تھی۔دولت خاں
سخت تنگ تھا۔اس نے بابر بادشاہ کے پاس
پیغام بھیجا۔کہ اگر اس موقعہ پر مدد دی گئی۔تو
وہ اس کا باجگذار رئیس ہونا قبول کرے گا۔ بابر
نے ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ ۱۵۲۴ء میں لاہور
پر قابض ہؤا۔ اور علاؤ الدین لودھی اور کئی ایک
دیگر مغل سرداروں کو ملک کے مختلف حصّوں کا
حاکم مقرر کرکے وہ کابل کو واپس روانہ ہؤا۔لیکن
بابر کی پیٹھ موڑنی ہی تھی۔کہ ابراہیم لودھی نے
بابر کے ان حاکموں کو شکست دے کر نکال دیا۔
اس پر بابر نے ۱۵۲۶ء میں پھر ہندوستان پر

حملہ کیا - پانی پت کے میدان میں لڑائی ہوئی - ابراہیم لودھی لڑائی میں مارا گیا - اور ہندوستان کی سلطنت بابر کے ہاتھ آئی - اور اس نے دہلی اور آگرے پر فوراً قبضہ کر لیا ؞

پانی پت کی لڑائی کے بعد گرمی کا موسم آگیا تھا - اور گرمی کی شدّت کی وجہ سے بابر کے سپاہی اپنے ملک کو واپس جانے کے لئے بے چین تھے - بابر نے سمجھایا - کہ ایسا کرنا سخت غلطی ہوگی - کیونکہ ہندوستان کی تقریباً تمام سلطنت اُس کے قبضے میں آنے والی تھی - بابر نے اپنے بیٹے ہمایوں کو مشرقی ممالک فتح کرنے کے لئے بھیجا - چار ہی مہینے کے اندر جس قدر صوبے لودھی بادشاہوں کے قبضے میں تھے - فتح ہو گئے - ہمایوں نے جونپور بھی فتح کر لیا - اور اس کے بعد بیانہ - دھولپور (جو آج کل موجودہ راجپوتانہ میں ہیں) اور گوالیار بابر کے مطیع ہو گئے ؞

بابر اور رانا سنگرام سنگھ

گو پانی پت کی لڑائی کے بعد بابر دہلی اور آگرے پر قابض ہوگیا تھا - لیکن ابھی تمام ہندوستان پر قبضہ کرنا مشکل تھا - راجپوتانے کے راجے اپنی خود مختاری کو کب چھوڑنے والے تھے - اس زمانے میں راجپوتانہ میں سب سے زبردست راجہ میواڑ کا رانا سنگرام سنگھ تھا - جو مسلمانوں کی تواریخ میں رانا سانگا کے نام

سے مشہور ہے۔ گو رانا سنگرام سنگھ دہلی کے بادشاہ ابراہیم لودھی سے سخت ناراض تھا۔ اور اُس نے بابر کو ابراہیم کے برخلاف لڑنے کی دعوت دی تھی۔ لیکن وہ یہ گوارا نہ کر سکتا تھا۔ کہ بابر ہندوستان کا بادشاہ بن جائے۔ اس کی تو یہ خواہش تھی۔ کہ ہندوستان سے تمام ترک۔ پٹھان اور مغل نکالے جائیں۔ اس غرض سے اس نے راجپوتانے کے تمام راجے اکٹھے کر لئے تھے۔ محمود لودھی بھی رانا کی فوج میں شامل تھا۔ دوسرے لودھی سردار بھی بابر سے شکست کھا کر رانا کی فوج میں آ ملے تھے۔ رانا نے ایک زبردست فوج اکٹھی کر لی۔ اس میں پانسو ہاتھی۔ اسّی ہزار گھوڑ چڑھے اور بہت سے پیدل سپاہی تھے۔ رانا سنگرام سنگھ جو خود بھی بہت بہادر سپاہی تھا۔ اور بہت سی لڑائیاں لڑ چکا تھا۔ فوج تیار کر کے بابر کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں اُس نے بابر کی فوج کو شکست دے کر بیانہ فتح کر لیا۔ اور اس کے بعد آگرے کی طرف بڑھا۔ راجپوتوں کی کثیر التعداد فوج کو دیکھ کر بابر کے حواس گم ہو گئے۔ لیکن چونکہ اس نے بچپن ہی سے اپنی عمر کا بہت سا حصّہ لڑائیوں میں ہی صرف کیا تھا۔ اس لئے اس مشکل کے وقت میں بھی اُس نے اپنی تجربہ کاری اور پورے استقلال سے کام لیا۔

سیکری کے نزدیک بمقام کنوا گو بابر کو پہلے شکست ہوئی۔ لیکن راجپوتوں نے اس فتح سے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔ وہ دشمن کو شکست دے کر اپنے کیمپ کو واپس چلے گئے۔ اور بابر کی ہاری ہوئی فوج کا مطلق تعاقب نہ کیا۔ بابر نے راجپوتوں کی اس غلطی کا فائدہ اُٹھایا۔ اس نے اپنی فوج کو پھر ترتیب دی۔ اور وہ فوجی افسروں اور سپاہیوں کو جمع کرکے یوں مخاطب ہوا:۔

"آپ صاحبوں نے میرے ساتھ بہت کچھ تکالیف برداشت کی ہیں۔ اُن کے لیئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ دُنیا کا ہر جاندار کسی نہ کسی دن ضرور مریگا۔ یہ خاکی جسم فانی ہے۔ خوف کے وقت بھاگنا اور موت سے مُنہ موڑنا بہت ہی شرمناک فعل ہے۔ مذہب اور آبرو کی حفاظت میں جان دے دینا بے شرم ہوکر بھاگنے سے بہت اچھا ہے۔ اس لیئے آپ لوگوں کا فرض ہے۔ کہ اس مقصد کی تکمیل کے لیئے جان توڑ کر اس طرح لڑو۔ کہ دُنیا کی تاریخ میں آپ کا نام قائم رہے"۔

اس تقریر کا فوجی افسروں پر بہت اثر ہوا۔ اُنہوں نے فوراً ہی قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی۔ ہم لڑائی سے مُنہ نہ موڑیں گے۔ اور مذہب کے لیئے اپنی جان دے دینگے۔ غرض بابر کی اس تقریر نے تمام فوج میں ایک نئی روح

پھونک دی۔ اور مسلمان سپاہی بے خوف ہو کر جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے۔ مارچ ۱۵۲۷ء کو سیکری کے قریب ایک زبردست جنگ ہوا۔ اور رانا سنگرام سنگھ شکست کھا کر میدان سے بھاگ نکلا۔

دیگر فتوحات لڑائی ختم ہونے پر بابر نے اُن لوگوں کو جو کابل واپس جانا چاہتے تھے۔ ہمایوں کے ہمراہ واپس کر دیا۔ اور خود چھ ماہ تک سلطنت کے انتظام میں مشغول رہا۔ اس کے بعد اُس نے ریاست چندیری پر جو بندھیل کھنڈ اور مالوے کے درمیان واقع تھی۔ حملہ کیا۔ وہاں کا راجہ میدنی رائے بڑی بہادری سے لڑا۔ لیکن آخر کار اس کو بھی شکست ہوئی۔ اور قلعہ پر بابر کا قبضہ ہو گیا۔ جب چندیری کے راجپوتوں نے دیکھا۔ کہ عزّت بچانے کی کوئی صورت نہیں۔ تو عورتوں کو قتل کر کے خود تلواریں لے کر میدان جنگ کی طرف بڑھے اور جان دینے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ لیکن آخر بابر کو ہی فتح نصیب ہوئی۔ چندیری کا علاقہ فتح کرنے کے بعد بابر افغانوں کو زیر کرنے کے لئے بنگال اور بہار کی طرف بڑھا۔ ۱۵۲۹ء میں اس نے دریائے گھاگرا کے کنارے افغانوں کو شکست دی۔ اور بہار اس کی سلطنت میں شامل ہوا ٭

ان فتوحات کے بعد ملک میں امن قائم کرنے

کے لئے اور پورا انتظام رکھنے کی غرض سے بابر نے اپنی سلطنت کو کئی صوبوں میں تقسیم کر دیا۔ اور ہر ایک صوبے پر اپنا ایک افسر صوبیدار مقرر کر دیا۔

بابر کی وفات

بابر نے اپنی تمام زندگی محنت اور مشقّت سے کاٹی تھی۔ اس وجہ سے اس کی صحت خراب ہو چکی تھی۔ بہار کی فتح کے بعد اس کا بیٹا ہمایوں بدخشاں سے واپس آکر بیمار ہو گیا۔ اس کا بہت کچھ علاج کیا گیا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر بابر نے اپنے بیٹے کے عوض اپنی جان دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے دوستوں نے بہت کچھ سمجھایا۔ لیکن اس نے ایک نہ سُنی۔ اس نے اپنے بیٹے کے پلنگ کے چاروں طرف پھر کر یہ کہا۔ "اے خداوند کریم! ہمایوں کی تمام بیماری میرے اوپر آ جائے"۔ کہتے ہیں۔ کہ بابر اُسی دن سے بیمار پڑ گیا۔ اور ہمایوں کی حالت بہتر ہونے لگی۔ بابر کا دسمبر ۱۵۳۰ء میں انتقال ہو گیا۔ اس کی وصیّت کے مطابق اس کی لاش کابل میں پہنچائی گئی۔ اور اس کا مقبرہ اب تک کابل میں موجود ہے۔ بابر کی وفات کے وقت آمو دریا سے لے کر بنگال کی سرحد تک اور ہمالیہ سے لے کر چندیری اور گوالیار تک تمام ملک اس کے ماتحت تھے۔ اس کی وفات کے بعد دہلی

بابر

ہمایوں

اور آگرے کے تخت پر ہمایوں بیٹھا ۔

بابر ایک نہایت بہادر سپاہی تھا۔ اور اپنے قول کا سچّا تھا۔ وہ صرف سپاہی ہی نہ تھا۔ بلکہ ایک اچھا مصنّف اور شاعر بھی تھا۔ اس نے ترکی زبان میں بہت سی غزلیں لکھی ہیں۔ اس نے اپنی سوانح عمری خود لکھی ہے۔ جس کو آج تک لوگ بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ اس کتاب سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بابر قدرتی نظاروں کا بہت دلدادہ تھا۔ اس نے ہندوستان میں صرف چار سال حکومت کی تھی۔ اس لیٔے اس کو موقع نہ ملا۔ کہ اپنی سلطنت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر جاتا۔ شاید وہ خود بھی محسوس کرتا تھا۔ کہ اُس کی سلطنت ہندوستان میں اچھی طرح سے قائم نہ ہوئی تھی۔ غالباً اسی لیٔے اُس نے وصیّت کی تھی۔ کہ اس کی لاش کابل میں دفنائی جائے ۔

خلاصۂ فصل نوزدہم

ا۔ مغلوں کا اصلی وطن منگولیا سلطنت چین میں تھا۔ سنہ ۱۲۲۰ء میں مغلوں کا سردار چنگیز خاں وسط ایشیا کا مالک بن بیٹھا۔ سنہ ۱۲۲۱ء میں انھوں نے کوہ ہندوکش اور دریائے اٹک کا درمیانی علاقہ فتح کر لیا۔ اس کے بعد سنہ ۱۲۹۸ء میں چنگیز خاں

کی اولاد میں سے امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ اس کے پڑپوتے ابو سعید مرزا کی وفات پر اس کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اس کے ایک لڑکے عمر شیخ کو فرغانہ ملا۔ اُس کے ایک دوسرے لڑکے الغ خاں کو کابل اور غزنی ملے۔ بابر عمر شیخ مرزا کا لڑکا تھا۔ اس نے کابل ۱۵۰۴ء میں فتح کیا۔ اور قندھار ۱۵۲۱ء میں فتح کیا ؞

۲۔ بابر نے ۱۴۹۵ء سے لے کر ۱۵۳۰ء تک حکومت کی۔ ۱۴۹۵ء سے لے کر ۱۵۰۴ء تک تو اس نے وسط ایشیا میں حکومت کی تھی۔ اس کے بعد وہ کابل کا بادشاہ ہو گیا۔ اور ۱۵۳۰ء میں اپنی وفات تک کابل اُس کے قبضے میں رہا ؞

۳۔ بابر کی فتوحات :۔

کابل ۔ ۱۵۰۴ء
قندھار ۔ ۱۵۲۱ء
لاہور ۔ ۱۵۲۴ء
دہلی اور آگرہ ۔ ۱۵۲۶ء
سنگرام سنگھ پر فتح ۔ ۱۵۲۷ء
چندیری ۔ ۱۵۲۸ء
بہار ۔ ۱۵۲۹ء

۴۔ بابر کی وفات ۱۵۳۰ء میں ہوئی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ہمایوں تخت نشین ہوا۔ بابر ایک بہادر

سپاہی تھا۔ اور قول کا سچّا تھا۔ وہ علم دوست بھی تھا۔ اس نے اپنی سوانح عمری خود لکھی تھی۔ اس کا مقبرہ کابل میں موجود ہے ؛

سوالات

۱۔ مغل کون تھے ؟ بابر کا اصل وطن کہاں تھا ؟ اور اُس سنے کابل۔ غزنی اور قندھار کے علاقے کب حاصل کیئے تھے ؟

۲۔ تمہیں بابر کی زندگی کی بابت کیا معلوم ہے ؟ اس کی فتوحات کے حالات بیان کرو ؛

۳۔ پانی پت اور کھنوا کی لڑائیوں کے حالات بیان کرو ؛

۴۔ بابر کی کن حالات میں وفات ہوئی ؟ اُس کی خصلت پر ایک نوٹ لکھو ؛

۵۔ بابر کی زندگی کے حالات بیان کرو۔ اور اس کی کامیابی کی وجوہات بیان کرو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۰) ؛

۶۔ ہندوستان کی تاریخ پر پانی پت کی لڑائی کا کیا اثر ہوُا ؟ اس لڑائی کے حالات بیان کرو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۵۔ ۱۹۳۳) ؛

۷۔ مغلوں اور منگولوں میں کیا فرق ہے ؟ کونسے منگول سردار کا ہندوستان کے ساتھ تعلق تھا؟ مغلوں میں سے سب سے زیادہ مشہور سردار

کون تھا؟ اپنے جواب کی وجوہات بیان کرو۔
(پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۷) ٭

۸۔ بابر کی سوانح عمری پر ایک نوٹ لکھو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۹) ٭

فصل بستم

ہمایوں

سنہ ۱۵۳۰ء سے لے کر سنہ ۱۵۴۰ء تک اور سنہ ۱۵۵۵ء سے لے کر سنہ ۱۵۵۶ء تک ٭

ہمایوں اور اُس کے بھائی ٭

بابر مرتے وقت ہمایوں کو وصیّت کر گیا تھا۔ کہ بھائیوں سے مہربانی اور محبّت سے پیش آنا۔ اس حکم کو ہمایوں نے مرتے دم تک پورا کیا۔ اور باوجود ان کی دھوکا بازی کے جہانتک ہو سکا۔ اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا رہا۔ جس وقت وہ تخت نشین ہؤا۔ اس کا ایک بھائی کامران کابل میں تھا۔ اور دو چھوٹے بھائی اس کے پاس آگرے میں تھے۔ اس نے پنجاب۔ کابل اور قندھار کا علاقہ

کو کامران کے حوالے کیا۔ ہندالی کو سنبھل کا علاقہ
جس کو آج کل روہیل کھنڈ کہتے ہیں۔ دے دیا۔ اور
عسکری مرزا کو میوات یعنی موجودہ گوڑگاؤں اور
اور کا علاقہ سپرد کیا۔ لیکن سلطنت کو اس طرح بانٹنے
میں اُس نے سخت غلطی کھائی۔ بابر کی فوج آج
کل کی طرح زیادہ تر پنجاب اور شمال مغربی سرحدی
علاقوں سے بھرتی ہوتی تھی۔ ہمایوں نے یہ علاقے
کامران کو دے کر اپنے لئے فوجی بھرتی کا میدان
اپنے ہاتھ سے کھو دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ اس
کو سلطنت سے بھی ہاتھ دھونا پڑا ؛

ہمایوں کی تخت نشینی کے وقت ہندوستان کی حالت

بابر ہندوستان میں
صرف چار سال رہنے
پایا تھا۔ اور اس کو
اس قلیل عرصے میں ملکی انتظام کرنے کا بہت کم وقت
ملا۔ بہار میں افغان لوگ اپنی کھوئی ہوئی ریاست کو
واپس لینے کی فکر میں تھے۔ گجرات کا بادشاہ جس نے
اس سے پیشتر مالوہ اور خاندیس فتح کر لئے تھے۔ دہلی
پر چڑھائی کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ راجپوتانے کے
راجپوت راجے ابھی سیکری کی شکست نہ بھولے تھے۔
اور وہ بدلہ لینے کے لئے موقع کی تاک میں تھے۔ اور
یہ دیکھ رہے تھے۔ کہ مغلوں کو کب ہندوستان سے
نکال دیں۔ ادھر شمال میں پنجاب۔ کابل اور قندھار
کامران کے قبضے میں تھے۔ جو ہمایوں سے کینہ رکھتا

تھا- ایسے حالات میں ہمایوں کے لئے اپنی طاقت کو قائم رکھنا بھی بہت مشکل ہوگیا تھا ÷

تخت نشینی کے کچھ عرصہ بعد ہمایوں نے کالنجر پر چڑھائی کی- جس وقت وہ کالنجر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا- ان ہی دنوں میں ان اس کو مشرق میں افغانوں کی بغاوت کی خبر ملی- اس نے فوراً چنار کے قلعے پر حملہ کر دیا- افغانوں کو شکست ہوئی- اور ان کے سردار شیر خاں نے اطاعت قبول کر لی- اس کے بعد ہمایوں واپس آگرے آیا ÷

ان واقعات سے پہلے ہمایوں کا ایک رشتہ دار باغی ہوکر گجرات کے بادشاہ بہادر شاہ کے پاس چلا گیا تھا- ہمایوں نے بہادر شاہ کو لکھا- کہ اس کو گرفتار کرکے اس کے پاس بھیج دے- بادشاہِ گجرات نے انکار کر دیا- اس پر دونوں میں دشمنی ہو گئی- اور لڑائی تک نوبت پہنچی- بہادر شاہ نے بادشاہ ابراہیم کے چچا علاؤ الدین کو ہمایوں سے لڑنے پر آمادہ کیا- اور اس کو کچھ امداد بھی دی- ہمایوں نے ۱۵۳۵ء میں گجرات پر حملہ کر دیا- بہادر شاہ کو شکست ہوئی- اور اس کو راتوں رات منڈو کی طرف بھاگنا پڑا- جب ہمایوں کی فوج نے اس کا تعاقب کیا- تو وہ چمپانیر کی طرف بھاگ گیا- اور وہاں سے بندرگاہ کھمبایت کی طرف چلا گیا- ہمایوں بھی اس کے تعاقب میں کھمبایت میں جا پہنچا- بہادر شاہ ہمایوں کی آمد سُن کر

دیو کی طرف گیا۔ اور گجرات ہمایوں کے قبضے میں آگیا۔ اس کے بعد ہمایوں نے قلعۂ چمپانیر پر چڑھائی کی۔ رات کے وقت تین سو چیدہ سپاہی قلعہ کی فصیل میں کیلیں گاڑ کر اوپر چڑھ گئے۔ اور قلعے پر قبضہ کر لیا۔ وہاں سے ہمایوں کو بہت سا خزانہ ہاتھ آیا۔ اس نے بہت سا روپیہ سپاہیوں میں تقسیم کیا۔ اور اپنے بھائی مرزا عسکری کو گجرات میں چھوڑ کر خود آگرے واپس آیا۔ لیکن جوں ہی اس نے پیٹھ موڑی۔ گجرات میں فساد ہو گیا۔ اور بہادر شاہ نے پھر گجرات پر قبضہ کر لیا۔

ہمایوں کی شکست اور اس کا ملک سے نکالا جانا

آگرہ واپس آنے پر ہمایوں کو خبر ملی۔ کہ بہار اور جون پور میں افغان سردار پھر باغی ہو گئے ہیں۔ اس وقت اس کی حالت اچھی نہ تھی۔ گجرات اور مالوہ اُس کے قبضے سے نکل چکے تھے۔ مشرق میں افغان باغی تھے۔ دہلی کے قریب بھی بد امنی پھیل رہی تھی۔ کامران جو شمال مغربی علاقوں پر قابض تھا۔ اس کی مصیبتوں سے فائدہ اُٹھانا چاہتا تھا۔ اس نے اس کو مدد دینے سے صاف انکار کر دیا۔ ایسی حالت میں افغان سردار شیر خاں نے سب قلعے فتح کر لئے تھے۔ اور بنگال میں خود مختار سلطنت قائم کرنے کی پوری پوری تیاری کر لی تھی۔ جب ہمایوں ایک

بڑی فوج لے کر مشرق کی طرف بڑھا۔ تو راستے میں
شیر خاں کا بیٹا جلال خاں کئی جگہ ہمایوں کا مقابلہ
کرتا رہا۔ اتنے میں شیر خاں نے اپنے بال بچوں کو
رہتاس کے قلعے میں بھیج دیا۔ اور جلال خاں کو حکم
دیا۔ کہ ہمایوں کے خلاف لڑنا بند کر دے۔ ہمایوں
کے لئے بنگال کا راستہ صاف ہو گیا۔ اس نے
دریائے گنگا کے کنارے بڑھتے بڑھتے گوڑ پر قبضہ
کر لیا۔ کوئی بھی اس کے مقابلے میں نہ آیا۔ لیکن
چونکہ اس وقت برسات شروع ہو گئی تھی۔ اس واسطے
تمام راستوں میں پانی جمع ہو گیا تھا۔ اور شاہی لشکر
کے کئی ایک سرداروں اور سپاہیوں کو بخار آنے
لگ گیا تھا۔ ایسی حالت میں دہلی اور آگرے سے
خبر آنی بھی مشکل ہو گئی۔ کیونکہ دریاؤں کی طغیانی
کی وجہ سے آمد و رفت کا راستہ بالکل بند ہو گیا
تھا۔ فوج کے بہت سے آدمی ملازمت چھوڑ کر
بھاگنے لگے۔ ہندال برسات کے شروع ہونے سے
پہلے ہی آگرے کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ جب
شیر خاں نے دیکھا۔ کہ اب ہمایوں کے لئے آگرے
کا راستہ بند ہو چکا ہے۔ اور وہاں سے کوئی امداد
نہیں آ سکتی۔ تو وہ رہتاس کے قلعے سے نکلا۔
اور قلعۂ چنار فتح کر لیا۔ اور جون پور کو گھیر لیا۔
ہمایوں سخت مصیبت میں مبتلا تھا۔ وہ چاروں
طرف سے گھر گیا تھا۔ ہندال نے آگرے پہنچ کر

تخت پر قبضہ کر لیا۔ اور ادھر شیر خاں نے ہمایوں
کی فوج پر حملہ کر دیا۔ ہمایوں نے ہندال اور
کامران سے مدد طلب کی۔ لیکن کچھ جواب نہ ملا۔
ایک دن جب ہمایوں دریائے گنگا پر کشتیوں کا
پل بندھوا رہا تھا۔ شیر خاں نے اس پر پیچھے
سے آکر رات کے وقت حملہ کر دیا۔ ہمایوں جان
بچانے کے لئے گھوڑے پر سوار ہو کر دریائے گنگا
میں کود پڑا۔ جب گھوڑا منجدھار میں پہنچا۔ تو
تھک کر ڈوب گیا۔ اور ہمایوں بھی ڈوبنے لگا۔
اس وقت نظام نامی ایک سقّہ نے اس کی جان
بچائی۔ ہمایوں نے اس بہشتی کو دو پہر سلطنت کرنے
کی اجازت دی۔ بہشتی نے چمڑے کا سکّہ جاری کیا۔
جس میں سونے کی کیلیں لگی تھیں۔ اس نے اپنے
دوستوں اور عزیزوں کو بہت سا انعام دیا۔ اس
مثل سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہمایوں کتنا دریا دل
اور فیّاض بادشاہ تھا۔

اس حادثے کے بعد ہمایوں آگرے پہنچا۔ ہندال
کی حرکت پر اس کو بہت غصّہ آیا۔ لیکن کامران
کے کہنے پر اس کی خطا معاف کر دی۔ اور یہ
تینوں بھائی مل کر شیر خاں کے دبانے کی تدابیر
سوچنے لگے۔ اس عرصے میں شیر خاں نے تمام بنگال
پر قبضہ کر کے کل مغلیہ فوج کو وہاں سے نکال
دیا تھا۔ کچھ ماہ کی تیاری کے بعد ہمایوں پھر فوج

لے کر آگرے سے بنگال کی طرف روانہ ہؤا۔ شیر خاں بھی فوج لے کر مقابلے کے لئے آگے بڑھا۔ گنگا کے کنارے قنوج کے قریب دریا کے آر پار دونوں فوجوں کے ڈیرے پڑے تھے۔ اس موقع پر ہمایوں کی فوج کا ایک سردار سلطان مرزا اپنا دستہ فوج لے کر دشمن سے جا ملا۔ کامران پہلے ہی اپنی فوج لے کر لاہور چلا گیا تھا۔ ہمایوں کو بہت فکر ہؤا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ چوسا کے قریب دریائے گنگا کے کنارے ۱۵۴۱ء میں ہمایوں کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سے سپاہی گنگا میں ڈوب کر مر گئے۔ ہمایوں نے مشکل سے اپنی جان بچائی۔ اور لاہور کی طرف روانہ ہؤا۔ لیکن کامران نے امداد دینے سے انکار کر دیا۔ ہمایوں ناامید ہو کر سندھ کے ریگستان کی طرف چل پڑا۔ راستے میں پیاس اور گرمی کی شدّت سے بہت سے ساتھی مر گئے۔ مارواڑ کے راجہ مالدیو نے بھی امداد دینے سے انکار کر دیا۔ تب مجبور ہو کر جیسلمیر کے علاقے میں سے ہوتا ہؤا اور کئی ایک مصیبتیں جھیلتا ہؤا وہ امرکوٹ آیا۔ وہاں کے راجہ نے اس کی بڑی خاطر تواضع کی۔ اور مدد دینے کا وعدہ کیا ॥

اکبر کی پیدائش ہمایوں جب ریگستان کو عبور کرتا ہؤا ۱۵۴۱ء میں بھکّر پہنچا۔

تو وہاں پر اُس نے ایک ایرانی لڑکی حمیدہ بانو بیگم سے شادی کی تھی۔ حمیدہ بیگم خراسان کے ایک سیّد کی لڑکی تھی۔ ۱۴۔ اکتوبر ۱۵۴۲ء کو امرکوٹ کے ریگستان میں اُس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہؤا۔ جو بعد ازاں اکبر بادشاہ کے نام سے مشہور ہؤا۔ ترکوں میں یہ رسم ہے۔ کہ جب کسی سردار کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ اپنے دوستوں کو تحفے دیتا ہے۔ ہمایوں کے پاس اس وقت کچھ بھی نہ تھا۔ ایسے وقت میں وہ کسی کو کیا دے سکتا تھا۔ اتفاقیہ اُس کو یاد آیا۔ کہ اس کے پاس ایک مُشک نافہ ہے۔ اس کو توڑ کر تھوڑا تھوڑا مُشک سب کو تقسیم کر دیا۔ اور دعا مانگی۔ کہ اس مشک کی خوشبو کی طرح اس لڑکے کا شہرہ بھی تمام دُنیا میں پھیل جائے۔

ہمایوں کی ایران سے مدد اور ہندوستان کا دوبارہ فتح ہونا

ہمایوں امرکوٹ سے قندھار کی طرف گیا۔ اس زمانے میں قندھار میں اس کا بھائی مرزا عسکری حکومت کرتا تھا۔ اس کو امید تھی۔ کہ مرزا عسکری ضرور مدد دے گا۔ لیکن اس کا یہ خیال غلط نکلا۔ امداد دینا تو درکنار۔ عسکری نے اُس کو قید کرنا چاہا۔ جب ہمایوں کو یہ معلوم ہؤا۔ تو وہ اپنی بیوی کو ساتھ لے کر صرف چالیس سواروں

کے ساتھ سیستان ہوتا ہؤا ایران پہنچا۔شاہ طہماسپ والیئے ایران نے اس کی بہت آؤ بھگت کی۔ لیکن ساتھ ہی کوشش کی۔کہ ہمایوں جو سُنّی مسلمان تھا۔شیعہ مذہب اختیار کرلے۔ اور قندھار اس کے حوالے کردے۔ہمایوں قندھار دینے کے لئے تو رضامند ہوگیا۔لیکن شیعہ مذہب اختیار کرنے سے اس نے انکار کر دیا۔ شاہ طہماسپ نے ہمایوں کو چودہ ہزار فوج دے کر رخصت کیا۔ ہمایوں نے قندھار فتح کرکے ایرانیوں کے حوالے کر دیا ۔ اور خود کابل کی طرف بڑھا۔ مرزا عسکری معافی کا خواستگار ہؤا۔ہمایوں نے اُس کو معاف کر دیا ۔ اور اُس کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ کامران کو بہت سمجھایا۔لیکن وہ نہ مانا۔آخر کابل پر حملہ کیا گیا۔ کابل فتح ہونے پر کامران پنجاب کی طرف بھاگ گیا۔اور وہاں گکھڑوں کے ہاں پناہ گزین ہؤا۔ لیکن اُنہوں نے کامران کو گرفتار کرکے ہمایوں کے پاس بھیج دیا۔ ہمایوں کے سرداروں نے تو یہ مشورہ دیا۔کہ کامران کو قتل کر دیا جائے۔لیکن ہمایوں نے اُس کی آنکھیں نکلوا کر اس کی جان بخشی کی۔اور اُس کو اجازت دی۔کہ وہ مکّہ میں جاکر باقی کل زندگی یادِ الٰہی میں صرف کرے۔ہندال پہلے ہی لڑائی میں قتل ہوچکا تھا۔ مرزا عسکری بھی مکّہ [illegible] روانہ ہؤا۔ لیکن راستے میں ہی

مر گیا۔ آخر ۱۵۵۵ء میں ہمایوں نے ہندوستان پر حملہ کر کے سکندر سور کو شکست دی۔ اور سرہند کے قریب اس کو پوری فتح نصیب ہوئی۔ سکندر کوہ شوالک کی طرف بھاگ گیا۔ اور آگرہ اور دہلی ہمایوں کے قبضے میں آئے۔ لیکن ہمایوں کا بھی اَب آخری وقت قریب تھا۔ ایک دن وہ اپنے کتب خانے کے زینے سے اُتر رہا تھا۔ کہ اتنے میں مؤذّن کے اذان دینے کی آواز آئی۔ ہمایوں تعظیماً ٹھہر گیا۔ اور جب پھر زینے پر سے اُترنا چاہا۔ تو اُس کا پیر زینے پر سے پھسل گیا۔ اور وہ کئی سیڑھیوں پر سے لڑکھڑاتا ہوا زمین پر آ گرا۔ چوٹیں اس قدر آئیں۔ کہ چوتھے روز ۱۵۵۶ء میں وہ اس دُنیا سے کوچ کر گیا۔

ہمایوں مزاج کا بہت اچھا تھا۔ وہ بہت فیاض اور رحمدل تھا۔ لیکن بابر کی طرح چُست و چالاک اور مستقل مزاج نہ تھا۔ ایک کام ختم نہ ہوتا تھا۔ کہ دوسرا شروع کر دیتا تھا۔ بڑھاپے میں وہ افیون کا بھی عادی ہو گیا تھا۔ لیکن یہ بھی درست ہے۔ کہ اس کو اپنی لیاقت استعمال کرنے کا موقع بھی نہ ملا تھا۔

خلاصۂ فصل بستم

۱- **ہمایوں اور اُس کے بھائی** - ہمایوں اپنے بھائیوں سے مہربانی سے پیش آتا تھا۔ لیکن اُنھوں نے ہمیشہ اس سے دھوکا ہی کیا۔ اس نے پنجاب۔ کابل اور قندھار اپنے بھائی کامران کے حوالے کر دئے۔ اُس نے روہیل کھنڈ ہندال کے سپرد کر دیا۔ اور گوڑگاؤں اور الور کا علاقہ عسکری کو دے دیا۔ لیکن پنجاب۔ کابل اور قندھار کے دے دینے میں ہمایوں نے سخت غلطی کھائی۔ اس نے جنگجو اقوام کا گھر ہاتھ سے کھو دیا۔ نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ اُس کو سلطنت سے بھی ہاتھ دھونے پڑے ⁂

۲- **ہمایوں کی تخت نشینی کے وقت ہندوستان کی سیاسی حالت** - جب ۱۵۳۰ء میں ہمایوں تخت پر بیٹھا۔ تو جون پور میں پٹھان باغی تھے۔ بہادر شاہ والئے گجرات کاٹھیاوار، مالوہ فتح کر چکا تھا۔ اور اب دہلی اور آگرے کے خلاف چڑھائی کی تیاری کر رہا تھا۔ اور راجپوت سیکری کی شکست کے بدلہ کی فکر میں تھے۔ اُس کا اپنا بھائی کامران اس کے خلاف تھا ⁂

۳- **ہمایوں کی فتوحات** - اس نے کالنجر اپنے عہد کے شروع ہی میں فتح کر لیا تھا۔ ۱۵۳۵ء میں اس

نے بہادر شاہ کے خلاف چڑھائی کردی۔ اور گجرات کاٹھیاواڑ اور مالوہ فتح کر لیئے۔

۴۔ **شیر شاہ اور ہمایوں۔** پٹھانوں نے ہمایوں کے خلاف بہار اور جون پور میں بغاوت کر رکھی تھی۔ جب ہمایوں اُن کے برخلاف بڑھا۔ تو اُن کے سردار شیر شاہ نے ہمایوں کو بغیر کسی بڑی مخالفت کے بنگال تک بڑھ جانے دیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد موسم برسات شروع ہو گیا۔ اور تمام ملک میں سیلاب آ گیا۔ دہلی اور آگرے سے اس کے ذرائع آمد و رفت بند ہو گئے۔ اس موقع پر شیر شاہ اپنے قلعہ رہتاس سے باہر نکلا۔ اب ہمایوں چاروں طرف سے دشمنوں سے گھر گیا تھا۔ اس کے بھائی کامران اور ہندال اس کی مدد پر آنے کے لئے تیار نہ تھے۔ ایک موقعہ پر ہمایوں قابو آ گیا۔ لیکن ایک بہشتی نظام کی مدد سے اُس کی جان بچی۔

۵۔ **ہمایوں کی شکست اور اس کا ملک بدر ہونا۔** ہمایوں نے ایک اور فوج تیار کی۔ اور وہ پھر شیر شاہ کے خلاف بڑھا۔ لیکن اس کے سرداروں اور بھائیوں نے پھر اُس کو دھوکا دیا۔ دریائے گنگا کے کنارے بمقام چوسہ اُس کو پھر شکست ہوئی۔ اس کے بعد وہ پنجاب میں برائے مدد آیا۔ لیکن کامران نے صاف انکار کر دیا۔ ماڑواڑ

کے راجہ مالدیو نے بھی امداد دینے سے انکار کر
دیا۔ تب وہ جیسلمیر کے علاقے سے گزر کر
دریائے اٹک کے کنارے بھکّر پہنچا۔ یہاں پر
اُس نے خراسان کے ایک سیّد کی خوبصورت لڑکی
حمیدہ بانو سے شادی کر لی۔ اس کے بعد اس نے
امرکوٹ میں پناہ لی۔ اسی جگہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۵۴۲ء
کو اکبر کی پیدائش ہوئی۔ امرکوٹ سے ہمایوں
قندھار کی طرف روانہ ہؤا۔ لیکن یہاں پر بھی
اس کو کوئی امداد نہ ملی ؛

۶۔ ہمایوں نے شاہ طہماسپ والئے ایران سے مدد طلب کی۔ کوئٹہ کے نزدیک شہزادہ
اکبر کو چھوڑ کر ہمایوں اور اُس کی بیوی نے بھاگ
کر ایران میں پناہ لی۔ اور شاہ ایران سے انہوں
نے مدد طلب کی۔ شاہ طہماسپ نے ہمایوں کو
چودہ ہزار سپاہیوں کا ایک دستہ اس شرط پر
دیا۔ کہ وہ قندھار کا علاقہ شاہ فارس کے حوالے
کر دے گا ؛ یہ فوج لے کر ہمایوں نے واپس آ کر
قندھار پر حملہ کر دیا۔ اور اس کو فتح کر کے
شاہ فارس کے حوالے کر دیا پھر اس نے
کابل پر حملہ کیا۔ اور اس کو بھی فتح کیا۔ ہندال
اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے بعد کامران کی
آنکھیں نکلوا دی گئیں۔ اور اُس کو مکّہ کا حج
کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ عسکری بھی مکّہ روانہ ہؤا۔

لیکن راستے میں مارا گیا *

۷- **ہندوستان کی دوبارہ فتح**- ہمایوں نے ۱۵۵۵ء میں ہندوستان پر حملہ کیا- اور سکندر سوری کو شکست دے کر اُس نے دہلی اور آگرے پر قبضہ کر لیا- لیکن کتب خانے کی سیڑھیوں پر سے اُترتے وقت اس کا پاؤں پھسل گیا- اور بمقام دہلی ۱۵۵۶ء میں اس کی وفات ہوئی *

۸- **ہمایوں کی خصلت**- ہمایوں نیک طبیعت- فراخ دل اور رحیم تھا- لیکن وہ سست تھا- اور ثابت قدم نہ تھا- آخیری عمر میں اس کو افیون کھانے کی عادت ہوگئی تھی *

سوالات

۱- ہمایوں نے اپنے بھائیوں سے کیا سلوک کیا ؟

۲- ہمایوں کی تخت نشینی کے وقت ہندوستان کی سیاسی حالت کیا تھی ؟

۳- ہمایوں کی فتوحات کے حالات بیان کرو *

۴- بنگال اور بہار میں شیر شاہ کے خلاف ہمایوں کی جنگ کے حالات بیان کرو *

۵- ہمایوں کو کن حالات میں شکست ہوئی؟ اور کن وجوہات سے اس کو ملک چھوڑنا پڑا ؟

۶- شاہِ فارس سے ہمایوں کو کیا امداد ملی- اور کن شرائط پر ؟

۷۔ مغلوں نے ہندوستان دوبارہ کب اور کس طرح فتح کیا؟

فصل بست و یکم

شیر شاہ سوری اور اُس کے جانشین

۱۵۴۰ء سے لے کر ۱۵۵۵ء تک

شیر شاہ کی ابتدائی زندگی

شیر شاہ کا اصلی نام فرید خاں تھا۔ اس کا باپ حسن خاں سہسرام کا جاگیردار تھا۔ شیر شاہ اپنے باپ سے کسی بات پر ناراض ہوکر جون پور چلا آیا۔ اور وہیں صوبیدار کی فوج میں بھرتی ہوگیا۔ باپ کے مرنے کے بعد وہ گھر واپس آیا۔ اور اپنی موروثی جائداد اور جاگیر پر قابض ہؤا۔ لیکن وہاں اس کی طبیعت نہ لگی۔ اور جون پور میں آکر پھر وہ صوبیدار کے ہاں ملازم ہوگیا۔ جون پور کا صوبیدار بابر بادشاہ کا مددگار تھا۔ وہ ۱۵۲۸ء میں شیر خاں کو بابر کے دربار میں لے گیا۔ بابر نے اُسے قابل اور ہونہار دیکھ کر بہار میں ایک

اعلےٰ عہدے پر مقرر کر دیا۔ جب ہمایوں گجرات کی بغاوت فرو کرنے میں مشغول تھا۔ اُس وقت شیر خاں نے تمام بہار پر قبضہ کر لیا۔ اس نے ہمایوں کو دو دفعہ شکست دی تھی۔ ایک دفعہ بہار میں۔ اور دوسری دفعہ قنوج کے پاس۔ جب ہمایوں قنوج کی لڑائی میں شکست کھا کر ایران کو چلا گیا۔ تو شیر خاں شیر شاہ سوری کا لقب اختیار کر کے دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ مغلوں کی سلطنت ظاہرا مٹ گئی۔ اور خاندان سور کی سلطنت قائم ہوئی ٭

شیر شاہ سوری

شیر شاہ سوری نے تخت پر بیٹھے ہی پنجاب میں گکھڑوں کی بغاوت کو فرو کیا۔ اور موجودہ شہر جہلم کے پاس قلعہ رہتاس کی بنیاد ڈالی۔ جب اس سے فارغ ہو کر واپس آیا۔ تو بنگال کے حاکم نے بغاوت کر دی۔ شیر شاہ نے حاکم بنگال کو بھی مغلوب کیا۔ اور بنگال کو کئی ضلعوں میں تقسیم کر کے ہر ایک ضلع پر ایک ایک حاکم مقرر کر دیا۔ دوسرے سال اُس نے مالوہ فتح کیا۔ اور پھر اسّی ہزار فوج لے کر مارواڑ کے راجہ مالدیو پر جا چڑھا۔ راجہ کے پاس صرف پچاس ہزار فوج تھی۔ لیکن وہ اس قدر زبردست تھی۔ کہ شیر شاہ کو فکر پیدا ہؤا۔ ایسے ویران ریگستان میں جہاں کوسوں تک پانی ملنا دشوار تھا۔ جنگ کرنا

مشکل تھا۔ کچھ دیر تو وہ خاموش رہا۔ آخر اُس نے چال بازی سے کام لیا۔ راجہ مالدیو کو اس قسم کے خطوط لکھے۔ جن سے اُس کو اپنے سرداروں پر شبہ ہو گیا۔ اور اس نے فوراً پیچھے ہٹنے کا حکم دے دیا۔ جس سے راجپوتوں کو شکست نصیب ہوئی۔ اور شیر شاہ کامیاب ہوا۔ اور اس کے بعد اس نے میواڑ پر چڑھائی کر دی۔۔ لیکن وہاں کے راجہ نے اطاعت قبول کر لی۔ ۱۵۴۵ء میں اس نے کالنجر کے مشہور قلعہ کے فتح کا ارادہ کیا۔ اور قلعہ پر حملہ کر دیا۔ لیکن اس لڑائی میں اس کو گولی لگ گئی۔ جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ مگر اس حالت میں بھی وہ برابر مہم کی نگرانی کرتا رہا۔ اور مرنے سے پیشتر اُس نے قلعہ فتح ہونے کی خوشخبری سُن لی *

شیر شاہ سوری کا انتظام سلطنت *

شیر شاہ ہندوستان کے نامور بادشاہوں میں شمار ہوتا ہے۔ وہ جس قدر بہادر اور دلیر تھا۔ اتنا ہی منتظم تھا۔ یہ اُسی کی ہمّت تھی۔ کہ ایک ادنےٰ سپاہی کی حیثیت سے ترقی کرکے تمام ہندوستان کا شاہنشاہ بن گیا۔ یہ بادشاہ اپنی انصاف پسندی کے لئے بھی مشہور ہے۔ اس کے زمانے میں سزائیں سخت دی جاتی تھیں۔ بعض اوقات چوری اور رشوت کے جُرم میں سزائے موت بھی ہوتی تھی۔ زرعی زمین پر لگان کے قواعد قائم کرنا اسی بادشاہ کے حکم سے

ہؤا۔ راجہ ٹوڈر مل پہلے پہل اسی بادشاہ کا ملازم ہؤا تھا۔ لگان کے قواعد کے مطابق کل پیداوار کا ایک تہائی حصّہ سرکاری خزانے میں داخل ہوتا تھا۔ بادشاہ کا حکم تھا۔ کہ کسانوں سے کوئی نامناسب برتاؤ نہ ہو۔ ہر ایک گاؤں میں چودھری اور مکھیا مقرر تھے۔ جب گاؤں میں کوئی چوری وغیرہ ہوتی تھی۔ تو یہ لوگ اس کی سراغ رسانی کرتے تھے۔ اور اگر پتہ نہ لگتا تھا۔ تو ان کو خود اپنی گرہ سے چوری کا ہرجانہ ادا کرنا تھا۔ پولیس کا انتظام بھی نہایت اچھا تھا۔ جو مسلمان قرآن شریف کے احکام کی تعمیل نہ کرتے تھے۔ اُن کو سخت سزائیں دی جاتی تھیں ‪٭‬

شیر شاہ نے پُرانی سڑکوں کی مرمّت کرائی۔ اور بہت سی نئی سڑکیں بھی تعمیر کیں۔ ہر سڑک کے کنارے سایہ کے لئے درخت لگائے گئے تھے۔ اور کوس کوس کے فاصلے پر ایک سرائے۔ کوآں اور مسجد بنوائے گئے تھے۔ سفر کے لئے سڑکیں چوری چکاری یا ڈاکے سے محفوظ تھیں۔ اگر کوئی مسافر راستے میں مر جاتا تھا۔ تو اس کا مال و اسباب اس کے وارثوں کو پہنچا دیا جاتا تھا۔ شیر شاہ کی فوج بھی نہایت باقاعدہ تھی۔ وہ سپاہیوں سے مہربانی سے پیش آتا تھا۔ غریب سپاہیوں کو گھوڑے اور ہتھیار اپنے پاس سے دیتا تھا۔ اور ملازموں کو تنخواہ ٹھیک

وقت پر ملتی تھی - جب چھاؤنی سے فوج باہر جاتی تھی - تو حکم تھا - کہ کھیتوں کو نقصان نہ پہنچے - اگر کسی کاشتکار کا کچھ نقصان ہو جاتا تھا - تو سرکار کی جانب سے اُس کو معاوضہ دے دیا جاتا تھا ؛

شیر شاہ دیندار اور رحمدل بادشاہ تھا - لُولے - اندھے - لاوارث اور بیمار آدمیوں سے ہمیشہ مہربانی کرتا تھا - بھوکوں کو مفت کھانا تقسیم کراتا تھا - مدرسوں - مسجدوں کے لئے خیرات دی جاتی تھی - اور اُستادوں اور طالب علموں کے لئے تنخواہیں اور وظیفے مقرر تھے - وہ علم دوست تھا - اور اُس کے دربار میں علماء کی بہت قدر ہوتی تھی - لیکن اس کی حکومت صرف پانچ برس رہی - ۱۵۴۵ء میں اس کی وفات کے بعد سوری خاندان میں کوئی قابل شخص نہ تھا - جو سلطنت بدستور قائم رکھ سکتا - شیر شاہ کا بڑا بیٹا عادل خاں تو سلطنت کرنے کے بالکل ناقابل تھا - اس لئے سرداروں نے شیر شاہ کے دوسرے بیٹے جلال خاں کو تخت پر بٹھا دیا - جو سلیم شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا ؛

سلیم شاہ

سلیم شاہ نے اپنے بڑے بھائی عادل خاں کو بیانہ کے قریب ایک جاگیر دی - لیکن کچھ عرصہ کے بعد دونوں بھائیوں میں تکرار ہو گئی - جب ایک سردار خواص خاں نے بغاوت کی - تو عادل خاں بہار کی طرف چلا گیا - بغاوت فرو

ہوئی۔ اور اُن تمام سرداروں کو جنہوں نے اس میں حصّہ لیا تھا۔ سخت سزائیں دی گئیں۔ سلیم شاہ بھی اپنے باپ کی طرح ایک لائق بادشاہ تھا۔ اس نے انتظام سلطنت کے لئے قواعد مقرر کئے۔ جن کے مطابق سرکاری ملازموں کو کام کرنا پڑتا تھا۔ سلیم شاہ نے ۱۵۴۵ء سے ۱۵۵۳ء تک آٹھ سال سلطنت کی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا فیروز تخت پر بیٹھا۔ لیکن وہ صرف تین روز کے بعد ہی اپنے چچا محمد خاں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور محمد خاں عادل شاہ کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔

عادل شاہ

عادل شاہ نہایت بدچلن تھا۔ اور کمینہ آدمیوں سے صحبت رکھتا تھا۔ انتظامِ سلطنت اس نے ہیمو نامی ایک بھارگو قوم کے ہندو کے سپرد کر رکھا تھا۔ ہیمو اگرچہ معمولی خاندان کا آدمی تھا۔ لیکن بہت بہادر اور قابل شخص تھا۔ اس نے سلطنت کا کام بڑی عقلمندی سے نباہا۔ لیکن عادل شاہ نے تمام شاہی خزانہ عیاشی میں برباد کر دیا۔ اور جب اُس کے پاس کچھ نہ رہا۔ تو اُس نے سرداروں کی جاگیریں ضبط کرنی شروع کر دیں۔ اس پر تمام سردار باغی ہو گئے۔ عادل شاہ فوج لے کر بغاوت فرو کرنے چلا۔ لیکن ابراہیم سوری نے موقع غنیمت سمجھ کر دہلی اور آگرے پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے ایک اَور

رشتہ دار سکندر سوری نے پنجاب دبا لیا۔ عادل شاہ کو مجبوراً مشرقی ممالک کی طرف بھاگنا پڑا۔ اس کے بعد سکندر سوری نے ابراہیم پر حملہ کر دیا۔ اور اُسے شکست دے کر بیانہ تک بھگا دیا۔ اور اُس کا تعاقب کیا۔ اس کے بعد ہیموں کو بنگالہ کی طرف جانا پڑا۔ اور وہاں سے ہٹ کر اس نے دہلی اور آگرہ دونوں پر قبضہ کر لیا۔ ایسی حالت میں ایک بیرونی حملہ آور کو ہندوستان پر حملہ کرنا نہایت آسان تھا۔ چنانچہ ہمایوں نے حملہ کر کے ۱۵۵۵ء میں اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کو پھر واپس لے لیا۔

خلاصہ فصل بست و یکم

۱۔ شیر شاہ کی ابتدائی زندگی۔ شیر شاہ کا اصل نام فرید خاں تھا۔ وہ حسن خاں جاگیردار سہسرام کا بیٹا تھا۔ اس نے صوبیدار جون پور کے ہاں ملازمت اختیار کر لی تھی۔ بابر اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا۔ اور اس نے اس کو ۱۵۲۹ء میں ایک اعلےٰ عہدے پر مقرر کر دیا تھا۔ اس نے ہمایوں کو دو دفعہ شکست دی تھی۔ ایک دفعہ بہار میں اور دوسری دفعہ ۱۵۴۰ء میں قنوج کے نزدیک۔ اس لڑائی کے بعد شیر شاہ دہلی اور آگرے کے تخت پر قابض ہو گیا۔

۲-شیر شاہ سوری ۱۵۴۰ء سے ۱۵۴۵ء تک۔
اس نے اپنے عہد کے شروع میں پنجاب میں گکھڑوں کی بغاوت فرو کی۔اس کے بعد جہلم کے پاس اس نے قلعہ رہتاس تعمیر کیا۔تب اس کے بعد اس نے راجہ مالدیو والیٔ مارواڑ کے خلاف چڑھائی کی۔اور راجہ نے اطاعت قبول کی۔۱۵۴۵ء میں اس نے کالنجر پر حملہ کیا۔قلعہ تو فتح ہؤا۔لیکن شیر شاہ خود مارا گیا۔

۳-شیر شاہ سوری کا انتظام سلطنت۔ وہ جرائم کے لئے سخت سزائیں دیتا تھا۔مالیۂ زمین کی تشخیص کے لئے اس نے قواعد بنائے۔کل پیداوار کا تیسرا حصّہ سرکار کا مالیہ مقرر ہؤا۔وارداتوں اور مجرموں کی کھوج کے لئے اس نے مقامی دیہاتی افسروں کو ذمّہ وار ٹھیرایا۔اگر وہ اپنی ذمّہ واری کی ادائیگی میں کامیاب نہ ہوتے تھے۔تو تمام نقصان اُن کو اپنی گرہ سے دینا پڑتا تھا۔اُن مسلمانوں کو جو شرع محمدی کی پابندی نہیں کرتے تھے۔سزائیں دی جاتی تھیں۔اس نے پُرانی سڑکوں کی مرمّت کروائی۔اور نئی سڑکیں تعمیر کیں۔سڑکوں کے کنارے سایہ دار درخت لگائے گئے۔سرائیں۔کوئیں اور مساجد تعمیر کرائی گئیں۔اگر ان سڑکوں کے کنارے پر کسی مسافر کا انتقال ہوجاتا۔تو اس کا مال و اسباب اُس کے وارثوں کو پہنچایا

جاتا تھا۔ اس کے پاس ایک زبردست فوج تھی۔ اور اگر فوجی قواعد کے دوران میں کاشتکاروں کا نقصان ہو جاتا۔ تو اُن کو معاوضہ دلایا جاتا تھا ؀

۴۔ **شیر شاہ کی خصلت**۔ شیر شاہ ایک رحمدل اور خدا پرست شخص تھا۔ وہ مدرسوں اور مسجدوں کو باقاعدہ زر امداد دیا کرتا تھا۔ وہ عالموں کی عزّت کرتا تھا۔ وہ بہادر تھا۔ اور نہایت لائق منتظم شخص تھا ؀

۵۔ سلیم شاہ ۱۵۴۵ء سے ۱۵۵۳ء تک۔

شیر شاہ کے بعد اُس کا بیٹا سلیم شاہ تخت نشین ہؤا۔ وہ بھی اپنے باپ کی طرح ایک لائق منتظم تھا ؀

۶۔ عادل شاہ ۱۵۵۳ء سے ۱۵۵۵ء تک۔

سلیم شاہ کے بعد اس کا بیٹا فیروز تخت پر بیٹھا۔ لیکن اس کو اُس کے چچا محمد خاں نے بہت جلد قتل کر دیا۔ وہ عادل شاہ کا لقب اختیار کرکے تخت پر بیٹھا۔ اس بادشاہ کا چال چلن نہایت ردّی تھا۔ اس نے سلطنت کی تمام دولت عیاشی میں برباد کر دی۔ اس نے سلطنت کا تمام انتظام ایک ہندو افسر ہیمو کے سپرد کر رکھا تھا۔ یہ ذات کا بھارگو تھا۔ جب شاہی خزانے کی دولت ختم ہو گئی۔ تو اس نے سرداروں اور سرکاری افسروں کی جاگیریں ضبط کرنی شروع کیں۔ اس پر تمام

سردار بادشاہ کے برخلاف باغی ہو گئے۔ ملک میں اب ایک طرح سے خانہ جنگی تھی۔ ابراہیم سوری نے دہلی اور آگرے پر قبضہ کر لیا۔ اور سکندر سوری پنجاب دبا بیٹھا۔ ہیمو نے ابراہیم کو دہلی اور آگرے سے ابھی نکالا ہی تھا۔ کہ کابل کی جانب سے ہمایوں نے ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ اور اپنی کھوئی ہوئی سلطنت دوبارہ حاصل کر لی *

سوالات

۱۔ شیر شاہ سوری کی ابتدائی زندگی کے حالات بیان کرو *

۲۔ شیر شاہ سوری کی فتوحات بیان کرو *

۳۔ شیر شاہ سوری کے انتظام سلطنت پر ایک نوٹ لکھو *

۴۔ شیر شاہ سوری کی خصلت بیان کرو *

۵۔ سلیم شاہ کے عہد کے حالات بیان کرو *

۶۔ عادل شاہ کے عہد کے حالات بیان کرو۔ اور بتاؤ۔ کہ کن حالات میں ہمایوں نے ہندوستان دوبارہ فتح کیا ؟

۷۔ شیر شاہ سوری کے عہد پر ایک مختصر نوٹ لکھو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۱) *

۸۔ شیر شاہ سوری کی زندگی کے حالات پر ایک نوٹ لکھو۔ اور ہمایوں کے ساتھ اس کی جدوجہد بیان

کرو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۴ - ۱۹۲۷)

۹ - بیان کرو۔ کہ لیاقت اور انتظام سلطنت میں شیر شاہ سوری اکبر کا کس طرح سے ایک پیش رو تھا۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۳۱)

۱۰ - ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں میں تم شیر شاہ سوری کو کیا درجہ دوگے؟ اپنے جواب کے لئے وجوہات دو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۳۳)

فصل بست و دوم

اکبر اعظم کی فتوحات

۱۵۵۶ء سے لے کر ۱۶۰۵ء تک

اکبر کی تخت نشینی

جب ہمایوں نے وفات پائی۔ تو اس کا سب سے بڑا لڑکا اکبر چودہ سال کا تھا۔ اس وقت وہ اور اس کا اتالیق بیرم خاں دونوں پنجاب میں تھے۔ اور سکندر سوری کے تعاقب میں فوج لے کر جا رہے تھے۔ اکبر کو اپنے باپ کی وفات کا علم کلانور میں جو موجودہ گورداسپور کے ضلع میں ہے۔ ہؤا۔ بیرام خاں نے

کلانور ہی سے اکبر کی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔
لیکن تخت نشینی کے وقت اکبر ایک طرح سے بغیر
ملک کے بادشاہ تھا۔ دہلی اور آگرے پر قبضہ کرکے
ہیموں شمال کی جانب بڑھ رہا تھا۔ پورب کا علاقہ
عادل شاہ سوری کے پاس تھا۔ اور پنجاب میں ابھی
سکندر سوری کا زور تھا۔ ایسے حالات میں کئی صلاح
کاروں نے اکبر کو یہ مشورہ دیا۔ کہ کابل واپس چلا
جانا چاہیئے۔ اور بعد ازاں اگر حالات نے مدد کی۔ تو
ہندوستان کی فتح کا کام پھر ہاتھ میں لینا چاہیئے۔
بیرام خاں اس رائے سے متفق نہ تھا۔ اس کا یہ
خیال تھا۔ کہ اگر اس وقت ہندوستان چھوڑ دیا۔
تو ملک ہمیشہ کے لئے ہاتھوں سے جاتا رہیگا۔ اکبر
اپنے اتالیق بیرام خاں سے متفق تھا۔ چنانچہ اس نے
ہیموں کے برخلاف بڑھنے کا حکم دیا ⁂

پانی پت کی دوسری لڑائی

ہیموں جس نے اس وقت بکرماجیت
کا لقب اختیار کرکے ہندوستان کے
تخت کا مالک ہونے کا اعلان کر دیا
تھا۔ پندرہ ہزار ہاتھی اور کثیر التعداد فوج لے کر
دہلی سے جانب شمال روانہ ہوا۔ لیکن لڑائی کے
شروع ہی میں اس نے اپنا توپ خانہ کھو دیا۔
توپ خانہ آگے آگے آ رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ
فوج کافی نہ تھی۔ راستے میں اکبر کی فوج کے ایک
دستے سے جو آگے آ رہا تھا۔ مٹھ بھیڑ ہو گئی۔

توپ خانہ اکبر کی فوج کے ہاتھ آ گیا۔ہیموں کو اپنے جنگی ہاتھیوں پر بہت ناز تھا۔اس نے دشمن پر ان ہاتھیوں سے حملہ کر دیا۔ لیکن دوسری جانب سے تیروں کی بوچھاڑ ہوئی۔ایک تیر ہمایوں کی آنکھ میں لگا۔اور وہ بیہوش ہو گیا۔ اور یہی مناسب سمجھا گیا۔ کہ اس کو ہاتھی سے اُتار لیا جائے۔ ہیموں کو ہاتھی پر سوار نہ دیکھ کر اس کی فوج بے حوصلہ ہو گئی۔اور وہ بھاگ اُٹھی۔ ہیموں گرفتار ہو کر اکبر کے سامنے لایا گیا۔ بیرام خاں نے اکبر سے کہا۔کہ اس کو قتل کر کے غازی کا مرتبہ حاصل کیجئے۔لیکن بعض مورّخ کہتے ہیں۔کہ اُس نے انکار کیا اور کہا۔ کہ زخمی اور گرفتار شدہ دشمن پر ہاتھ اُٹھانا اصول جوانمردی کے خلاف ہے۔تب بیرام خاں نے اپنے ہاتھ سے اس کا سر قلم کر دیا ؂

اکبر اور بیرام خاں

اس لڑائی کے بعد دہلی اور آگرہ پھر اکبر کے قبضے میں آ گئے۔اور بیرام خاں کا رُتبہ اَور بھی بڑھ گیا۔ چونکہ بیرام خاں کی ہی مدد سے اکبر نے اپنے دادا کی پیدا کردہ سلطنت دوبارہ حاصل کی تھی۔اس لئے سلطنت کا تمام کام بیرام خاں کے سپرد ہُوا۔ لیکن اس نے سرداروں اور دیگر امرا پر ظلم کرنے شروع کر دئے۔جس سے امرا میں سخت بدظنی پھیل گئی۔آخر تمام اراکین نے اکبر کو یہ مشورہ دیا۔کہ

انتظامِ سلطنت وہ خود اپنے ہاتھ میں لے۔ ایک دن ۱۵۶۰ء میں چپکے سے اکبر شکار کے بہانے آگرہ سے نکل پڑا۔ اور دہلی میں پہنچا۔ وہاں سے اُس نے اعلان کر دیا۔ کہ آج سے تمام نظامِ سلطنت میرے ہاتھ میں ہے۔ یہ سُن کر بہرام خاں نے سرکشی اختیار کی۔ مگر مغلوب ہو کر اکبر کے سامنے لایا گیا۔ اکبر نے اس لحاظ سے کہ اس نے سلطنت کی بہت خدمات کی تھیں۔ معاف کر دیا۔ اور اُسے مکّہ شریف جانے کا مشورہ دیا۔ لیکن جبکہ وہ حج کے لئے جا رہا تھا۔ راستے میں گجرات میں ایک افغان نے جس کے باپ کو اس نے قتل کروا دیا تھا۔ خنجر سے اس کا کام تمام کر دیا ॥

جب اکبر نے نظامِ سلطنت اپنے ہاتھ میں لیا۔ اُس وقت سلطنت کی حالت بہت نازک تھی۔ اس کے سامنے تین مسئلے حل طلب موجود تھے۔ اوّل اُمرا اور سرداروں میں اپنا دبدبہ قائم کرنا۔ دوئم کھوئے ہوئے علاقوں کو فتح کرنا اور سوئم نظامِ سلطنت کو درست کرنا ॥

امرا اور سرداروں کی سرکشی اور اکبر کی فتح

پانی پت کی لڑائی کے بعد بیرام خاں نے سوری خاندان کے تمام تخت کے دعویداروں کو شکست دے کر اجمیر۔ گوالیار اور جون پور پر قبضہ کر لیا تھا۔ جن

خدمات کے صلے میں بیرام خاں کو خان خاناں کا خطاب ملا تھا۔ جب بیرام خاں سرکش ہوکر مغلوب ہوًا۔ انہی ایّام میں عادل شاہ سوری کے بیٹے شیر شاہ ثانی نے جون پور پر چڑھائی کر دی تھی۔ لیکن اکبر کے صوبیدار خان زمان نے اس کو شکست دی۔ خان زمان نے یہ سمجھ کر کہ اکبر نو عمر ہے۔ خود مختاری کی کوشش کی۔ جب اکبر کو یہ خبر ملی۔ تو وہ فوراً خود فوج لے کر جون پور کی طرف بڑھا۔ مگر اس کے پہنچتے ہی خان زمان نے اطاعت قبول کر لی۔ وہاں پر خبر موصول ہوئی۔ کہ باز بہادر والئے مالوہ و گجرات نے سرکشی اختیار کی ہے۔ اکبر نے ادھم خاں کو مالوے کی جانب روانہ کیا۔ اُس نے بھی مالوے میں لُوٹ کا سارا مال خود ہضم کرکے خود مختار ہونے کی کوشش کی۔ لیکن اکبر فوراً ہی ایک بڑی فوج لے کر مالوے جا پہنچا۔ ادھم خاں نے بادشاہ کو موجود دیکھ کر معافی چاہی۔ اکبر نے اس کا قصور معاف کر دیا۔ لیکن آئندہ اُس کو کسی صوبے کا پھر دوبارہ حاکم نہ بنایا۔ اس کے کچھ دن بعد ادھم خاں نے بادشاہ کے ایک مشیر کو جب کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ قتل کر ڈالا۔ بادشاہ کو سخت غصّہ آیا۔ اور اس نے اس کو قلعہ کی دیوار سے گرا کر مروا ڈالا۔ اس کے بعد کڑا کے حاکم نے بھی سرکشی اختیار کی۔ لیکن وہ بھی مغلوب ہوًا۔

ان مختلف بغاوتوں اور سرکشیوں سے بادشاہ کے دل پر گہرا اثر ہؤا۔ اور وہ اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ محض پٹھان اور مغل سرداروں پر ہی انحصار نہیں رکھنا چاہیے۔ بلکہ ان کے مقابلے میں کسی اور قوم کے سرداروں کی بھی مدد حاصل کرنی لازمی ہے *

اکبر اور راجپوت

مغل اور پٹھان سرداروں کی روز کی بغاوت اور سرکشی سے تنگ آکر اور یہ خیال کرکے کہ ہندوستان میں ہندوؤں کی آبادی مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہے۔ اکبر نے یہ ضروری سمجھا۔ کہ وہ ہندوؤں کو بھی وفادار رعایا بنا لے۔ چنانچہ اس خیال کو مدِّ نظر رکھ کر اُس نے یہ کوشش کی۔ کہ راجپوت راجاؤں کو مطیع کرکے اپنے ساتھ گانٹھ لے۔ نظامِ سلطنت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اکبر نے راجپوتوں سے میل جول کرنا شروع کیا۔ اس نے ۱۵۶۲ء میں امبر یعنی موجودہ جے پور ریاست کے راجہ بہاری مل کی لڑکی سے شادی کر لی۔ بہاری مل کے بیٹے بھگوانداس اور اُس کے پوتے راجہ مان سنگھ کو اس نے بڑے بڑے عہدے دئے۔ اور یہ لوگ مرتے دم تک اکبر کے وفادار رہے۔ جے پور کی دیکھا دیکھی دوسرے ہندو راجاؤں نے اطاعت قبول کر لی۔ اکبر راجپوت راجاؤں سے ہمیشہ نرمی سے پیش آتا تھا۔ ان کو

خوش کرنے کے لئے اُس نے ۱۵۶۳ء میں حکم دے
دیا۔ کہ ہندو یاتریوں سے ٹیکس وصول نہ کیا جائے۔
اس وقت ہندوؤں سے جزیہ وصول کیا جاتا تھا۔
جزیہ ایک قسم کا ٹیکس تھا۔ جو ہر ایک ہندو فرد
بشر سے وصول کیا جاتا تھا۔ ۱۵۶۴ء میں اکبر نے
یہ ٹیکس لینا موقوف کر دیا ٭

میواڑ پر حملہ

۱۵۶۴ء سے پہلے اکبر شمالی
ہند کو فتح کر ہی چکا تھا۔ لیکن
اب وہ راجپوتانے کی مختلف ریاستوں کی طرف
متوجہ ہُوا۔ راجپوتانے کی مختلف ریاستوں کو مطیع اور
معاون بنا کر اکبر نے چتوڑ پر چڑھائی کی۔ اس وقت
چتوڑ کا راجہ سنگرام سنگھ کا بیٹا اودے سنگھ تھا۔
وہ اپنے باپ کی طرح بہادر اور طاقتور تو نہ تھا۔
لیکن اس نے اَور راجپوت راجاؤں کی طرح بادشاہ
کو بیٹی دینے سے انکار کر دیا۔ اکبر ایک بھاری فوج
لے کر چتوڑ پر چڑھ آیا۔ شاہی فوج کو آتا دیکھ کر
اودے سنگھ اراولی کی پہاڑیوں میں چلا گیا۔ اور
جاتے وقت چتوڑ کا قلعہ ایک راجپوت سردار جیمل
کے سپرد کر گیا۔ اکبر نے ۱۵۶۷ء میں چتوڑ کا محاصرہ
کر لیا۔ قلعے کے لوگ چار ماہ تک محصور رہے۔
اکبر برابر ڈیرے ڈالے چتوڑ کے ارد گرد پڑا رہا۔
آخر اکبر کی گولی سے جیمل مارا گیا۔ قلعے کے سپاہیوں
نے جب دیکھا۔ کہ اُن کا سردار مارا گیا ہے۔ تو

اُن کی عورتیں اور لڑکیاں چتا میں بیٹھ کر بھسم ہوگئیں۔اور راجپوت سپاہی خود تلواریں سوت کر قلعے کے باہر نکل آئے۔ایک ایک سپاہی جان توڑ کر لڑا۔سب کٹ کٹ کر مر گئے۔اور چتوڑ کا مشہور قلعہ اکبر کے ہاتھ آیا۔اس کے بعد اودے سنگھ اور اس کی اولاد نے چتوڑ کی جگہ اودے پور ایک نئے شہر کو آباد کرکے اپنی راجدھانی مقرر کر لیا۔چتوڑ کی فتح کے بعد اکبر نے رنتھمبور کا قلعہ فتح کیا۔اور اس کے بعد بندھیل کھنڈ میں کالنجر کا قلعہ بھی سر کر لیا۔تمام راجپوت راجے مطیع ہوگئے۔مگر رانا اودے سنگھ اپنی ساری عمر اکبر کے خلاف لڑتا رہا ٭

گجرات کی فتح

راجپوتانے کی فتح سے فارغ ہوکر اکبر کا دوسرا بڑا جنگی کارنامہ فتح گجرات تھی۔گجرات سنہ ١٣٩٨ء میں سلطنت دہلی سے خود مختار ہؤا تھا۔سنہ ١٥٣٥ء میں ہمایوں نے اس پر محض عارضی قبضہ کیا تھا۔لیکن اکبر نے اس صوبے کو بغیر کسی لڑائی کے اپنی سلطنت میں ملا لیا۔جب اس نے گجرات پر حملہ کیا تھا۔تو اس علاقے کا بادشاہ مظفر شاہ بھاگ ایک کھیت میں چھپ گیا تھا۔لیکن جب وہ گرفتار ہوکر اکبر کے سامنے لایا گیا۔تو بادشاہ اس سے نرمی سے پیش آیا۔اور اس کو پنشن دے کر اپنی نگرانی میں رکھ لیا۔

سنہ ۱۵۷۳ء کے شروع میں اس نے سورت کو فتح کرلیا۔ اور یہاں پر اس کی پُرتگالیوں سے پہلی مرتبہ ملاقات ہوئی ؀

فتح بنگال ہم پچھلے باب میں ذکر کر آئے ہیں۔ کہ بنگال سنہ ۱۳۳۸ء میں تغلق سلطنت سے علیحدہ ہوکر خود مختار ہوگیا تھا۔ لیکن اس علاقے کے سلیمان نامی ایک بادشاہ نے اکبر کی اطاعت قبول کرلی تھی۔ لیکن جب وہ سنہ ۱۵۷۲ء میں فوت ہؤا۔ تو اُس کا بیٹا داؤد خاں بنگال کے تخت پر بیٹھا۔ اُس نے اکبر کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ گجرات کی فتح سے فراغت پاکر اکبر نے بنگال کی طرف توجہ کی۔ سنہ ۱۵۷۴ء میں خود پٹنہ پہنچا۔ اور داؤد خاں کو شکست دے کر پٹنہ پر قابض ہوگیا۔ داؤد خاں اوڑیسہ کی طرف بھاگ گیا۔ اور سنہ ۱۵۷۵ء میں اکبر فتح پور سیکری واپس آیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد داؤد خاں نے پھر سر اُٹھایا۔ سنہ ۱۵۷۶ء میں وہ اکبر کے افسروں کے ہاتھ سے گرفتار ہوکر مارا گیا۔ اور بنگال سلطنتِ مغلیہ میں شامل ہؤا ؀

رانا پرتاب لیکن ابھی بنگال میں اکبر کی فوج مشغول ہی تھی۔ کہ راجپوتانے میں رانا اودے سنگھ کے بیٹے رانا پرتاب نے سر اُٹھایا۔ سنہ ۱۵۷۶ء میں راجہ مان سنگھ کو حکم ہؤا۔ کہ مقابلے
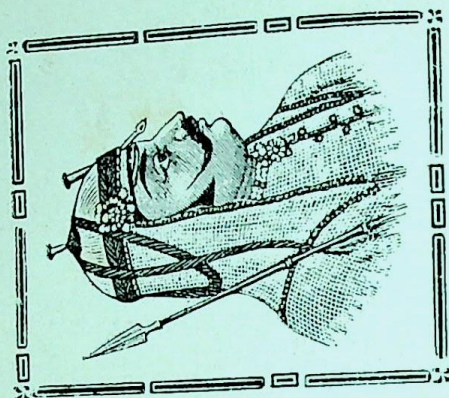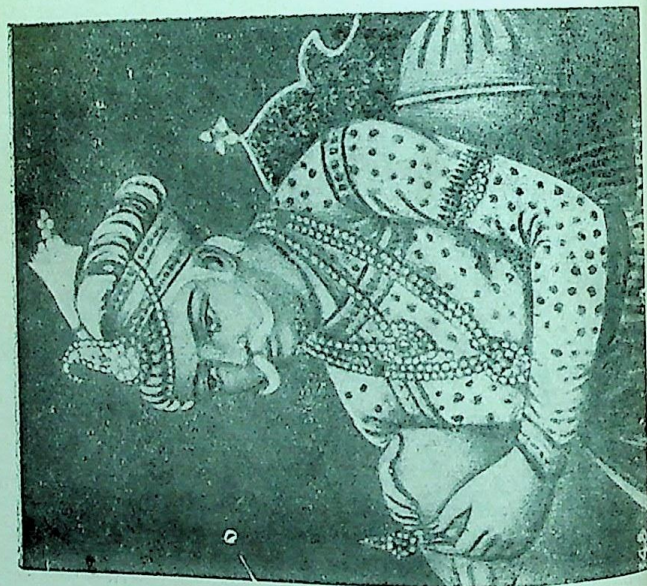
رانا پرتاپ

پر جائے۔ چنانچہ اُس نے رانا پرتاب کو ہلدی گھاٹ کے مقام پر نہایت خونریز لڑائی کے بعد شکست دی۔ لیکن میواڑ کی ریاست کا علاقہ مکمل طور پر فتح نہ ہو سکا۔ رانا پرتاب برابر لڑتا رہا۔ اور اکبر کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے اس نے ریاست کا بہت سا علاقہ واپس بھی لے لیا۔

افغانستان۔ کشمیر اور سندھ

بنگال کی فتح کے بعد اکبر تمام ہندوستان کا مالک بن چکا تھا۔ اور بے شمار شورش پسند اور خود سر ہندو راجے اور افغان سردار اس کے مطیع ہو چکے تھے۔ ۱۵۸۵ء میں اکبر کا چھوٹا بھائی حکیم مرزا جو کابل میں حاکم تھا۔ فوت ہؤا۔ اس پر کابل اکبر کی سلطنت میں شامل ہؤا۔ اس کے بعد کشمیر جو شروع سے دہلی کی سلطنت سے آزاد اور خود مختار تھا۔ ۱۵۸۶ء میں فتح ہو کر صوبۂ کابل میں شامل کیا گیا۔ ۱۵۹۱ء میں سندھ بھی فتح ہو گیا۔ اور ۱۵۹۵ء میں قندھار بھی ایرانیوں سے لے لیا گیا۔

خاندیس اور احمد نگر

۱۵۹۱ء میں خاندیس کا حاکم اکبر کا باجگزار بنا۔ اور ۱۶۰۱ء میں اکبر نے اس علاقے کے مشہور قلعہ اسیر گڑھ کو فتح کیا۔ شمالی ہند کی فتح سے فراغت پا کر اکبر دکن کی ریاستوں کی طرف متوجّہ ہؤا۔ دکن میں سب سے شمالی ریاستیں خاندیس اور احمد نگر تھیں۔

احمد نگر کی ریاست میں اس وقت امرا اور سرداروں میں خوب دھڑا بندی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ اکبر کو اس ریاست پر حملہ کرنے کی دعوت ملی۔ ۱۵۹۵ء میں اکبر نے اپنے دوسرے بیٹے مراد کو احمد نگر کے محاصرے کے لئے بھیجا۔ لیکن فوج کے سپہ سالار عبد الرحیم خان خاناں پسر بیرام خاں کی شہزادہ مراد سے اَن بَن تھی۔ اس لئے حملے میں ان کو کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ احمد نگر کی عنانِ حکومت ان دنوں چاند بی بی کے ہاتھ میں تھی۔ وہ محصورین کی خوب حوصلہ افزائی کرتی رہی۔ ایک دفعہ جب کہ اکبر کی فوج نے قلعے کی دیوار میں توپ کے گولوں سے شگاف کر دیا تھا۔ تو چاند بی بی خود زرہ بکتر پہن کر تلوار ہاتھ میں لے کر جھٹ شگاف کے پاس آ موجود ہوئی۔ اور شگاف فوراً بند کر دیا گیا۔ شہزادہ مراد کو ناکام واپس ہونا پڑا۔ لیکن ۱۶۰۰ء میں احمد نگر کے چند ایک امرا نے چاند بی بی کو قتل کر دیا۔ اور اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد اکبر کے سب سے چھوٹے بیٹے شہزادہ دانیال نے احمد نگر پر چڑھائی کر دی۔ احمد نگر کے بادشاہ کو شکست ہوئی۔ اور برار کا صوبہ احمد نگر سے نکل کر سلطنت مغلیہ میں شامل ہؤا۔ اس فتح کے بعد اکبر کی فتوحات کا سلسلہ ختم ہؤا۔ کیونکہ اس واقعہ کے چار سال بعد یعنی ۱۶۰۵ء میں وہ ۴۹ سال حکومت کر کے فوت ہؤا۔

اکبر اعظم کا انتظام سلطنت

اکبر کا ہندوؤں کے ساتھ برتاؤ

معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۱۵۶۲ء میں اکبر کی جے پور کی راجکماری سے شادی کا ہندوستان کی تواریخ پر بہت گہرا اثر ہؤا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا۔ کہ جے پور کماری نے بادشاہ کے دل کو ہندوؤں کی طرف بہت زیادہ مائل کر دیا۔ ہم اوپر دیکھ آئے ہیں۔ کہ اس شادی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ۱۵۶۳ء میں ہندو تیرتھ یاتریوں سے ٹیکس لینا بند ہؤا۔ اور ۱۵۶۴ء میں جزیہ بھی موقوف ہؤا۔ اکبر نے اپنی رعایا کو مذہبی معاملات میں کافی آزادی دے رکھی تھی۔ اس نے ہندوؤں کو بڑے بڑے عہدے عطا کئے۔ راجہ بھگوان داس اور مان سنگھ اور ٹوڈر مل اس کے مشہور جرنیل تھے۔ مان سنگھ تو کابل کا صوبیدار بھی مقرر ہؤا۔ غرضیکہ سلطنت میں کوئی ایسا اعلےٰ سے اعلےٰ عہدہ نہ تھا۔ جو اس کے عہد میں ہندو حاصل نہ کر سکتے تھے۔ اکبر کو ہندو امرا پر پورا پورا بھروسہ تھا۔ اس نے ہندوؤں میں ستی کی رسم اور بچپن کی شادی دونوں کو بند کرنے کی بہت کوشش کی تھی۔ اکبر کی ہندوؤں سے مذہبی معاملات میں فراخ دلی کی پالیسی کا یہ

نتیجہ ہوا۔ کہ اس کے عہد میں ہندو اپنے مذہبی معاملات میں زیادہ دلچسپی لینے لگے۔ گوسائیں تلسی داس نے اکبر کے ہی عہد میں ویشنو دھرم کی تعلیم دی تھی۔ وہ رام اپاسک تھا۔ اور وہ رام کو وشنو کا اوتار مانتا تھا۔ ۸۴ھ۱۵ء میں اس نے ہندی زبان میں رامائن لکھ کر تکمیل کی۔ یہ کتاب آج کل تمام شمالی ہندوستان میں ہر دل عزیز ہے۔ اور ہندوؤں میں بچّہ بچہ اس کتاب سے واقف ہے۔ اس کتاب سے ویشنو دھرم کو بہت ترقی ہوئی۔ اکبر کے عہد تک پنجاب میں ہندوؤں کا دھرم پرچار قریب قریب بالکل بند تھا۔ گورو گورکھ ناتھ اور بعد ازاں ہمایوں کے عہد میں گورو نانک نے بلا شبہ پنجاب میں تھوڑا بہت دھرم پرچار کیا تھا۔ لیکن اس کا آبادی پر کوئی خاص اثر نہ ہو سکا تھا۔ لیکن اکبر کے عہد میں گورو ارجن دیو نے پنجاب میں سکھ دھرم کو مضبوط بنیادوں پر رکھ دیا۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسی بادشاہ کے عہد میں بیراگیوں۔ اُداسیوں اور سنیاسیوں نے بھی پنجاب میں آکر اپنے اپنے دھرم کا پرچار شروع کر دیا۔ اور جگہ بہ جگہ مٹھ اور مندر تعمیر ہو گئے ؞

اکبر کا دینِ الٰہی

جے پور کماری نے اکبر کا دل ہندوؤں کی طرف مائل تو کر ہی دیا تھا۔ لیکن ۱۵۶۶ء میں جب شیخ مبارک اور اس

کے بیٹے ابوالفضل اور فیضی اکبر کے دربار میں آئے۔
تو اُن کے صوفیانہ خیالات نے بادشاہ کے دل پر
ایسا اثر کیا۔ کہ اُس نے شریعتِ اسلام سے مُنہ
پھیر لیا۔ ۱۵۷۹ء میں اکبر نے اعلان کر دیا۔ کہ
دینی معاملات میں بھی بادشاہ کا حکم قابل پابندی
ہوگا۔ ۱۵۸۲ء میں اُس نے ایک نیا مذہب جاری
کیا۔ جس کا نام دینِ الٰہی رکھا۔ اس مذہب میں
بہت سے مذہبوں کی اچھی اچھی باتیں جو اس کو
پسند آئیں۔ رکھی گئیں۔ اس دینِ الٰہی کے خاص
اُصول یہ تھے۔ کہ خدا ایک ہے۔ اور بادشاہِ وقت
اُس کا خلیفہ یا نائب ہے۔ صبح خواب سے بیدار
ہوتے ہی اکبر سورج کی پرستش کرتا تھا۔ اور آگ
چاند اور ستاروں کو قدرت کا ظاہری جلوہ سمجھتا
تھا۔ وہ کبھی کبھی اپنی پیشانی پر تلک لگا کر گلے
میں مالا بھی پہن لیتا تھا۔ محل میں ہندو رانیوں
کے لئے مندر بنے ہوئے تھے۔ جن میں ہر روز
دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی۔ دینِ الٰہی کا ایک یہ
بھی اصول تھا۔ کہ اس مذہب کا پیرو بادشاہ کی
پوری اطاعت کرے۔ اور تن من اور دھن سے
اس کی خدمت کرے۔ یہ مذہب لوگوں میں زیادہ
مقبول نہ ہوا۔ اور اکبر کی وفات کے بعد تو بالکل
معدوم ہوگیا۔

دربار اکبری کے نو رتن | اکبر کے دربار میں اس زمانے

کے بڑے بڑے عالم اور فاضل موجود تھے۔ بعض بعض امرا پر بادشاہ کی خاص عنایت تھی۔ ابوالفضل اور فیضی دونوں بھائیوں پر شاہنشاہ خاص نظر عنایت رکھتا تھا۔ ابوالفضل نے آئین اکبری اور اکبر نامہ دو مشہور کتابیں لکھی تھیں۔ جن میں اکبر کی سلطنت کے پورے پورے حالات درج ہیں۔ فیضی نے جو سنسکرت کا بڑا عالم تھا۔ مہابھارت۔ رامائن۔ بھگوت گیتا وغیرہ سنسکرت کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ مُلا دو پیازہ۔ راجہ بیربل اور تان سین بھی اکبر کے نو رتنوں میں سے تھے۔ راجہ ٹوڈر مل بادشاہ کا مشیر مال تھا۔ بادشاہ ان سب کی بڑی قدر کرتا تھا۔ اور ان کو ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتا تھا ۔

سلطنت کی صوبوں میں تقسیم

اکبر نے تمام سلطنت کو پندرہ صوبوں میں تقسیم کیا تھا۔ اور ہر ایک صوبے میں ایک ایک صوبیدار مقرر تھا۔ صوبیدار کے علاوہ ہر ایک صوبے میں ایک اور اعلیٰ افسر بھی تھا۔ جو دیوان کہلاتا تھا۔ صوبیدار کو بادشاہ کی جانب سے اپنے صوبے کے اندر پورے اختیارات حاصل تھے۔ فوج اور فوجداری عدالتیں صوبیدار کے ماتحت تھیں۔ اور وصول لگان۔ دیوانی عدالتیں اور دیگر مالی معاملات دیوان کے ماتحت تھے ۔

منصبدار

سلطنت کے کارکن و اہلکار جن کا

شمار فوجی افسروں میں ہوتا تھا۔منصبدار کہلاتے تھے۔
ان کے لئے یہ ضروری نہ تھا۔کہ وہ جنگی عہدوں
پر مامور ہوں۔ منصبداروں کے ۳۳ درجے تھے۔
جن کا امتیاز گھوڑ سواروں کی تعداد پر موقوف
تھا۔ اور جو ان اہلکاروں کو بوقت ضرورتِ شاہی
مہیّا کرنے ہوتے تھے۔ دس سے لے کر دس ہزار
تک کے منصبدار ہوتے تھے۔ ان کی تنخواہیں
درجوں کی مطابق ہوتی تھیں۔ یہ طریقہ در اصل
ایران سے نقل کیا گیا تھا۔ کئی اہلکاروں کو فوجی
خدمت کے صلے میں زمینیں یا جاگیریں عطا ہوتی تھیں۔
علماء اور عابد لوگوں کو بغیر کسی سرکاری خدمت
سرانجام دینے کے زمینیں۔ جاگیریں یا معافیاں عطا
ہوتی تھیں ٭

ذرائع آمدنی سرکار شاہی خزانے کی سب سے
بڑی آمدنی کی مد مالگزاری
زمین تھی۔ جب اکبر کی وفات ہوئی۔ تو اس مد سے
تقریباً اُنیس کروڑ روپیہ سالانہ وصول ہوتا تھا۔
اور اتنی ہی آمدنی دیگر متفرق ٹیکسوں سے وصول
ہوتی تھی ٭

فوج فوج ان دنوں میں زیادہ تر رسالہ تھی۔
جو منصبدار اور جاگیردار مہیّا کرتے تھے۔
اس میں سرکار کو اکثر دھوکا دیا جاتا تھا۔ قواعد
کے مطابق جتنے سوار منصبدار کو رکھنے لازمی ہوتے

تھے۔ وہ نہیں رکھتے تھے۔ اور پریڈ کے وقت ادھر اُدھر سے مانگ کر معائنہ کا وقت ٹال دیتے تھے اکبر نے اس بد عادت کے انسداد کے لئے حکم دیا۔ کہ آئندہ جو گھوڑے فوجی خدمت کے لئے رکھے جائیں۔ وہ داغ دئے جائیں۔ اس حکم سے امرا اور سرداروں میں بہت بے چینی پھیلی۔ بلکہ ۱۵۸۰ء میں بغاوت تک کی بھی نوبت پہنچی۔ گو بغاوت فرو ہو گئی۔ لیکن اس بد عادت کا انسداد بھی پوری طرح سے نہ ہو سکا۔ اکبر کی مستقل فوج کی تعداد کل پچیس ہزار تھی۔ جن میں سے ساڑھے بارہ ہزار گھوڑ سوار تھے۔ اور باقی پیادہ اور توپچی تھے ؎

زمین کی پیمائش اور مالگذاری ؎

اکبر کے وزیر مال ٹوڈر مل نے زمین کی پیمائش کرا کے فی بیگھ کے حساب سے پیداوار کا تخمینہ کیا۔ اور پیداوار کے لحاظ سے اُس پر محصول لگایا۔ کل پیداوار کا تہائی حصہ سرکاری خزانے میں داخل ہوتا تھا۔ قحط سالی میں سرکار کی طرف سے تقاوی دی جاتی تھی۔ لگان وصول کرنے والوں کو حکم تھا۔ کہ وہ کاشتکاروں پر کوئی سختی یا تشدد نہ کریں۔ شاہان قدیم کا دستور تھا۔ کہ وہ لگان کے عوض غلہ وصول کرتے تھے۔ مگر اکبر کے عہد میں غلہ کی بجائے نقد روپیہ بھی دیا جا سکتا

راجہ ٹوڈرمل
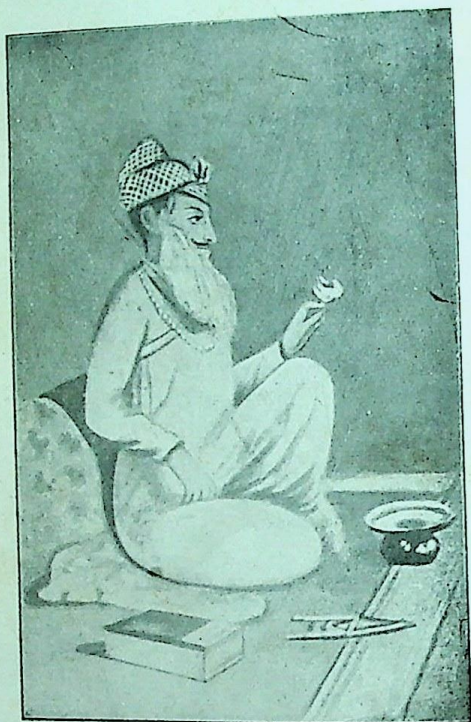
صفحہ(۳۸۲)

تھا۔ تحصیلداروں کو جو لگان وصول کرتے تھے۔ غلّہ اور جاگیر کی مقررہ تنخواہیں ملتی تھیں۔ اور جو حاکم رشوت یا نذرانہ لیتے تھے۔ اُن کو سخت سزائیں ملتی تھیں۔ اس سے یہ فائدہ ہؤا۔ کہ کاشتکار جن کو اکثر لگان اکٹھی کرنے والوں کو نذر دینی پڑتی تھی۔ رشوت کے بارگراں سے سبکدوش ہو گئے +

اکبر کی مستقل فوج کے سپاہیوں کو بھی شاہی خزانے سے تنخواہ ملتی تھی۔ عدالتوں میں میر عدل اور قاضی مقرر تھے۔ قاضی مقدمات فیصلہ کرتا تھا۔ اور میر عدل اُس پر نظر ثانی کرتا تھا۔ ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے چوکیدار تھے۔ ہر ایک شہر میں ایک کوتوال مقرر تھا۔ جو شہر میں امن و امان قائم رکھتا تھا۔ ملزموں کو سزائیں سخت دی جاتی تھیں +

اکبر کی عادات اور خصلت

اکبر جسیم۔ دلاور۔ قدآور اور خوبصورت جوان تھا۔ اس کا رنگ گورا۔ آواز بلند اور اُس کی نظروں سے رُعب و جلال ٹپکتا تھا۔ وہ بہت سادہ غذا پسند کرتا تھا۔ اور گوشت کا استعمال بہت کم کرتا تھا۔ خود تو انپڑھ تھا۔ لیکن علم کا اس قدر شوقین تھا۔ کہ اکثر اوقات تمام رات بحث و مباحثہ میں گزار دیتا تھا۔ وہ امور سلطنت کو بڑی ہوشیاری اور دانائی سے انجام دیتا تھا۔ اور سخت سے سخت محنت سے بھی نہ گھبراتا تھا۔ اس کو گھوڑے کی سواری کا

بڑا شوق تھا۔کوسوں تک گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا۔ اُسے جانوروں کی لڑائی دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ لیکن اس کو شکار میں سب سے زیادہ لُطف آتا تھا۔ نشانہ بازی میں بہت طاق تھا ۔ قانون ۔ تواریخ ۔ فلسفہ وغیرہ کی کتابیں پڑھوا کر سنتا تھا ۔ اور بہت جلد اُن کا مطلب سمجھ لیتا تھا ۔ وہ ہمیشہ علما کی صحبت میں رہتا تھا ۔ اور خاص کر مذہبی کتب سے بہت اُنس رکھتا تھا ۔ گو اس کی حکومت کے آخری ایّام میں اس کے بڑے لڑکے سلیم نے بغاوت کی تھی۔ لیکن مرتے وقت اکبر سلیم کو اپنا جانشین مقرر کر گیا ۔ سلیم جہانگیر کا لقب اختیار کرکے تخت پر بیٹھا ۔

خلاصۂ فصل بست و دوئم

۱ ۔ **اکبر کی تخت نشینی** ۔ ۱۵۵۶ء میں ہمایوں کی وفات پر اکبر کلانور ضلع گورداسپور پنجاب میں تھا ۔ وہاں اس کی تخت نشینی کا اعلان کیا گیا ۔ اس کی عمر اس وقت صرف چودہ برس کی تھی ۔ اس کا اتالیق بیرام خاں اس کا ولی مقرر ہوا ۔ ۱۵۵۶ء میں ہیموں کو جس نے ہمایوں کی وفات پر دہلی اور آگرے پر قبضہ کر لیا تھا ۔ پانی پت کی دوسری لڑائی میں شکست ہوئی ۔ بیرام خاں کے

حکم سے ہیموں قتل کیا گیا۔

۲۔ اکبر اور بہرام۔ بحیثیت ولی بہرام خاں امراؤں کے لئے نہایت جابر شخص ثابت ہوا۔ اس سے ملک میں سخت بد امنی پھیل گئی۔ لہذا ۱۵۶۰ء میں اکبر نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ بیرام خاں کے ولی ہونے کے زمانے میں مندرجۂ ذیل فتوحات عمل میں آئی تھیں:۔

اوّل۔ سوری دعویداران تخت کو شکست دی گئی۔

دوئم۔ اجمیر۔ گوالیار اور جونپور کے علاقے فتح ہوئے۔

۳۔ حکومت کی باگ ڈور ہاتھ میں لیتے ہی اکبر کو تین مسئلے حل کرنے تھے۔ اُس کو سلطنت کے سرداروں اور امرا کو قابو میں رکھنا تھا۔ اُس کو کھوئے ہوئے صوبوں کو دوبارہ فتح کرنا تھا۔ اور اُس کو ملک میں ایک مضبوط انتظام سلطنت قائم کرنا تھا۔

۴۔ اکبر اور اُس کے امراء و سردار۔ جب اکبر تخت نشین ہوا۔ اُس وقت ملک کی حکومت پٹھان۔ ترک اور مغل سرداروں کے ہاتھ میں تھی۔ وہ اکثر باغی ہو جاتے تھے۔ بہت سوچ بچار کے بعد اکبر اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ ان باغی اور فسادی سرداروں کو قابو میں رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان کے برخلاف ایک ایسا جتھا بنایا جائے۔ جن سے بوقتِ ضرورت امداد لی جاوے۔ لہذا اس امداد کے لئے

اکبر نے راجپوتوں کی طرف توجہ کی ۔
۵۔ اکبر اور راجپوت۔ پٹھان۔ ترک اور مغل سرداروں
کی آئے دن کی بغاوتوں سے برگشتہ ہوکر اور یہ
خیال کرکے کہ ہندوؤں سے جن کی ملک کی آبادی
میں بڑی بھاری کثرت تھی۔ صلح کرنا مناسب ہوگا۔
اکبر کی یہ تجویز تھی۔ کہ ایسی تدابیر عمل میں لائی
جائیں۔ جن سے ہندو لوگ سلطنت کی وفادار رعایا
بن جائیں۔ اس لئے اُس نے یہ مناسب سمجھا۔ کہ
مختلف راجپوت راجے باجگزار بنائے جائیں۔ اور
اُن کو سلطنت کا معاون و مددگار بنایا جائے۔
سنہ ۱۵۶۲ء میں اُس نے امبر کی راجکماری سے شادی
کی۔ اور اس راجکماری کے بھائی بھگوان داس اور
بھتیجے مان سنگھ کو دربار میں اعلےٰ عہدے دئے۔
سنہ ۱۵۶۳ء میں ہندو یاتریوں پر ٹیکس موقوف کردیا گیا
اور سنہ ۱۵۶۴ء میں اُس نے جزیہ جو صرف ہندوؤں
پر لگایا جاتا تھا۔ وہ بھی موقوف کردیا۔
۶۔ راجپوتوں کی اطاعت۔ اکبر نے چتوڑ سنہ ۱۵۶۷ء
میں فتح کیا۔ اس کے بعد اُس نے رنتھمبور اور
کالنجر کے قلعے فتح کر لئے۔ جب سنہ ۱۵۷۲ء میں چتوڑ
کا رانا اودے سنگھ فوت ہوا۔ تو اُس کا جانشین
اُس کا مشہور بیٹا پرتاب ہوا۔ اُس نے اکبر کے
خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اور سنہ ۱۵۹۷ء تک جبکہ
اس کی وفات ہوئی۔ وہ برابر آزادی کے لئے

لڑتا رہا۔ اس کی وفات کے بعد اکبر نے اس کے جانشین امر سنگھ کو بالکل نہیں چھیڑا +

۷۔ **اکبر کی فتوحات**۔ عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد اکبر نے مندرجۂ ذیل فتوحات کیں :۔

(۱) مالوہ ۔ سنہ ۱۵۶۴ء
(۲) چتوڑ ۔ سنہ ۱۵۶۷ء
(۳) رنتھمبور ۔ سنہ ۱۵۶۸ء
(۴) کالنجر ۔ سنہ ۱۵۶۹ء
(۵) گجرات کاٹھیاوار ۔ سنہ ۱۵۷۱ء
(۶) بنگال ۔ سنہ ۱۵۷۶ء
(۷) کابل اور غزنی ۔ سنہ ۱۵۸۰ء
(۸) کشمیر ۔ سنہ ۱۵۸۶ء
(۹) سندھ ۔ سنہ ۱۵۹۱ء
(۱۰) قندھار ۔ سنہ ۱۵۹۵ء
(۱۱) خاندیس ۔ سنہ ۱۶۰۱ء
(۱۲) برار ۔ سنہ ۱۶۰۳ء

۸۔ **ہندوؤں میں مذہبی بیداری** ۔ بادشاہوں کے زمانے میں گو ملک کے ہر ایک صوبے میں ہندو دھرم کے اُپدیشک موجود تھے۔ لیکن ملک میں دھرم اُپدیش بالکل نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن جب ملک میں ہر طرح سے امن و امان قائم ہو گیا۔ اور لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا۔ کہ اب حکومت ہندوؤں سے نرمی کا برتاؤ کرتی ہے۔

تو ہندوؤں میں مذہبی بیداری بہت زیادہ ہوگئی۔ گوسائیں تلسی داس نے رامائن ہندی میں لکھ دی۔ اس کی رامائن تھوڑے ہی عرصے میں تمام شمالی ہندوستان میں مقبول عام ہوگئی۔ اس نے رامائن کو ہندی لباس میں پیش کرکے وشنو دھرم کی بہت بھاری خدمت کی۔ پنجاب میں گورو رام داس (۱۵۷۴ - ۱۵۸۱) نے امرتسر شہر کی بنیاد رکھی۔ اور یہ مقام بہت جلد سکھوں کا مذہبی دار الخلافہ بن گیا۔ گورو ارجن کے زمانے میں سکھوں کی مذہبی کتاب آدگرنتھ مکمل ہوا تھا۔

۹ - **اکبر کا دین الٰہی۔** ۱۵۶۲ء میں اکبر کی شیخ مبارک اور اس کے دونوں بیٹوں ابوالفضل اور فیضی سے ملاقات ہوئی تھی۔ یہ زبردست صوفی تھے۔ اور یہ انہی کا اثر تھا کہ اکبر اسلام سے کچھ حد تک علیحدہ ہوگیا تھا۔ ۱۵۷۹ء میں اکبر نے اعلان کر دیا۔ کہ مذہبی معاملات میں بھی اس کا حکم آئندہ کے لئے افضل ہوگا۔ ۱۵۸۲ء میں اس نے دین الٰہی نام سے ایک نیا مذہب جاری کیا۔ اس مذہب کے موٹے موٹے اصول یہ تھے۔ کہ خدا ایک ہے۔ اور بادشاہ وقت اپنے زمانے میں خدا کا خلیفہ ہے۔ اس مذہب میں دیگر مذاہب کے اچھے اچھے اصول شامل کر لئے گئے تھے۔ اکبر صبح کے وقت سورج کی پرستش کرتا تھا۔ اور وہ آگ۔ چاند اور ستاروں

کو خدا کا باطنی ظہور تصور کرتا تھا۔ لیکن یہ نیا مذہب مقبول عام نہ ہو سکا۔ اور اکبر کی وفات کے بعد بالکل معدوم ہو گیا ÷

۱۰۔ **دربار اکبری**۔ اکبر کے دربار میں بہت سے عالم اور لائق آدمی تھے۔ ابوالفضل۔ فیضی۔ ٹوڈر مل اور راجہ مان سنگھ اُس کے خاص منظور نظر تھے۔ ابوالفضل نے آئین اکبری اور اکبر نامہ لکھے۔ اور فیضی نے ہندوؤں کی مشہور کتب مہابھارت۔ رامائن اور بھگوت گیتا کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا ÷

۱۱۔ **صوبجاتی انتظام سلطنت**۔ اکبر کی سلطنت میں پندرہ صوبے تھے۔ ہر ایک صوبے کے لئے ایک صوبیدار مقرر ہوتا تھا۔ صوبے کی فوج اس کے زیر کمان ہوتی تھی۔ اور فوجداری عدالتیں بھی اس کے ماتحت تھیں۔ صوبے میں ایک اور بھی اعلےٰ افسر ہؤا کرتا تھا۔ جس کی تقرری شہنشاہ خود کیا کرتا تھا۔ اُس کو دیوان کہتے تھے۔ صوبے کی وصولی معاملہ سرکاری اُس کے سپرد ہوتی تھی۔ اور دیوانی عدالتیں بھی اُس کے ماتحت تھیں ÷

۱۲۔ **منصبدار**۔ تمام سلطنت کا انتظام سرکاری افسروں کے سپرد تھا۔ جو کہ فوجی رُتبہ رکھتے تھے۔ اور منصبدار کہلاتے تھے۔ اُن کے ۳۳ درجے تھے۔ سب سے ادنےٰ درجے کا منصبدار دس گھوڑ سوار دیا

کا افسر ہوتا تھا۔ اور سب سے اعلےٰ درجے کا منصبدار دس ہزار گھوڑ سواروں کا افسر تھا۔ اُن کے لیئے یہ ضروری نہ تھا۔ کہ اُن کے پاس واقعی کوئی فوجی عہدہ ہو۔ فوجی خدمات کے صلے میں جاگیریں اور زمینیں عطا ہؤا کرتی تھیں ❊

۱۳۔ فوج۔ اکبر کی فوج میں صرف پچّیس ہزار سپاہی تھے۔ آدھے تو رسالے میں تھے۔ اور باقی کے آدھے توپ خانہ اور پیادہ فوج میں تھے۔ اس کے علاوہ اگر فوج کی ضرورت ہوتی تھی۔ تو وہ منصبدار مہیّا کیا کرتے تھے۔ بوقت ضرورت اُن کو ایک خاص تعداد مہیّا کرنی پڑتی تھی۔ یہ لوگ اپنے درجے کے مطابق در اصل پوری تعداد سواران کی نہیں رکھتے تھے۔ اور اس معاملے میں سرکار سے عموماً دھوکا کیا جاتا تھا۔ پریڈ کے وقت منصبدار عموماً اِدھر اُدھر سے گھوڑے مانگ لیتے تھے۔ اور معائنہ کا وقت یوں گزار دیتے تھے۔ اس بے ایمانی اور دھوکے کو روکنے کے لئے اکبر نے حکم دیا۔ کہ سرکاری گھوڑے داغ دئے جایا کریں۔ اس سے امراء اور دیگر سرداروں میں سخت بد امنی پھیل گئی۔ اور اُنھوں نے بغاوت کر دی۔ لیکن بغاوت جلد فرو ہوگئی۔ مگر یہ بد عادت بالکل دُور نہ ہوئی ❊

۱۴۔ انتظام بندوبست معاملہ۔ محکمۂ مال اکبر کے

وزیر ٹوڈر مل کے ماتحت تھا۔ اس نے تمام زرعی زمین کی پیمائش کرائی۔ اور ہر قسم کی پیداوار کا تخمینہ نکالا گیا۔ سرکار کا حصّہ کل پیداوار کا تیسرا حصّہ مقرر ہُوا۔ عموماً کاشتکار معاملہ بصورت جنس خام ادا کرتے تھے۔ لیکن اکبر نے یہ بھی حکم دے رکھا تھا۔ کہ اگر کوئی کاشتکار معاملہ نقدی میں دینا چاہے۔ تو دے سکتا ہے۔ قحط سالی میں کاشتکاروں کو معافی اور بعض صورتوں میں امداد بھی دی جاتی تھی ٭

۱۵۔ **عام انتظام سلطنت**۔ معاملہ وصول کرنے والوں کو اور فوج کے سپاہیوں کو تنخواہ نقد دی جاتی تھی۔ عدالتوں کے لئے قاضی اور میر عدل مقرر ہوتے تھے۔ ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے چوکیدار مقرر ہوتے تھے۔ شہروں میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے ہر ایک شہر میں ایک کوتوال مقرر تھا۔ مجرموں کو عموماً سخت سزائیں دی جاتی تھیں ٭

۱۶۔ **اکبر کی خصلت**۔ وہ ایک قد آور۔ خوبصورت۔ گورے رنگ کا جوان ڈیل ڈول میں اچھا تھا۔ وہ ایک بہادر شخص تھا۔ اور رُعب دار تھا۔ اُس کی غذا سادہ تھی۔ اُس کو علمی اور مذہبی مباحثوں کے سُننے کا بہت شوق تھا۔ وہ نہایت محنتی اور جفاکش تھا۔ اسے شکار کھیلنا بہت پسند تھا۔

اور وہ نہایت ہی اچھا نشانہ باز تھا۔ قانون۔ تواریخ۔ مذہب اور فلسفہ جیسے مضامین سے اس کو خاص دلچسپی تھی۔ وہ اپنا بہت سا وقت عالم لوگوں کی صحبت میں گزارتا تھا +

سوالات

۱۔ اکبر کن حالات میں تخت نشین ہؤا؟
۲۔ پانی پت کی دوسری لڑائی کے حالات بیان کرو +
۳۔ بیان کرو۔ کہ اکبر اور بیرام خان کے درمیان کیا تعلّقات تھے؟
۴۔ جب اکبر نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ تو اُس وقت اُس کو کونسے معاملات حل کرنے تھے؟
۵۔ سلطنت کے امراء اور سرداروں کو قابو میں لانے کے لئے اکبر کونسی تدابیر عمل میں لایا؟
۶۔ اکبر ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے کون سی تدابیر عمل میں لایا؟
۷۔ اکبر راجپوتوں پر کس طرح سے غالب آیا؟
۸۔ اکبر کی فتوحات پر ایک نوٹ لکھو +
۹۔ اکبر کے عہد میں ہندوؤں کی مذہبی بیداری پر ایک نوٹ لکھو +
۱۰۔ اکبر کے مذہب دین الٰہی پر ایک نوٹ لکھو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۔ ۱۹۲۸) +

۱۱- اکبر کے انتظام سلطنت پر ایک نوٹ لکھو ۔
۱۲- تمہیں اکبر کے منصبداروں کی نسبت کیا معلوم ہے؟ اُن کے فرائض اور حقوق کیا تھے؟
۱۳- اکبر کی فوج پر ایک نوٹ لکھو ۔
۱۴- ٹوڈر مل کے محکمۂ مال پر ایک نوٹ لکھو ۔
۱۵- اکبر کی خصلت اور عادات پر ایک نوٹ لکھو ۔
۱۶- تمہیں (الف) اکبر کے فوجی انتظام کی نسبت کیا معلوم ہے؟ (ب) اُس کے معاملۂ زمین کے انتظام کے متعلق کیا معلوم ہے؟ (ج) اُس کے مذہب دین الٰہی کی بابت کیا معلوم ہے؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۶ - ۱۹۲۲) ۔
۱۷- اکبر کے درباریوں میں سے تین بڑے آدمیوں کا حال لکھو۔ پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۸) ۔
۱۸- اکبر کے انتظامِ محکمۂ مال کا حال بیان کرو (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۸) ۔
۱۹- جزیہ پر ایک نوٹ لکھو۔ پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۲) ۔
۲۰- ہندوستان کا نقشہ کھینچو۔ اور ۱۶۰۵ء میں مغلیہ سلطنت کی حدود بتلاؤ۔ ہر ایک صوبے کے دار الحکومت کے شہر کا نام بھی اس نقشے میں پُر کردو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۲) ۔
۲۱- اکبر کا (اوّل) راجپوتوں سے سلوک۔ (دوئم) چاند بی بی سے لڑائی۔ اور (سوئم) اُس کا انتظام سلطنت - ان پر ایک نوٹ لکھو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۳-

۱۹۲۵)۔

۲۲۔ پانی پت کی دوسری لڑائی بیان کرو۔(پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۳)۔

۲۳۔ تمہارے خیال میں مغلیہ خاندان میں سے سب سے بڑا بادشاہ کون تھا؟ وجہ بیان کرو(پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۴ - ۱۹۳۰)۔

۲۴۔ ٹوڈر مل پر ایک نوٹ لکھو۔(پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۵)۔

۲۵۔ ابوالفضل پر ایک نوٹ لکھو۔(پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۷ - ۱۹۳۳)۔

۲۶۔ ہندوستان میں مغل سلطنت کی بنیاد کس نے ڈالی۔ بابر نے یا اکبر نے؟ وجوہات بیان کرو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۸)۔

۲۷۔ اکبر کے عہد میں راجپوتوں نے کیا پارٹ کھیلا؟ پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۸)۔

۲۸۔ رانا پرتاب پر ایک نوٹ لکھو(پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۸)۔

۲۹۔ لیاقت میں یہ بتلاؤ۔ کہ اکبر کس طرح شیر شاہ کا جانشین تھا؟(پنجاب یونیورسٹی ۱۹۳۱)۔

فصل بست و سوم

جہانگیر اور شاہجہان

جہانگیر

۱۶۰۵ء سے لے کر ۱۶۲۷ء تک

جہانگیر کی تخت نشینی اور خسرو کی بغاوت

جہانگیر اوائل عمر میں ایک سرکش نوجوان تھا۔ اور ہمیشہ شراب کے نشے میں مخمور رہتا تھا۔ اس لئے امرا کو خوف تھا۔ کہ کہیں اس کے عہد میں سلطنت کی حالت بگڑ نہ جائے۔ راجہ مان سنگھ اور دیگر کئی ایک اُمراء کا یہ خیال تھا۔ کہ سلیم کو برطرف کر کے اس کے سب سے بڑے بیٹے خسرو کو تخت پر بٹھایا جائے۔ لیکن جب اکبر مرتے وقت سلیم کو اپنا جانشین مقرر کر گیا۔ تو امرا نے سر تسلیم خم کیا۔ لیکن اس کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جہانگیر اور اس کے بیٹے خسرو کے مابین ناچاقی ہو گئی۔ جہانگیر کے

تخت پر بیٹھتے ہی خسرو نے بغاوت کر دی۔ اور دہلی کی طرف چلا گیا۔ وہاں سے وہ پنجاب کی طرف گیا۔ مگر جہانگیر نے بھی نہایت مستعدی سے خسرو کا تعاقب کیا۔ اور دریائے چناب کے قریب شہزادہ گرفتار کیا گیا۔ اور بادشاہ کے سامنے لایا گیا۔ اُس کے ہمراہیوں کو سخت سزائیں دی گئیں۔ اور وہ خود قید خانے میں ڈالا گیا۔ وہ سولہ برس قید خانے میں رہا۔ اس کے بعد ۱۶۲۲ء میں وہ کہا جاتا ہے۔ شہزادہ خرم کے اشارے سے قتل ہوا ٭

تخت پر بیٹھتے ہی جہانگیر نے بھی اپنی عادات درست کر لیں۔ جہانگیر اپنی خود نوشتہ تزک جہانگیری میں لکھتا ہے۔ کہ جوانی میں تخت نشینی سے پہلے وہ ہر روز بیس پیالے شراب کے پیتا تھا۔ لیکن تخت نشینی کے بعد صرف پانچ یا سات پیالے پیتا تھا۔ اس نے اپنے باپ کے وقت کے سب امرا کو اپنے عہدوں پر برقرار رکھا۔ اور اُن امرا کے برخلاف جو اکبر کی زندگی میں تخت و تاج خسرو کو دلوانا چاہتے تھے۔ کوئی کارروائی نہ کی۔ اس نے رعایا کی بہتری کے لئے سخت اور کڑے محصول سب موقوف کر دئے۔ اور حکم دے دیا۔ کہ محصول کی وصولی کے لئے تاجروں کے مال کی تلاشی نہ لی جائے۔ کیونکہ تجارت کو سخت نقصان ہوتا ہے۔ انتظام سلطنت میں جہانگیر بالکل اپنے باپ کے نقشِ قدم

نورجہاں

جہانگیر

پر چلتا رہا - ان تمام کارروائیوں سے رعایا کو اطمینان ہوا - اور وہ ایک ہر دل عزیز بادشاہ بن گیا ؛

نور جہاں سنہ ۱۶۱۱ء میں جہانگیر نے ایک ایرانی خاتون مہرالنسا سے شادی کی - اور اس کی لاثانی خوبصورتی کی وجہ سے اس کا نام نورجہاں رکھا ؛ مہرالنسا بیگم ایک طہرانی سوداگر غیاث بیگ کی بیٹی تھی - اس کا باپ گردش ایّام سے لاچار ہوکر معہ اپنے اہل و عیال کے ہندوستان میں آیا - قندھار کے قریب اس کا قافلہ لٹ گیا - اور اسی مصیبت کی حالت میں مہرالنسا پیدا ہوئی - لڑکی کی پرورش کا کوئی ذریعہ نہ دیکھ کر ماں باپ نے اپنی چھاتی پر پتھر رکھ کر اس معصوم بچّے کو پتھر کی ایک چوڑی سل پر لٹا دیا - اور آگے کی راہ لی - پیچھے سے ایک اور قافلہ آرہا تھا - اور ایک سوداگر کو سل پر پڑے انگوٹھا چوستے لڑکی کو دیکھ کر بہت ترس آیا - فوراً اس نے اس کو گود میں اٹھا لیا - جب حالات معلوم ہوئے - تو اس نے اسی کی ماں کو دودھ پلانے کے لئے نوکر رکھ لیا - رفتہ رفتہ غیاث بیگ کی اسی سوداگر کے ذریعے سے دربار میں رسائی ہوئی - اور اکبر نے اُسے دربار میں ایک بڑے عہدے پر مامور کر دیا - نور جہاں اپنی ماں کے ساتھ اکثر شاہی

محل میں آیا جایا کرتی تھی۔ شہزادہ سلیم کی اتفاقیہ اس پر نظر پڑ گئی۔ اور اس پر فریفتہ ہو گیا۔ جب اس بات کی خبر بادشاہ کو ملی۔ تو وہ بہت ناراض ہؤا۔ اور مہرالنسا کی شادی علی قلی نام ایک پٹھان سے کر کے اس کو بنگال میں حاکمِ بردوان بنا دیا۔ مگر جب اکبر کی وفات کے بعد جہانگیر تخت پر بیٹھا۔ تو اس نے قطب الدین حاکمِ بنگال کو لکھ بھیجا۔ کہ نور جہاں کو علی قلی خاں سے لے کر آگرے بھیج دے۔ علی قلی خاں نہایت بہادر شخص تھا۔ اس لئے وہ شیر افگن کے نام سے مشہور تھا۔ وہ کب مانتا تھا۔ چنانچہ قطب الدین اور شیر افگن کے درمیان لڑائی ہوئی۔ قطب الدین مارا گیا۔ لیکن اس کے ہمراہیوں نے شیر افگن کو بھی مار ڈالا۔ نور جہاں آگرے پہنچائی گئی۔ جہاں پر جہانگیر نے اس سے شادی کا ارادہ ظاہر کیا۔ نور جہاں نے صاف انکار کر دیا۔ اور وہ دہلی کے قلعے میں قید کی گئی۔ آخر چھ سال کے بعد ۱۶۱۱ء میں اس نے بادشاہ سے شادی کر لی ⁂

جہانگیر ایک عیش پسند بادشاہ تھا۔ اس نے سلطنت کا تمام کام کاج نور جہاں کے سپرد کر دیا۔ نور جہاں بڑی دانائی اور ہوشیاری سے کام انجام دیتی تھی۔ بادشاہ ہمیشہ شراب کے نشے میں مست رہتا تھا۔ اور اکثر کہا کرتا تھا۔ کہ میں

نے ایک پیالہ شراب اور ایک ٹکڑا کباب کے عوض تمام سلطنت نور جہاں کو دے دی ہے۔ مگر باوجود شراب کا اتنا شوقین ہونے کے بھی وہ دن کو کبھی شراب نہ پیتا تھا۔ اور دربار کے وقت سنجیدہ رہتا تھا +

جہانگیر کے عہد کی لڑائیاں +

جہانگیر کے عہد میں بنگال۔ قنوج اور خاندیس میں بغاوتیں ہوئیں۔ لیکن وہ آسانی سے فرو ہوگئیں۔ اور باغیوں کو سخت سزائیں دی گئیں۔ ۱۶۱۴ء میں شہزادہ خرم کو اس نے میواڑ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت رانا پرتاب کا بیٹا رانا امر سنگھ میواڑ کا راجہ تھا۔ رانا نے اطاعت قبول کی۔ اور میواڑ بھی دیگر راجپوت ریاستوں کی طرح سلطنت مغلیہ میں شامل ہوُا۔ ۱۶۲۰ء میں کانگڑے کا علاقہ فتح ہوُا۔ لیکن ۱۶۲۲ء میں قندھار جو اکبر نے ۱۵۹۵ء میں فتح کیا تھا۔ ایرانیوں نے واپس لے لیا +

سر تھامس رو

۱۶۱۵ء میں انگلستان کے بادشاہ جیمز اوّل کی طرف سے سر تھامس رو نامی ایک سفیر ہندوستان میں آیا۔ اور اس نے جہانگیر سے ملک میں تجارت کے لئے اجازت مانگی۔ بادشاہ سفیر سے نہایت مہربانی سے پیش آیا۔ اور انگریزوں کو ہندوستان میں تجارت کرنے کی اجازت

دے دی - سر ٹھامس رو ہندوستان میں تین سال رہا - اور اس نے اس زمانے کے بہت سے حالات قلم بند کئے ہیں ÷

جہانگیر کے بیٹے

جہانگیر کے چار بیٹے تھے - خسرو - پرویز - خرم اور شہریار - خسرو کو ۱۶۲۲ء میں مروا دیا گیا تھا - خرم کی شادی نور جہاں کے بھائی آصف خاں کی بیٹی سے ہوئی تھی - اور نور جہاں کی بیٹی جو شیر افگن سے تھی - شہریار سے منسوب تھی - نور جہاں چاہتی تھی - کہ اس کا داماد شہریار ولیعہد بنایا جائے - جب تک تو غیاث بیگ زندہ رہا - وہ نور جہاں کو سمجھاتا رہا - مگر جب وہ مر گیا - تو نور جہاں نے شہریار کو ولیعہد بنانے کی بڑی کوشش کی - جس پر خرم بگڑ بیٹھا - اور اس نے سرکشی اختیار کی - بادشاہ نے پرویز اور مہابت خاں کو فوج دے کر خرم کے برخلاف روانہ کیا - لیکن مانڈو کے قریب خرم مہابت خاں کی اعانت سے دکن کی طرف بھاگ گیا - اور وہاں سے تلنگانہ ہوتا ہوا بنگال میں آ پہنچا - یہاں پر اس نے بنگال اور بہار پر قبضہ کر لیا - آخر خرم کو مطیع کیا گیا - اور ۱۶۲۵ء میں جہانگیر اور شہزادہ خرم کے مابین صلح ہو گئی ÷

مہابت خاں

مہابت خاں ایک پٹھان تھا - جو جہانگیر کے عہد میں ایک مشہور

جہانگیر کا مقبرہ صفحہ (۱۰۴)
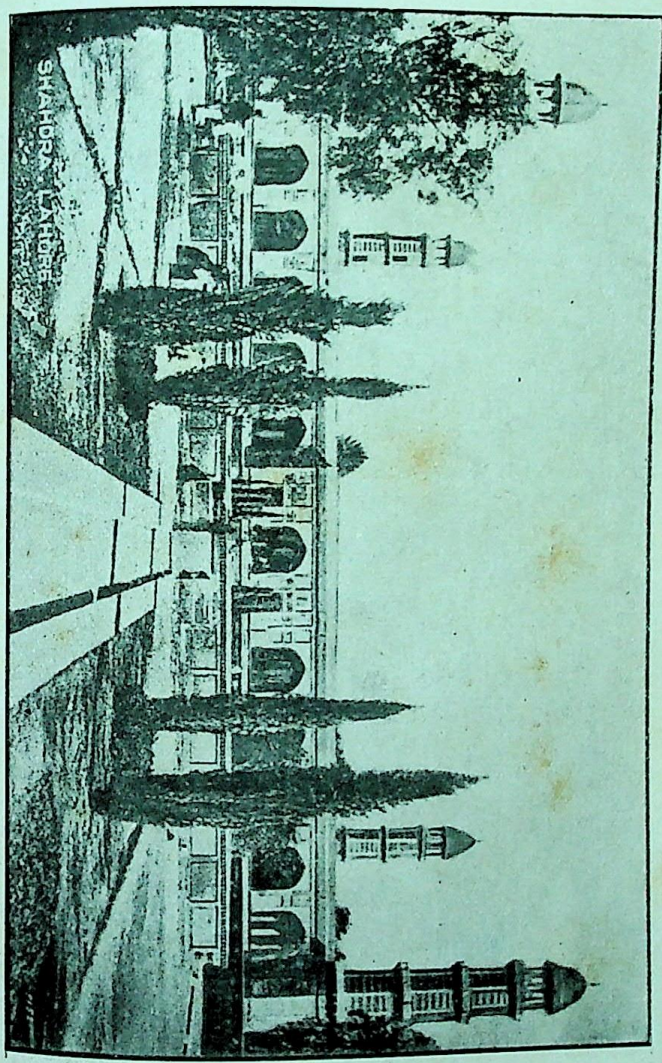
سپہ سالار تھا۔ اُس کا بڑا دبدبہ اور رُعب تھا۔ وہ دربار کے سب امیروں سے بڑا تھا۔ مگر نور جہاں اُس کی بڑھتی ہوئی طاقت کو پسند نہ کرتی تھی۔ ایک دفعہ جب وہ دربار میں آیا۔ تو اس سے اچھا سلوک نہ کیا گیا۔ چنانچہ ایک جگہ دریائے جہلم کے کنارے جب بادشاہ نور جہاں کے ساتھ ایک خیمے میں مقیم تھا۔ مہابت خاں نے راجپوتوں کی ایک دستہ فوج کے ساتھ خیمے کا گھیرا ڈال لیا۔ مگر نور جہاں بھی بڑی چالاک عورت تھی۔ اُس نے ایک ایسی چال چلی۔ کہ بادشاہ رہا ہو گیا۔ اور مہابت خاں کو بھاگ کر دکن میں پناہ لینی پڑی ؛

جہانگیر کی وفات اور اُس کی خصلت ؛

۱۶۲۷ء میں جہانگیر فوت ہوا۔ شاہزادہ پرویز ایک سال پہلے فوت ہو چکا تھا۔ شاہزادہ خرم شاہجہان کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔ نور جہاں بیگم سلطنت کے کاروبار سے بالکل علیحدہ کر دی گئی۔ اور اس کا وظیفہ مقرر کر دیا گیا ؛

جہانگیر بھی اپنے باپ کی طرح ہندو راجاؤں سے رابطہ اتحاد قائم رکھنے کے حق میں تھا۔ اس نے بھی اکبر کی طرح ہندو راج کماریوں سے شادیاں کیں۔ چنانچہ شہزادہ خسرو امیر کماری اور شہزادہ خرم

جہانگیر کی وفات صفحہ ۱۶۲۷ء

رانی جودھا بائی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔
جہانگیر نہایت منصف مزاج اور انصاف پسند بادشاہ تھا۔ اُس نے رعایا کی فریاد رسی کے لئے آگرے کے قلعے کی دیوار کے نیچے ایک زنجیر لٹکا رکھی تھی۔ فریادی آتے تھے۔ اور اس زنجیر کو کھینچتے تھے۔ جس سے بادشاہ کے کمرے میں سونے کی گھنٹیاں بجنی شروع ہو جاتی تھیں۔ بادشاہ گھنٹیوں کی آواز سُن کر فریادی کو بُلا لیتا تھا ؛

شاہجہان

سنہ ۱۶۲۷ء سے لے کر سنہ ۱۶۵۸ء تک

شاہجہان کی تخت نشینی

جب جہانگیر فوت ہوا۔ تو اُس وقت شاہجہان دکن میں تھا۔ آصف خاں نے فوراً ایک تیز رفتار سوار کو دکن بھیجا۔ کہ شہزادے کو خبر کر دے۔ اتنے عرصے میں اُس نے خسرو کے بیٹے داور بخش کو تخت پر بٹھا دیا۔ شاہجہان خبر پاتے ہی آگرے کی طرف بڑھا۔ اور تخت پر قابض ہو گیا۔ اس کے حکم سے شہزادہ شہریار اور دیگر تمام دعویدار تخت قتل کروا دئے گئے۔ شہریار کی وفات کے بعد نور جہاں کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں۔ اور
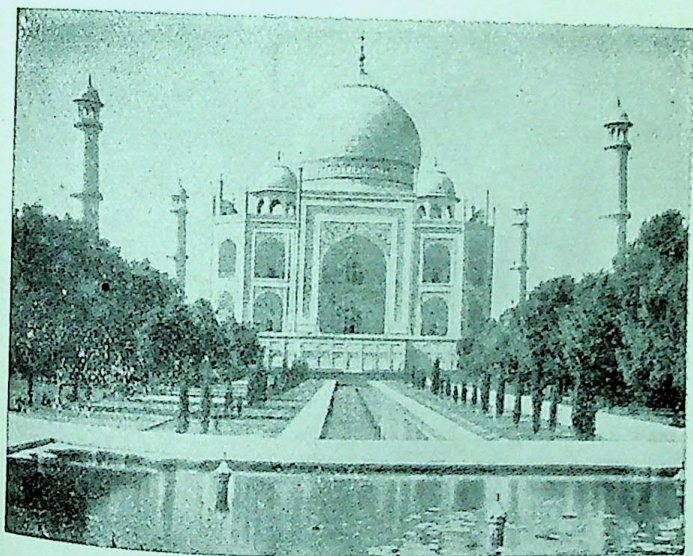
شاہجہاں

تاج محل آگرہ

وہ تارک الدنیا ہوکر گوشۂ تنہائی کی زندگی بسر کرنے لگی ؀

شاہجہان کے وقت کی عمارتیں

شاہجہان کو عمارتوں کا بڑا شوق تھا۔ اس نے اپنے زمانے میں بڑی بڑی عالیشان عمارتیں بنوائی تھیں۔ جو آج تک موجود ہیں۔ اس نے ۱۶۲۸ء میں تخت طاؤس بنوایا تھا۔ جس کی شکل ناچتے ہوئے مور سے مشابہت رکھتی تھی۔ یہ تخت سات سال کے عرصے میں بے بدل خاں کی نگرانی تیار ہؤا تھا۔ اور ایک کروڑ روپیہ اس کے بنانے میں صرف ہؤا تھا۔ اس میں بیش بہا ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ بادشاہ اس پر بیٹھ کر دربار کیا کرتا تھا۔ جب ۱۷۳۹ء میں نادر شاہ ایرانی نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ تو وہ اس تخت کو اپنے ساتھ ایران لے گیا تھا ؀

اس بادشاہ نے آگرے کے قلعے میں موتی مسجد تعمیر کرائی۔ دہلی کا لال قلعہ بنوایا۔ اور لال قلعہ میں دیوان عام اور دیوان خاص تعمیر کرائے۔ دہلی کے شہر کو از سرِ نو آباد کر کے اس کا نام شاہجہان آباد رکھا۔ موجودہ دہلی کا مشہور بازار چاندنی چوک اسی زمانے میں بنا تھا۔ اسی بادشاہ کے عہد میں نہر جمن غربی۔ نہر راوی اور لاہور کے قریب شالامار باغ تعمیر ہوئے۔ اس کے علاوہ اس

نے اور بھی بہت سی خوبصورت عمارتیں بنوائی تھیں۔ مگر روضہ تاج محل جو اس نے آگرے کے قریب دریائے جمنا کے کنارے بنوایا۔ دُنیا کی عجوبہ عمارتوں میں سے ایک ہے۔ اس کی سنگ مرمر کی دلفریب عمارت اور اُس کے گرداگرد باغ کا پُر فضا نظارہ روئے زمین پر اپنی نظیر نہیں رکھتا +

ممتاز محل شاہجہان کی شادی آصف خاں کی بیٹی ارجمند بانو سے ہوئی تھی۔ جو بعد میں ممتاز محل یا تاج محل کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ نور جہاں کی بھتیجی تھی۔ بادشاہ کو اُس سے خاص محبّت تھی۔ اور جب وہ فوت ہوئی۔ تو شاہجہان نے اس کی یادگار میں روضہ تاج محل تعمیر کرایا۔ ممتاز محل اسی عالیشان مقبرے میں دفن کی گئی +

قحط و طاعون ۱۶۳۰ء اور ۱۶۳۳ء کے درمیان گجرات اور دکن میں سخت قحط پڑا۔ ہزاروں آدمی فاقہ کشی سے مر گئے۔ ان ہی ایّام میں طاعون کی وبا پھیلی۔ جس سے سینکڑوں اموات ہو گئیں۔ بادشاہ نے بھوکوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ ناداروں کو روپیہ بھی عطا کیا۔ اور کاشتکاروں کو لگان بھی معاف کر دیا +

پرتگیز شاہجہان کے عہد میں پرتگالی تاجروں نے دریائے ہگلی کے کنارے کوٹھی بنا لی تھی۔

اور یہاں پر انہوں نے غلاموں کی تجارت شروع کر دی تھی - ان لوگوں نے بہت سے ہندو اور مسلمان یتیم بچّوں کو عیسائی بنا لیا۔جس پر بادشاہ نے ناراض ہوکر اُن کو گرفتار کر لیا - اور بہت سے پرتگالی قتل ہوئے ؞

دکن میں لڑائیاں

ریاست احمد نگر میں ملک عنبر وزیر ۱۶۲۹ءمیں فوت ہو گیا تھا - اور اس کی وفات کے بعد ریاست میں سخت بد انتظامی پھیل گئی - ملک عنبر کے بیٹے فتح خاں نے بادشاہ کو تخت سے اُتار کر ایک نابالغ لڑکے کو تخت پر بٹھایا۔ایسی حالت میں شاہجہان کو موقع ملا - اُس نے احمد نگر پر چڑھائی کر دی - بیجا پور اور گولکنڈہ کے بادشاہوں نے احمد نگر کی امداد کی - آخر شاہجہان کو فتح نصیب ہوئی - ۱۶۳۳ء میں احمد نگر کی ریاست تو سلطنت مغلیہ میں شامل ہوئی - اور بیجا پور اور گولکنڈہ کے بادشاہوں نے شاہجہان کو خراج دینا منظور کیا ؞

قندھار - بلخ اور بدخشاں

۱۶۳۷ء میں قندھار کا علاقہ خود بخود سلطنت مغلیہ میں شامل ہوا - ہم اوپر ذکر آئے ہیں - کہ ۱۶۲۲ء میں ایرانیوں نے قندھار لے لیا تھا - انہوں نے علی مردان خاں کو قندھار کا حاکم مقرر کیا - لیکن یہ حاکم شاہ ایران سے کسی بات پر ناراض ہوگیا -

اور اس نے قندھار مغلوں کے حوالے کر دیا۔
لیکن ۱۶۴۸ء میں قندھار پھر ایرانیوں نے لے لیا۔
شاہجہان نے بہتیری کوشش کی۔ کہ یہ علاقہ فتح ہو۔
لیکن ناکام رہا۔ اور قندھار ہمیشہ کے لئے مغلوں
کے ہاتھ سے جاتا رہا ؞

شاہجہان کی یہ بھی خواہش تھی ۔ کہ دریائے
جیحوں کے کنارے بلخ اور بدخشاں کے علاقوں
کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کرے۔ اس نے
اورنگ زیب کو اور اس کے بعد دارا شکوہ کو
اس طرف روانہ کیا۔ لیکن ناکام رہا ؞

شاہجہان کی علالت اور اس کے بیٹوں میں تنازع

شاہجہان نے اپنی سلطنت اپنے بیٹوں میں بانٹ رکھی تھی۔
اورنگ زیب کو اس نے دکن کا علاقہ دے رکھا
تھا۔ شجاع کو اُس نے بنگال کا صوبیدار بنا
دیا تھا۔ اور گجرات کاٹھیاوار کا علاقہ مراد کے
پاس تھا۔ دارا شکوہ کو ولیعہد سمجھتا تھا۔ اس لئے
وہ بادشاہ کے پاس آگرے میں رہتا تھا۔ جب
۱۶۵۸ء میں شاہجہان بیمار پڑا۔ تو ملک میں افواہ
پھیل گئی۔ کہ بادشاہ مر گیا ہے ۔ اس کے بیٹے
تخت حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنے لگے۔ اور
فوجیں لے کر اپنے اپنے صوبوں سے چل پڑے۔
شجاع بنگال سے ایک بڑی فوج لے کر آگرے

کی طرف بڑھا۔ دارا شکوہ نے اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو اُس کے مقابلے کے لئے بھیجا۔ شجاع کو بنارس کے قریب شکست ہوئی۔ اور وہ واپس بنگال بھاگ گیا۔ ادھر اورنگ زیب نے مراد کو لکھ بھیجا۔ کہ مَیں تو صوفی ہوں۔ بادشاہت سے کچھ سروکار نہیں۔ فقیرانہ زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔ تخت و تاج تم کو مبارک ہو۔ مَیں ہر طرح سے مدد کے لئے تیار ہوں۔ مراد سیدھا سادہ تھا۔ جھکمے میں آگیا۔ چنانچہ دونوں بھائیوں نے مل کر آگرے پر چڑھائی کی۔ دارا شکوہ نے جسونت سنگھ کو ایک بڑی فوج دے کر ان کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ جسونت سنگھ کو شکست ہوئی۔ مراد اور اورنگ زیب آگے بڑھے۔ ساموگڑھ کے مقام پر دارا شکوہ کی فوج نے ان کو روکا۔ دونوں فوجوں میں سخت لڑائی ہوئی۔ اتفاقاً ایک گولہ دارا شکوہ کے ہاتھی کو لگا۔ وہ ہاتھی پر سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہؤا۔ جب اُس کی فوج نے اُس کو ہاتھی پر نہ دیکھا۔ تو وہ سمجھے۔ کہ یا تو دارا شکوہ مارا گیا ہے۔ یا بھاگ گیا ہے۔ فوج بے دل ہو گئی۔ اور میدان جنگ سے بھاگ نکلی۔ دارا نے بھی مجبوراً بھاگ کر دہلی کی راہ لی۔ وہاں سے پنجاب ہوتا ہؤا وہ سندھ میں پہنچا۔ اور وہاں کے ایک رئیس ملک جیون کے ہاں پناہ لی۔ ملک نے روپے کے لالچ میں آکر شہزادے کو

اورنگ زیب کے سپاہیوں کے حوالے کر دیا۔ اورنگ زیب نے اس پر کفر کا فتوے دے کر قتل کروا دیا۔ شجاع بنگال میں دوبارہ شکست کھا کر اراکان کی طرف بھاگ گیا۔ اور پھر کچھ پتہ نہیں لگا۔ کہ اس کا کیا حشر ہؤا۔ آگرے پہنچ کر اورنگ زیب نے مراد کو دعوت پر بُلا کر بہت سی شراب پلا دی۔ جب وہ شراب کے نشے میں بدمست ہوگیا۔ تو اُس کو قید کر کے گوالیار کے شاہی قلعہ میں بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد شاہجہان کو آگرے کے قلعے میں نظر بند کیا گیا۔ جہاں وہ آٹھ سال ابتری کی حالت میں زندہ رہ کر سنہ ۱۶۶۶ء میں فوت ہؤا۔ اور روضہ تاج محل میں دفن ہؤا ۔:۔

شاہجہان کی خصلت

شاہجہان اپنے دادا اکبر کی طرح فیاض اور عادل تھا۔ وہ ہندو اور مسلمانوں سے یکساں برتاؤ کرتا تھا۔ اس لئے رعایا اس سے خوش تھی۔ اس کے زمانے میں ملک میں امن و امان پورا تھا۔ رہزنوں اور ڈاکوؤں کو سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ سڑکیں چوری چکاری سے محفوظ تھیں۔ اور تجارت ترقی پر تھی۔ رعایا خوش حال تھی ۔:۔

خلاصہ فصل بست و سوئم

۱- جہانگیر- بچپن میں ایک تند مزاج شہزادہ تھا- اور شرابی تھا- لیکن بادشاہ بن جانے پر اُس نے اپنے آپ کو بہت سدھار لیا تھا- جہانگیر کے تخت نشین ہونے پر اُس کے بیٹے خسرو نے بغاوت کر دی- لیکن اس کو شکست ہوئی- اور گوالیار کے قلعے میں وہ قید کیا گیا- یہیں پر ۱۶۲۲ء میں اس کا انتقال ہُوا- انتظامِ سلطنت میں وہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتا تھا- اس نے تمام سخت محصول ہٹا دئے- اور تجارت پر سے کئی ایک پابندیاں ہٹا دیں- وہ رعایا میں ہر دل عزیز تھا۔

۲- نور جہاں- طہران کے ایک تاجر غیاث بیگ کی لڑکی تھی- اس نے ہندوستان میں بود و باش اختیار کر لی تھی- اکبر کے حکم سے پہلے تو اس کی شادی شیر افگن سے ہوئی تھی- یہ شخص بردوان کا حاکم تھا- شیر افگن ۱۶۰۵ء میں مارا گیا- اور ۱۶۱۱ء میں جہانگیر نے اس سے شادی کر لی۔

۳- جہانگیر کی لڑائیاں- جہانگیر کے عہد میں بنگال قنوج اور خاندیس میں بغاوتیں ہوئیں- لیکن وہ دبا دی گئیں- ۱۶۱۴ء میں میواڑ سلطنت مغلیہ

کی باجگزار ریاست بن گئی۔ کانگڑے کا قلعہ ۱۶۲۰ء سنہ
میں فتح ہؤا۔ لیکن ۱۶۲۲ء سنہ میں قندھار کا علاقہ
ہاتھ سے جاتا رہا ⁂

۴۔ برطانیہ کا سفیر سر تھامس رو۔ مغل دربار
آگرہ میں ۱۶۱۵ء سنہ میں حاضر ہؤا۔ اس نے جہانگیر
سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے لئے تجارتی سہولتیں حاصل
کیں۔ اس کمپنی نے سورت میں ایک کوٹھی ۱۶۱۲ء سنہ
میں قائم کر لی تھی ⁂

۵۔ جہانگیر کے بیٹے۔ جہانگیر کے چار بیٹے تھے۔
خسرو۔ پرویز۔ خرّم اور شہریار ⁂ خسرو تو ۱۶۲۲ء سنہ
میں قید خانے میں مرا۔ پرویز جہانگیر کی وفات سے
ایک سال پہلے مرا۔ خرّم نور جہاں کے بھائی
آصف خاں کا داماد تھا۔ شہریار کی شادی نور جہاں
کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ یہ لڑکی شیر افگن سے پیدا
ہوئی تھی۔ نور جہاں چاہتی تھی۔ کہ شہریار تخت
پر بیٹھے۔ لیکن آصف چاہتا تھا۔ کہ خرم تخت
نشین ہو ⁂

۶۔ مہابت خاں۔ جہانگیر کا ایک مشہور جرنیل تھا۔
وہ جہانگیر کے دربار میں ایک نہایت بارسوخ
سردار تھا۔ نور جہاں اس سے سخت نفرت
کرتی تھی ⁂

۷۔ جہانگیر کی خصلت۔ جہانگیر کا ۱۶۲۷ء سنہ میں
انتقال ہؤا۔ وہ اپنے والد اکبر کی طرح چاہتا تھا۔

اکہ ہندوؤں سے دوستانہ تعلقات قائم رہیں - وہ منصف مزاج تھا۔ لیکن ذاتی طور پر وہ عیش پسند تھا ⁘

۸- **شاہجہان کی تخت نشینی**- جب جہانگیر کی وفات ہوئی - تو شاہجہان دکن میں تھا - لیکن وہ اپنے سُسر آصف خاں کی مدد سے تخت نشین ہوُا ⁘

۹- **شاہجہان کی عمارتیں**- شاہجہان نے کئی ایک عمارتیں تعمیر کرائیں - اُن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں :-

تخت طاؤس - آگرے کی موتی مسجد - دہلی کا لال قلعہ - دہلی کا دیوان عام - دہلی کا دیوان خاص - شاہجہان آباد کا شہر - دہلی کا چاندنی چوک بازار - دہلی کی جامع مسجد - نہر جمنا - نہر راوی - لاہور کا شالامار باغ - آگرے کا تاج محل ⁘

۱۰- **ممتاز محل**- آصف خاں کی لڑکی تھی جو کہ نور جہاں کا بھائی تھا - شاہجہان کی شادی ممتاز محل سے ہوئی تھی - تاج محل کا روضہ اسی ملکہ کی یادگار میں تعمیر کرایا گیا تھا ⁘

۱۱- **دکن میں شاہجہان کی لڑائیاں**- احمد نگر کی ریاست ۱۶۳۳ء میں فتح ہوئی - اور بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستیں باجگزار ہوئیں - قندھار ۱۶۳۷ء میں فتح ہوُا - لیکن ۱۶۴۸ء میں ہاتھ سے جاتا رہا -

اس نے بلخ اور بدخشاں فتح کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکامیاب رہا ٭

۱۲۔ پرتگیزوں نے شاہجہان کے زمانے میں دریائے ہگلی کے کنارے اپنی کوٹھیاں بنائی تھیں۔ انہوں نے بنگال میں غلاموں کی تجارت شروع کر دی تھی۔ اور انہوں نے بہت سے ہندو اور مسلمان یتیموں کو عیسائی بنا لیا تھا۔ اس لئے بہت سے پرتگیز گرفتار ہوکر قتل کردئے گئے ٭

۱۳۔ قحط اور طاعون۔ شاہجہان کے وقت میں ۱۶۳۰ء اور ۱۶۳۳ء میں قحط اور طاعون کی وبا پھیلی۔ اور اور ان سے بہت سی جانیں تلف ہوئیں ٭

۱۴۔ شاہجہان کی بیماری اور جنگ تخت نشینی۔ جب ۱۶۵۸ء میں شاہجہان بیمار پڑا۔ تو تخت نشینی کے لئے اُس کے بیٹوں میں جنگ ہُوا۔ اور اس کا سب سے بڑا لڑکا دارا شکوہ قتل ہُوا۔ شجاع ملک بدر ہوکر برما چلا گیا۔ اور مراد قید کیا گیا۔ اس کے بعد اورنگ زیب تخت نشین ہُوا ٭

سوالات

۱۔ جہانگیر اور شاہجہان کی لڑائیوں کے حالات لکھو ٭

۲۔ نور جہاں۔ ممتاز محل۔ مہابت خاں۔ علی مردان خاں اور سر تھامس رو پر ایک نوٹ لکھو ٭

۳۔ شاہجہان کی عمارات پر ایک نوٹ لکھو ٭

۴- جہانگیر اور شاہجہان کی خصلت کی نسبت تمہیں کیا معلوم ہے؟

۵- جہانگیر کے عہد سلطنت کے حالات بیان کرو- اور جہانگیر- نورجہاں اور شاہجہان کی خصلت بیان کرو- (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۵)*

۶- نورجہاں کی زندگی کے حالات بیان کرو- (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۸-۱۹۲۶-۱۹۳۳)*

۷- جہانگیر کے عہد سلطنت کے حالات مختصراً بیان کرو- اور ایک نقشے کے ذریعے اپنا جواب دو- (پنجاب یونیورسٹی- ۱۹۲۰)*

۸- شاہجہان کے لڑکوں کی نسبت تمہیں کیا معلوم ہے؟ اُن کے درمیان جنگ تخت نشینی کے حالات بیان کرو- (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۵- ۱۹۳۲)*

۹- علی مردان خاں پر ایک نوٹ لکھو- (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۵-۱۹۲۶)*

فصل بست و چہارم

اورنگ زیب

۱۶۵۸ء سے لے کر ۱۷۰۷ء تک

اورنگ زیب کی تخت نشینی

اورنگ زیب کے عہد کے پہلے دو تین سال تو دارا شکوہ اور شجاع کے برخلاف لڑائی بھڑائی میں گزرے۔ آخر جیسے پچھلی فصل میں بتلایا گیا ہے۔ دارا شکوہ قتل ہؤا۔ اور شجاع اراکان میں بھاگ گیا۔ اورنگ زیب کو یہ تمام کامیابی میر جملہ کی لیاقت اور کوششوں سے نصیب ہوئی تھی۔ جو اس وقت سلطنت میں نہایت طاقتور سردار تھا۔ اورنگ زیب نے یہ ضروری سمجھا۔ کہ ایسے طاقتور سردار کو پایۂ تخت سے دُور ہی دشوار گزار ممالک کی مہموں میں مشغول رکھا جاوے۔ چنانچہ اُس نے اس کو بنگال کا صوبیدار مقرر کر کے حکم دیا۔ کہ آسام اور اراکان کا علاقہ فتح کرے۔ یہ علاقہ پہاڑی ہونے کی وجہ سے نہایت دشوار گزار ہے۔ اور شدّت بارش کی وجہ سے یہاں موسمی بخار بہت ہوتا ہے۔ میر جملہ

اورنگ زیب

سیواجی، صفحہ (۱۵۱۴)
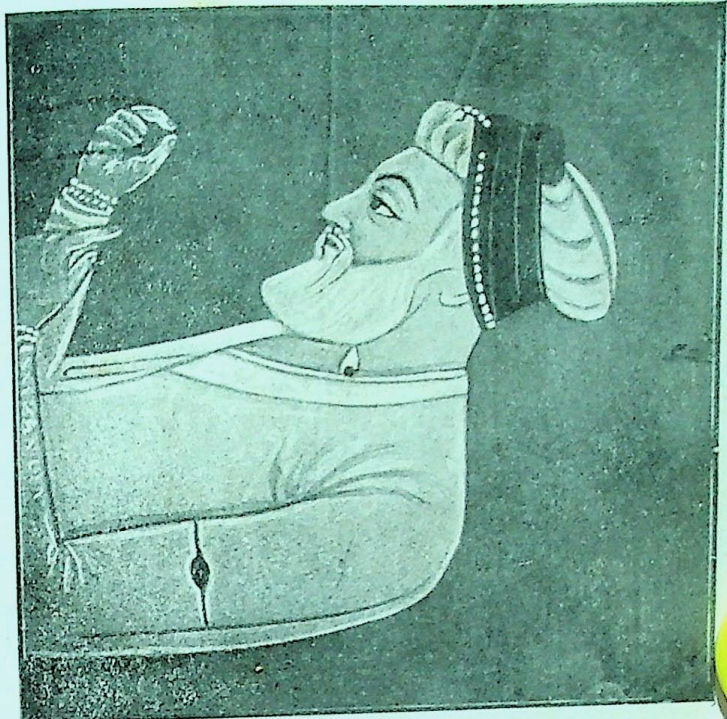
اور اس کی تمام فوج بخار میں مبتلا ہوگئی۔ ۱۶۶۳ء میں میر جملہ فوت ہوگیا۔ اور اورنگ زیب کو اُس کی جانب سے خدشہ دُور ہؤا ٭

اورنگ زیب اور سیوا جی ٭

انہی دنوں میں جبکہ میر جملہ آسام فتح کرنے میں مشغول تھا۔ دکن میں مرہٹوں نے سر اُٹھایا۔ سیوا جی ان کے سردار نے بیجاپور کے علاقے میں ایک خود مختار ریاست قائم کرلی۔ شمال میں مغل علاقہ احمد نگر میں لُوٹ مار شروع کر دی۔ اورنگ زیب نے اپنے ماموں شائستہ خاں اور مہاراجہ جسونت سنگھ والیٔ جودھ پور کو سیوا جی کے بر خلاف بھیجا۔ مغل فوج نے تمام مرہٹہ قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ اور شائستہ خاں نے پونا میں اُسی مکان میں رہائش اختیار کی۔ جہاں سیوا جی نے بچپن میں پرورش پائی تھی۔ سیوا جی ایک براتی کے بھیس میں شہر میں داخل ہؤا۔ اور اپنے ہمراہیوں سمیت شائستہ خاں کے مکان میں داخل ہو گیا۔ شائستہ خاں کی مشکل سے جان بچی۔ اس کا لڑکا قتل ہؤا۔ اور مغل فوج کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ سیوا جی اس کے بعد سورت تک بڑھ آیا۔ اور شہر کو لُوٹ لیا۔ اورنگ زیب نے شائستہ خاں کو واپس بُلا کر میر جملہ کی جگہ بنگال کا صوبیدار مقرر کر دیا۔ اور دکن میں دلیر خاں اور راجہ جے سنگھ والیٔ جے پور کو

بھیج دیا۔ سیوا جی نے بیس قلعے مغلوں کے حوالے کیئے۔ اور سنہ ۱۶۶۶ء میں اس کو دربار شاہی میں دہلی آنے کی دعوت ملی۔ لیکن جب وہ دہلی پہنچا۔ تو دربار میں اس کی کوئی عزّت نہ ہوئی۔ اور بادشاہ بھی اس سے بڑی بے مروّتی سے پیش آیا۔ اس پر سیوا جی نے کچھ سخت کلامی استعمال کی۔ اورنگ زیب نے اس کو نظر بند کر دیا۔ لیکن سیوا جی چالاکی سے نکل گیا۔ اور واپس دکن جا پہنچا۔ وہاں پر اس نے اپنے قلعے واپس لے لئے۔ اس پر اورنگ زیب نے تیسری بار فوج کشی کی۔ اور شہزادہ معظم کو دکن کا صوبیدار بنا کر ہدایت کی۔ کہ مرہٹوں کی کافی طور پر گوشمالی کی جائے۔ لیکن سنہ ۱۶۷۱ء میں سیوا جی نے خاندیس اور برار پر حملہ کیا۔ اور سورت کو دوسری مرتبہ لوٹ لیا۔ اس کے بعد مغلوں اور سیوا جی کے درمیان صلح ہو گئی۔ اور سیوا جی کا بیٹا سمبھا جی اورنگ زیب کے دربار میں پنج ہزاری منصبدار بنا۔ سنہ ۱۶۷۴ء میں سیوا جی نے راجہ کا لقب اختیار کر لیا۔ اور اپنے علاقے میں بطور خود مختار راجہ حکومت کرنے لگا ٭

اورنگ زیب کی حکومت

اورنگ زیب کے عہد کے پہلے بیس برس میں تو تمام شمالی ہندوستان میں امن و امان رہا۔ گو اس عرصے میں بھی آسام۔ دکن اور شمال مغربی

سرحد پر پٹھانوں میں تھوڑی بہت شورش اور لڑائی ہوتی رہی۔لیکن ان کا سلطنت پر کسی طرح کا اثر نہ ہوا۔ ملک میں بھی عام طور پر امن و امان تھا ؛

اورنگ زیب چاہتا تھا کہ وہ ایک پکّے پرہیزگار مسلمان کی حیثیت سے شرع محمدی کے احکام کے مطابق راج کرے۔وہ یہ نیک نیتی سے سمجھتا تھا۔کہ دین اسلام ہی دنیا میں ایک سچّا مذہب ہے۔ اور اس کی اشاعت اس کا دینی فرض ہے۔ وہ ہندوؤں کا بھلا اسی میں سمجھتا تھا۔کہ وہ بُت پرستی چھوڑ کر سچّے مذہب اسلام پر ایمان لائیں۔ اس کے خیال میں غیر اسلامی مذاہب سب کفر پر مبنی تھے۔اور ملک سے کفر دور کرنا اس کا عین فرض تھا۔وہ ایک پکّا سُنّی مسلمان تھا۔اور اس کے نزدیک شیعہ مذہب بھی کفر سے کم نہ تھا ؛

ذاتی طور پر اورنگ زیب ایک بہادر۔متقی اور پرہیزگار شخص تھا۔ اس کا طرز معاشرت نہایت سادہ تھا۔وہ عیش و عشرت اور راگ و رنگ سے نفرت کرتا تھا۔اور عبادت الٰہی میں زیادہ مصروف رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ذاتی اخراجات کے لئے بھی شاہی خزانے سے کچھ نہ لیتا تھا۔ اور قرآن شریف کو نقل کرنے اور ٹوپیوں کے کاڑھنے سے اپنی گزر اوقات کرتا تھا۔ ایسے شخص کے لئے یہ فتوے دینا کہ وہ بے رحم۔ خود غرض یا جابر تھا۔

اس سے واقعی بے انصافی کرنا ہے ؛

اورنگ زیب صرف دین محمدی کو ہی ایک سچّا مذہب مانتا تھا۔ اس واسطے اس کے لئے کسی اور مذہب کے اصولوں کی اشاعت کرنا۔ یا ہندو دھرم کا پرچار کرنا ملک میں کفر کو پھیلانا اور لوگوں میں غلط اور باطل خیالات کو ترقی دینا تھا۔ سنہ ۱۶۶۹ء میں اُس نے سُنا۔ کہ چند براہمن لوگ بنارس۔ متھرا اور ملتان وغیرہ شہروں میں اپنے دھرم کا پرچار کرتے ہیں۔ اور اپنی پاٹھ شالاؤں میں ویدوں کی تعلیم دیتے ہیں۔ اُس نے فوراً حکم دے دیا۔ کہ یہ دھرم پرچار بند کر دیا جائے۔ اس پر پاٹھ شالاؤں میں ویدوں کی تعلیم بند ہو گئی۔ بنارس میں سب سے بڑا شیوجی کا وشو ناتھ نامی مندر گرا دیا گیا۔ اور اس کی جگہ ایک عالیشان مسجد بنوا دی گئی۔ اس کے بعد ملک بھر میں مختلف صوبیداروں نے مندروں کو گروانا شروع کر دیا۔ خاص راجپوتانے میں بھی کئی ایک مندر گر گئے۔ اس کے بعد سنہ ۱۶۷۲ء میں گوڑگاؤں کے علاقے میں ست نامی نام ہندو سادھوؤں کے ایک فرقے کے مذہبی پیشوا کے ساتھ ایک سرکاری افسر بد سلوکی سے پیش آیا۔ اس پر تمام ست نامی بگڑ گئے۔ بڑی مشکل سے ان کی بغاوت فرو ہوئی۔ سنہ ۱۶۷۵ء میں سکھوں کے گورو تیغ بہادر کو دہلی میں بُلا کر قتل کر دیا گیا۔ اس کے

بعد ۱۶۷۷ء میں ہندوؤں پر دوبارہ جزیہ لگایا گیا۔ ۱۶۷۸ء میں جب مہاراجہ جسونت سنگھ والئے جودھپور جو اس وقت صوبہدار کابل تھا۔ فوت ہوا۔ تو اورنگ زیب نے اُس کے دونوں لڑکوں کی پرورش دہلی میں اپنی نگرانی میں کرنی چاہی۔ راجپوت بھلا یہ کب گوارا کرتے تھے۔ کہ دو راجپوت راجکمار ایک سیّے مسلمان کی زیر نگرانی پرورش پائیں۔ وہ سب بگڑ بیٹھے۔ آخر اورنگ زیب کو اُن کے برخلاف شہزادہ اکبر کے زیر کمان ایک مہم روانہ کرنی پڑی۔ لیکن راجپوتوں نے شہزادہ اکبر کو ورغلا لیا۔ اس پر اورنگ زیب ایک ایسی چال چلا۔ جس سے راجپوتوں کا شہزادہ اکبر پر اعتبار اُٹھ گیا۔ راجپوت حوصلہ ہار بیٹھے۔ اور ان کو شکست ہوئی۔ لیکن ان واقعات کے بعد راجپوت جو اکبر۔ جہانگر اور شاہجہان کے زمانے میں سلطنت کے نہایت وفادار اور جاں نثار حمایتی تھے۔ اورنگ زیب اور اس کے جانشینوں کے لئے ہمیشہ کے لئے دشمن ہو گئے *

اورنگ زیب اور دکن *

راجپوتوں کی بغاوت فرو کر کے اورنگ زیب دکن کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ۱۶۸۱ء میں ایک زبردست فوج لے کر دکن کی طرف روانہ ہوا۔ ان دنوں دکن کے اندر بیجاپور اور گولکنڈہ دو اسلامی ریاستیں تھیں۔ اور ان دونوں ریاستوں کے بادشاہ شیعہ مذہب

رکھتے تھے۔ اورنگ زیب کے نزدیک شیعہ بھی کافروں
سے کچھ کم نہ تھے۔ اس لیئے اُس کے خیال میں
ان شیعہ ریاستوں کا خاتمہ کرنا بھی ثواب میں
داخل تھا۔ ان ریاستوں کے علاوہ بیجاپور کے
شمال میں مغل صوبہ احمد نگر کی سرحد کے ساتھ
ملتی ہوئی ایک نئی ہندو ریاست مرہٹوں کی پیدا
ہو چکی تھی۔ سیوا جی اس ریاست کا پہلا راجہ تو
سنہ ۱۶۸۰ء میں فوت ہو چکا تھا۔ لیکن اس کا بیٹا
سمبھاجی مرہٹوں کا راجہ تھا۔ بیجاپور اور گولکنڈہ
کی ریاستیں کمزور تھیں۔ اور مرہٹے زور پکڑتے
جاتے تھے۔ اس لیئے مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی طاقت
کو روکنا بھی ضروری تھا۔ ان تمام اغراض کو لے کر
اورنگ زیب نے سنہ ۱۶۸۲ء میں دولت آباد میں
ڈیرے ڈال دیئے۔ اس نے باقی کی پچیس چھبیس
برس کی عمر دکن میں صرف کی۔ بیجاپور سنہ ۱۶۸۶ء
میں اور گولکنڈہ سنہ ۱۶۸۷ء میں فتح ہوئے۔ اور اس
کے بعد اورنگ زیب مرہٹوں کی طرف متوجہ ہوا۔
لیکن درحقیقت بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستوں کے
مٹ جانے سے مرہٹوں کی طاقت میں اضافہ ہو
گیا۔ وہ تمام سپاہی جو بیجاپور اور گولکنڈہ کی افواج
میں ملازم تھے۔ اب بے روزگار ہو کر مرہٹوں کے ساتھ
لوٹ مار میں شامل ہو گئے۔ گو سنہ ۱۶۹۱ء میں اورنگ
زیب کے سپہ سالاروں نے جنوبی ہند میں تنجور۔

ترچناپلی وغیرہ تک کا تمام علاقہ فتح کر لیا تھا۔اور
اورنگ زیب کی سلطنت میں تمام دکن اور جنوبی
ہندوستان شامل ہوگیا تھا لیکن اس کو مرہٹوں نے
چین نہ لینے دیا۔ مرہٹے ایک جگہ جم کر تو لڑتے نہ تھے۔
جب اورنگ زیب کی فوج اُن کے مقابلے میں آتی
تھی۔تو وہ جنگلوں میں یا پہاڑوں کی کندروں میں
چھپ کر غائب ہو جاتے تھے۔لیکن جوں ہی شاہی
فوج آگے بڑھتی تھی۔تو مرہٹے باہر نکل کر اس کی
فوج کو پیچھے سے آ لیتے تھے۔اُن کا مال و اسباب
لُوٹ لیتے تھے۔اور اکا دُکا سپاہی جو کوئی ملتا تھا۔
اُس کو قتل کر ڈالتے تھے۔مغلوں کی فوج مرہٹہ قلعے
فتح کرکے اور قلعوں پر قبضہ کرنے کے لئے آگے
بڑھتی تھی۔تو مرہٹے پہلے سر کئے ہوئے قلعوں کو
پھر چھین لیتے تھے۔ اس طرح سے بیس برس تک
برابر دکن میں جنگ ہوتی رہی۔تمام دکن میں لُوٹ
مار کا بازار گرم رہا۔ ملک کی حالت بہت خستہ ہو
گئی۔اس جنگ میں بے شمار دولت صرف ہوئی۔اور
ہزاروں لاکھوں جانوں کا نقصان ہُوا ٭

اورنگ زیب کے دیر تک دکن میں مصروف
رہنے سے شمالی ہند میں فساد برپا ہونا شروع ہوگیا۔
چونکہ گورو تیغ بہادر کے بعد اس کے بیٹے گورو گوبند
سنگھ نے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کا پرن
کر لیا تھا۔ اس لئے اُس نے تمام سکھوں کو جو

اس وقت تک ایک مذہبی فرقہ تھا جنگی جماعت میں تبدیل کر دیا تھا - پنجاب میں تمام سکھ مغلوں کی اطاعت سے منکر ہو گئے تھے - حکومت کو ان کے برخلاف بھی فوج کشی کرنی پڑی + ایسی حالت میں جبکہ پنجاب میں سکھ باغی ہو رہے تھے - صوبۂ دہلی میں ست نامی بگڑے ہوئے تھے - راجپوتانے میں راجپوت منحرف تھے - اور دکن میں مرہٹے فتح ہونے میں نہ آتے تھے - اور دیگر صوبوں میں بھی ہندو رعایا اس سے سخت ناراض تھی - اور اس کے علاوہ شاہی خزانے میں روپیہ ختم ہو چکا تھا - آئندہ کے لیے مالیہ وصول ہونا مشکل ہو گیا تھا - اور بادشاہ خود بوجہ پیری کمزور ہو چکا تھا - اس کو محسوس ہوا - کہ در اصل اس کی تمام زندگی رائگاں گئی - جس مدعا کو لے کر اس نے بھائیوں کو قتل کر کے اور باپ کو قید کر کے تختِ ہندوستان پر قبضہ کیا تھا - وہ پورا نہ ہوا - نا امید ہو کر وہ دولت آباد واپس آیا - اور یہاں پر ۱۷۰۷ء میں اُس نے وفات پائی - اس کا مزار دولت آباد کے قریب واقع ہے - جو نہایت ہی سادہ ہے +

اورنگ زیب کی آخری وصیت +

مرتے وقت اورنگ زیب نے اپنے بچوں کو نہایت ہی دلسوز الفاظ میں ایک خط لکھا - جو قابل مطالعہ ہے - وہ لکھتا ہے :-

"مجھے معلوم نہیں۔ کہ میں کون ہوں۔ کہاں جاؤں گا۔ یا میرا کیا حشر ہوگا۔ کیونکہ میں گناہوں کے لوث میں لتھڑا ہؤا ہوں۔ اب دُنیا میں ہر شخص کو آخری سلام کہتا ہوں۔ میرے مشہور اور مبارک بچے" آپس میں فساد نہ کریں۔ اور خلق خدا کا جو خدا کے بندے ہیں۔ قتل عام نہ کرائیں۔ میری زندگی کے دن اکارت گئے۔ خدا میرے دل میں موجود تھا۔ مگر میری کور آنکھوں نے اُس کے دیدار کو نہ دیکھا۔ پر نہ دیکھا۔ میرے لئے آئندہ زندگی میں ہرگز کوئی نجات نہیں۔ بخار تو جاتا رہا۔ مگر صرف پوست ہی باقی رہ گیا ہے۔ فوج حیران ہے۔ اور میری طرح اس میں نہ تو سکت و ہمّت باقی ہے۔ اور نہ اُسے امداد کی توقع ہے۔ خدا سے دُور اور اطمینان قلب مفقود۔ جب مجھے اپنی ذات پر امید نہیں۔ تو مجھے دوسروں سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ میری آخری وصیّت پر عمل کرو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ مسلمان مارے جائیں۔ اور ان کی موت کا عذاب اس بیکار ہستی پر ہو۔ میں نے بہت گناہوں کا ارتکاب کیا ہے۔ اور مجھے معلوم نہیں۔ کہ میرے لئے آئندہ زندگی میں کیا عذاب موجود ہوگا۔ میں تمہیں اور تمہارے بچّوں کو خدا کے حوالے کرتا ہوں۔ اور بعد آخری سلام تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ تم پر خدا کی رحمت ہو"۔

اورنگ زیب کی خصلت

اورنگ زیب اپنے مذہب کا نہایت سختی سے پابند تھا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ شریعت محمدی کے مطابق ملک میں سلطنت ہو۔ دارا شکوہ ایک صوفی تھا۔ اور براہمنی اور پارسی مذاہب کی طرف مائل تھا۔ اس لئے اس کی نظروں میں کافر تھا۔ اور سلطنت کرنے کے ناقابل تھا۔ شجاع اور مراد شرابی اور بدچلن تھے۔ شرع محمدی کے پابند نہ تھے۔ لہذا وہ بھی تخت کے لئے موزوں نہ تھے۔ اس لئے وہ اپنا فرض سمجھتا تھا۔ کہ تخت و تاج کا خود بوجھ اُٹھا کر احکام شرع کے مطابق سلطنت کرے۔ لیکن اس کوشش میں اُس نے تمام ہندوؤں کو اپنا دشمن بنا لیا۔ اور سلطنت کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا + اورنگ زیب سے تقریباً دو ہزار برس پہلے اشوک نے چاہا تھا۔ کہ تمام ہندوستانیوں پر بودھ مذہب کے اصولوں کے مطابق سلطنت کی جائے۔ تمام ملک میں اُس نے جا بجا چٹانوں اور ستونوں پر رعایا کی پیروی کے لئے ہدایات نقش کروائی تھیں۔ ایک خاص وزیر اور اہلکاروں کا ایک بڑا بھاری عملہ صرف اس لئے مقرر کیا تھا۔ کہ وہ دیکھیں۔ کہ آیا اُس کی ہدایات پر پورا عملدرآمد بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ اشوک کی وفات کے بعد پچاس برس کے اندر ہی اندر موریا خاندان کی

زبردست اور عالیشان سلطنت کا خاتمہ ہو گیا +
اشوک کے تقریباً دو ہزار برس بعد اسی سرزمین
میں اورنگ زیب نے چاہا۔کہ مذہب اسلام کے
اصولوں کے مطابق سلطنت کی جائے۔اس کا بھی
وہی نتیجہ ہوا۔اورنگ زیب کی وفات کے بعد
دس پندرہ برس کے اندر ہی اندر مغلیہ خاندان
کی زبردست اور عالیشان سلطنت تباہ ہو کر ٹکڑے
ٹکڑے ہو گئی۔اور اس کا رہا سہا وقار ۱۷۳۹ء
میں نادر شاہ نے خاک میں ملا دیا + اورنگ زیب
اور اشوک دونوں نہایت پارسا اور پرہیزگار تھے۔
اپنے اپنے مذہب کے دونوں سخت پابند تھے۔دونو
اپنے اپنے مذہب کی اشاعت کرنا چاہتے تھے۔لیکن
مذہب کو امور سلطنت میں داخل کر کے
دونوں نے اپنی سلطنت کو برباد کر دیا + مذہب کی
پابندی کے علاوہ اورنگ زیب نہایت شکی مزاج
تھا۔یہاں تک کہ اُس کو اپنے بیٹوں پر بھی اعتبار
نہ تھا۔لہذا تمام امور سلطنت وہ اپنے ہاتھ سے
نبٹاتا تھا۔لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا۔کہ اس کی
وفات کے بعد ملک میں اُس جیسا کوئی تجربہ کار
شخص نہ رہا۔جو سلطنت کے کام کو نبھا سکتا۔یہی
وجہ تھی۔کہ اورنگ زیب کے مرتے ہی مغلیہ خاندان
کی سلطنت بہت جلد تباہ ہو گئی +

خلاصہ فصل بست و چہارم

۱- **اورنگ زیب کی تخت نشینی** - میر جملہ جو کہ پہلے گولکنڈہ دربار میں ملازم تھا- اُس کی مدد سے اورنگ زیب نے تخت حاصل کیا تھا- شجاع اور داراشکوہ اپنے بھائیوں کی مخالفت فرو کر کے اورنگ زیب نے میر جملہ کو بنگال کا صوبیدار مقرر کیا- اور اُس کو یہ حکم ہؤا- کہ آسام اور اراکان فتح کئے جاویں- لیکن سنہ ۱۶۶۳ء میں اُس کا انتقال ہو گیا ٭

۲- **اورنگ زیب اور سیواجی** - شاہجہان کے عہد حکومت کے آخری دس سال میں ایک مرہٹہ سردار سیواجی نے ریاست بیجاپور کے شمالی علاقہ میں ایک چھوٹی سی آزاد سلطنت قائم کر لی تھی- اس نے پڑوس کے مغل صوبہ احمد نگر میں بھی لوٹ مار شروع کر دی تھی- اورنگ زیب نے اپنے ماموں شائستہ خاں اور راجہ جسونت سنگھ کو اس کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دبانے کے لئے بھیجا- لیکن سیواجی نے شائستہ خاں کو اس کی خواب گاہ میں ہی جا لیا- اور اس نے مشکل سے بھاگ کر پناہ لی- اس کے بعد دلیر خاں اور راجہ جے سنگھ والئے امبر کو اس کی سرکوبی

مغلوں کے زمانے کا ہندوستان
مغلیہ حدود
صوبجاتی حدود
نیپال
کامروپ
بہار
۱۵۲۹
بنگال
۱۵۷۶

کابل
قندھار
لاہور
ملتان
سندھ
اجمیر
مالوہ
گجرات
خاندیس
برار
احمد نگر
بیجاپور
میسور
مالابار
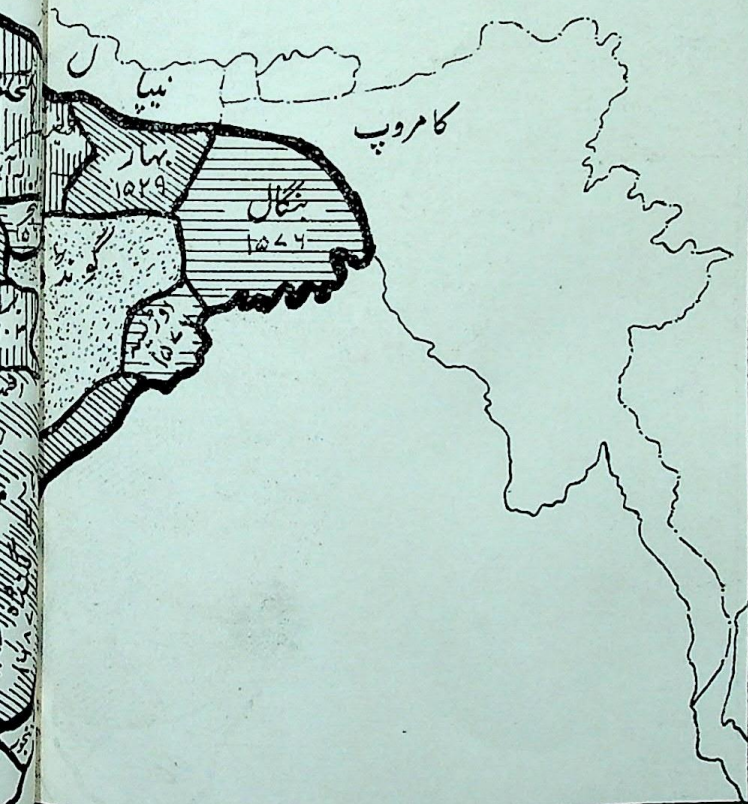
کے لیئے بھیجا گیا۔ اس موقعہ پر سیوا جی نے بیس قلعے اورنگ زیب کے حوالے کیئے۔ اور شاہی دربار میں دہلی حاضر ہؤا۔ وہاں پر اورنگ زیب نے اُس کو نظر بند کر دیا۔ لیکن سیوا جی بچ کر نکل آیا۔ اور واپس دکن ہؤا۔ یہاں آکر اُس نے وہ تمام قلعے واپس لے لیئے۔ جو کہ اس نے مغلوں کے حوالے کیئے تھے۔ آخر ایک تیسری مہم اس کے برخلاف روانہ ہوئی۔ لیکن سنہ ۱۶۷۱ء میں سیوا جی نے مغلیہ صوبوں برار اور خاندیس پر حملہ کر دیا۔ اور سورت کو لُوٹ لیا۔ اس کے بعد سیوا جی اور اورنگ زیب کے درمیان صلح ہوگئی۔ سیوا جی کا پسر سمبھا جی مغلیہ دربار میں بعہدہ پنجہزاری منصبدار مقرر ہؤا۔ سیوا جی کا سنہ ۱۶۷۴ء میں راج تلک ہؤا۔ اور سنہ ۱۶۸۰ء میں اس کا انتقال ہوگیا ؛

۳۔ اورنگ زیب اور اُس کی مذہبی پالیسی۔

اورنگ زیب کی دلی خواہش تھی۔ کہ سلطنت پر شرع محمدی کے مطابق حکومت کی جاوے۔ اُس کا اعتقاد تھا۔ کہ مذہب اسلام ہی دُنیا میں ایک سچّا مذہب ہے۔ اور وہ سمجھتا تھا۔ کہ ہندوؤں کا اسی میں بھلا ہے۔ کہ وہ بُت پرستی ترک کرکے حضرت محمد پر ایمان لائیں ؛ وہ شیعاؤں کو بھی ہندوؤں سے کچھ کم کافر نہ سمجھتا تھا ؛

۴۔ اورنگ زیب کا انتظام سلطنت۔ اورنگ زیب مذہب اسلام کی سختی سے پابندی کرتا تھا۔ اور وہ یہ مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ کہ ملک میں ہندو دھرم کے پرچار کی اجازت ہو۔ سنہ ۱۶۶۹ء میں اُس نے کھلم کھلا ہندو دھرم کا پرچار بند کر دیا۔ اور پاٹھ شالاؤں میں بھی ویدوں کی تعلیم بند کر دی۔ اس کے بعد مندروں کے گرانے اور ان کی جگہ مسجدوں کی تعمیر کی پالیسی شروع ہوئی۔ آخر سنہ ۱۶۷۲ء گوڑ گاؤں میں ست نامی فرقہ کے سادھوؤں نے بغاوت کر دی۔ سنہ ۱۶۷۵ء میں تیغ بہادر کو قتل کیا گیا۔ سنہ ۱۶۷۷ء میں ہندوؤں پر جذیہ لگا دیا گیا۔ سنہ ۱۶۷۸ء میں اورنگ زیب نے یہ کوشش کی۔ کہ راجہ جسونت سنگھ کے نابالغ لڑکوں کو اپنی زیر نگرانی رکھا جائے۔ اس پر راجپوت باغی ہو گئے۔

۵۔ اورنگ زیب اور دکن۔ بیجاپور اور گولکنڈہ کی دو شیعہ ریاستوں کو فتح کرنے کی غرض سے اورنگ زیب نے ایک بڑی بھاری فوج لے کر سنہ ۱۶۸۱ء میں دکن کا رُخ کیا۔ اس نے باقی کی اپنی تمام عمر دکن میں لڑتے ہوئے ہی گزار دی۔ بیجاپور اُس نے سنہ ۱۶۸۶ء میں فتح کر لیا۔ اور گولکنڈہ سنہ ۱۶۸۷ء میں فتح ہؤا۔ اس کے بعد اُس نے مرہٹوں کی طرف توجہ کی۔ جنھوں نے کہ

مغلوں کے برخلاف گوریلا جنگ شروع کر رکھا تھا۔ اس جنگ میں مغلیہ سلطنت کمزور ہو گئی۔ اور اب ملک کے مختلف حصّوں میں بلوے ہونے شروع ہو گئے۔ پنجاب میں گورو گوبند سنگھ کی سرکردگی میں سکھ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آخر کار ۱۷۰۷ء میں بغیر اپنی اغراض کو پورا کئے ہوئے اورنگ زیب نے دولت آباد میں انتقال کیا +

۶۔ اورنگ زیب کی خصلت۔ اورنگ زیب ایک بہادر اور باتدبیر جرنیل تھا۔ وہ پارسا تھا۔ اور ایک سادہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اپنی گزران وہ قرآن شریف کی نقل کرنے اور ٹوپیوں پر بیل بوٹے نکالنے سے کرتا تھا۔ اُس کا اعتقاد تھا۔ کہ سلطنت کا انتظام شرع محمدی کے اصولوں کے مطابق ہونا چاہیئے + چونکہ دارا شکوہ بوجہ صوفی ہونے کے اور شجاع اور مراد بوجہ بد چلن اور عیاش ہونے کے سلطنت کے ناقابل تھے۔ اس لئے اورنگ زیب نے یہ اپنا مذہبی فرض سمجھا۔ کہ وہ خود تخت پر بیٹھے + مغلیہ سلطنت کے زوال کے دو وجوہات ہیں۔ اوّل اورنگ زیب نے مذہب کو سیاسیات میں داخل کرکے ہندوؤں کو جن کی اُس کی سلطنت میں اکثریت تھی۔ ناراض کر لیا۔ دوئم کیونکہ اورنگ زیب نہایت شکّی مزاج تھا۔

اس لئے سلطنت کی تمام باگ ڈور اپنے ہی ہاتھ میں رکھتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ اُس کی وفات کے بعد کوئی شخص ایسا تجربہ کار نہ تھا۔ جو سلطنت کے کاروبار کو چلا سکتا ؞

سوالات

۱۔ اورنگ زیب کو تخت حاصل کرنے میں کس نے مدد دی تھی ؟

۲۔ بیان کرو۔ کہ اورنگ زیب اور سیواجی کے درمیان کیا تعلقات تھے ؟

۳۔ اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی بیان کرو ؞

۴۔ اورنگ زیب کے انتظام سلطنت پر ایک نوٹ لکھو ؞

۵۔ اورنگ زیب کی دکن میں مصروفیات پر ایک نوٹ لکھو ؞

۶۔ اورنگ زیب کی خصلت پر ایک مختصر نوٹ لکھو۔ اور بیان کرو۔ کہ سلطنت مغلیہ کے زوال کے لئے وہ کیونکر ذمہ وار ہے ؟

۷۔ میر جملہ پر ایک مختصر نوٹ لکھو۔ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۶) ؞

۸۔ اورنگ زیب کی جنگ تخت نشینی پر ایک نوٹ لکھو۔ اور بتلاؤ۔ کہ تم اُس کو بحیثیت ایک بادشاہ اور ایک انسان کیا خیال کرتے ہو ؟ (پنجاب یونیورسٹی

۱۹۱۹ - ۱۹۲۲) *

۹- اورنگ زیب کے عہد کے واقعات بیان کرو- اور ایک نقشے کے ذریعے اُس کی سلطنت کی وسعت بتلاؤ- (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۶) *

۱۰- اورنگ زیب کے عہد میں راجپوتوں نے سلطنتِ مغلیہ کی تواریخ میں کیا حصّہ لیا- (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۸) *

۱۱- سلطنت مغلیہ کے زوال اور تباہی کے اسباب بیان کرو- اورنگ زیب اس کے لئے کہاں تک ذمہ وار تھا- پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۹) *

۱۲- ہندوستان کا نقشہ کھینچو- اور اس میں ۱۷۰۷ء کے وقت کی مغلیہ سلطنت کی وسعت دکھلاؤ- اس نقشہ میں صوبوں کے اُن شہروں کو بھی دکھلاؤ- جو دار الحکومت تھے- پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۲) *

فصل بست و پنجم

سیوا جی اور مرہٹہ طاقت کا آغاز

۱۶۲۷ء سے لے کر ۱۶۸۰ء تک

مہاراشٹر اور اس کے باشندے مرہٹے احاطہ بمبئ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں جن

کو مہاراشٹر بولتے ہیں ۔رہتے ہیں ۔یہ قد کے چھوٹے اور جسم کے مضبوط تھے۔ اور چونکہ ان کے وطن میں پہاڑ بہت تھے ۔اور سڑکیں عموماً پتھریلی اور ناہموار تھیں ۔ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے ذرا مشکل کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔اس لئے قدرتی طور پر یہاں کے لوگ پھرتیلے اور محنتی تھے۔ان کے قلعے پہاڑوں میں ہیں۔ جہاں کہ وہ لڑائی کے وقت چھپ جایا کرتے تھے۔اور موقع پاکر دشمن پر حملہ کر دیتے تھے۔قلعے سرداروں کے قبضے میں رہتے تھے ۔ اور ان میں سے بہت سے سردار بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستوں کو خراج دیتے تھے ۔ مرہٹوں کا مشہور سردار سیواجی شاہ جی نامی بیجاپور کے ایک سپہ سالار کا بیٹا تھا ۔

سیواجی سیواجی ۱۶۲۷ء میں پیدا ہوا۔ بچپن میں اس نے پونا میں رہ کر تعلیم حاصل کی ۔اور وہاں کے پہاڑی لوگوں سے بہت سی بہادری کی نظمیں سیکھ لیں ۔اس نے پڑھنے لکھنے میں زیادہ توجّہ نہ دی ۔کیونکہ اس کا خیال تھا ۔ کہ پڑھنا لکھنا براہمنوں کا کام ہے۔وہ ہتھیاروں کا کام خوب جانتا تھا۔نشانہ لگانے میں طاق تھا۔کُشتی لڑنے اور گھوڑے کی سواری کرنے میں بڑا ماہر تھا۔اور اس کو زمانۂ سلف کے بہادروں کے قصّے سب زبانی یاد تھے ۔ان قصّوں اور کہانیوں نے بے شک اس میں

ایک نئی رُوح پھونک دی تھی۔ سب سے پہلے اُس نے ۱۶۴۶ء میں تورنا کا قلعہ جو پونا سے بیس میل کے فاصلے پر ہے۔ فتح کر لیا۔ اور پھر رفتہ رفتہ پونا اور ستارا کے ارد گرد کے تمام قلعوں پر قابض ہو بیٹھا*

سیوا جی اور افضل خاں

بیجاپور کے سلطان کو جب سیوا جی کی ان حرکات کا علم ہُوا۔ تو اُس نے اپنے ایک جرنیل افضل خاں کو فوج دے کر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ افضل خاں سیوا جی کو دام فریب میں لا کر گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے ایک برہمن ایلچی بھیج کر اس کو ملاقات کے بہانے سے بُلا بھیجا۔ سیوا جی بھی ہوشیار تھا۔ تاڑ گیا۔ اس نے ایلچی کو اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ اور افضل خاں کو کہلا بھیجا۔ کہ میں اِس شرط پر ملنے آؤں گا۔ اگر تم مجھ سے ہتھیار اُتار کر بغیر فوج کے ملو۔ افضل خاں اس بات پر رضامند ہو گیا۔ سیوا جی ملاقات کے لئے صرف چند ایک ہمراہیوں کے ساتھ آیا۔ لیکن آتی دفعہ اپنی آستین میں بچھوا نامی ایک ہتھیار لیتا آیا۔ افضل خاں جو ایک گراں ڈیل قوی ہیکل جوان تھا۔ دُبلے پتلے سیوا جی کو بغیر ہتھیار کے آتے ہوئے دیکھ کر اپنی طاقت کے زعم میں آگیا۔ اور کچھ دبدبے کے انداز سے پیش آیا۔ سیوا جی نے نہایت عاجزی کا لہجہ

اختیار کر کے قدم بوسی کے لئے پاؤں پر گر پڑا۔ افضل خاں نے جھک کر اُس کو اُٹھانا چاہا۔ عین اس وقت سیواجی نے لپک کر بچھوا افضل خاں کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ سیواجی کے ہمراہیوں نے بگل بجا دیا۔ اس اشارے پر تمام مرہٹے سپاہی جو قرب و جوار میں چھپے تھے۔ باہر نکل آئے۔ اور سلطان کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ بہت سے بیجاپور کے سپاہی مارے گئے۔ اور باقی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ اس فتح سے مرہٹوں کے دل اَور بھی بڑھ گئے۔ اور وہ چاروں طرف لُوٹ مار کرنے لگے۔ سیواجی کی ہمّت اور بہادری کی تمام مہاراشٹر میں دھاک بیٹھ گئی۔ بہت سے سردار اُس کے مطیع ہو گئے۔ اور اس کی سلطنت کلیان سے گوا تک اور پونا سے میرج تک پھیل گئی ؞

سیواجی اور مغل

مہاراشٹر میں قدم مضبوط جما کر سیواجی نے مغلیہ علاقوں پر بھی لُوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ کہ اورنگ زیب نے پہلے شائستہ خاں اور مہاراجہ جسونت سنگھ کو۔ دوسری دفعہ دلیر خاں اور مہاراجہ جے پور کو اور تیسری دفعہ شہزادہ اعظم کو اس کے برخلاف بھیجا۔ اس نے سیواجی کو بُلا کر قید بھی کرنا چاہا۔ لیکن وہ اپنی کوششوں میں ناکام رہا۔ سیواجی خود مختار ریاست قائم کر۔

سنہ ۱۶۷۴ء میں راجہ بن بیٹھا۔ آخر مغلوں سے صلح ہو گئی ؛

سیواجی اور دکن کی ریاستیں ؛

مغلوں سے صلح کر کے سیواجی دکن کی ریاستوں کی طرف متوجّہ ہؤا۔ بیجاپور نے تین لاکھ اور گولکنڈہ نے پانچ لاکھ روپیہ سالانہ خراج دینا منظور کیا۔ اس کے بعد وہ جنوبی ہندوستان کی طرف بڑھا۔ اور یہاں پر اس نے تنجور اور جنجی جیسے مشہور قلعے اپنے قبضے میں کر لئے۔ سیواجی بطور خود مختار راجہ چھ سال حکومت کرتا رہا۔ اور سنہ ۱۶۸۰ء میں فوت ہؤا ؛

سیواجی کا انتظامِ سلطنت

سیواجی محض سپاہی ہی نہ تھا۔ بلکہ ایک قابل منتظم بھی تھا۔ اس کا طرزِ حکومت بہت اچھا تھا۔ اس نے حکومت کے لئے آٹھ وزیروں کی ایک کمیٹی مقرر کی۔ اور ہر ایک وزیر کے سپرد علیحدہ علیحدہ محکمے کر دئے۔ کاشتکار اپنی پیداوار کا ۲/۵ حصّہ سرکاری خزانے میں داخل کرتے تھے۔ وصولی لگان کے لئے قانون وضع کر دئے۔ اور ٹھیکہ کا پُرانا طریقہ منسوخ کر دیا۔ اس سے رعایا اور سلطنت دونوں کا فائدہ ہؤا۔ سرکاری ملازموں کو شاہی خزانے سے نقد تنخواہ ملتی تھی۔ اور جاگیر وغیرہ کا دستور بند ہو گیا۔ مقدمات کے فیصلے پنچایتوں میں ہوتے تھے۔ اور سپاہیوں وغیرہ کے جھگڑے اُن کے افسر طے کیا کرتے تھے ؛ فوجی

محکمہ کا انتظام بہت اچھا تھا۔ دس دس سپاہیوں پر ایک ایک نائک مقرر تھا۔ پچاس سپاہیوں پر ایک حوالدار اور سو سپاہیوں پر ایک جمعدار ہوتا تھا۔ پھر ہزار ہزار کی ایک جماعت ہوتی تھی۔ جس پر ایک اعلےٰ افسر مقرر ہوتا تھا۔ جو یک ہزاری کہلاتا تھا*

سیوا جی کی خصلت

سیوا جی اُس زمانے میں پیدا ہؤا۔ جبکہ دکن میں بیجا پور اور گولکنڈہ کی ریاستیں کمزور ہو چکی تھیں۔ اور احمد نگر کی ریاست تباہ ہونے والی تھی۔ اس کی بچپن کی عمر لڑائی بھڑائی کے زمانے میں گزری۔ وہ بڑا بہادر۔ باہمّت اور دلیر شخص تھا۔ وہ محض اپنی بہادری کی وجہ سے ہی مہاراشٹر کا راجہ بن گیا تھا۔ یہ اسی کی ہمّت اور کوششوں کا نتیجہ تھا۔ کہ اس کی وفات کے بعد مرہٹے بیس برس تک مغلوں جیسی زبردست سلطنت کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور آخر ہندوستان میں ایک زبردست طاقت بن جانے میں کامیاب ہوئے*

خلاصہ فصل بست و پنجم

۱۔ مہاراشٹر۔ اس ملک میں آج کل کے صوبۂ بمبئی کی دو وسطی کمشنریاں۔ ریاست حیدر آباد کے شمال مغربی

اضلاع - برار اور صوبۂ متوسط کی کمشنری ناگ پور شامل تھے - یہ پہاڑی علاقہ ہے - اس لئے یہاں کے باشندے چُست اور جفاکش ہیں - سترھویں صدی عیسوی میں مہاراشٹر کے قلعے زیادہ تر مرہٹہ سرداروں کے قبضے میں تھے - ان میں سے کچھ تو ریاست بیجاپور کے ماتحت تھے - اور کچھ ریاست گولکنڈہ کے ماتحت + سیوا جی کا باپ شاہ جی ریاست بیجاپور کی فوج کا ایک جرنیل تھا +

۲ - سیوا جی - ۱۶۲۷ء میں پیدا ہؤا - اور ۱۶۸۰ء میں فوت ہوگیا - خیال کیا جاتا ہے - کہ وہ رانا چتوڑ کی اولاد میں سے تھا - پہلے قلعے کا نام جو اُس نے فتح کیا تھا - تورنا تھا - وہ پونا کے نزدیک تھا - اور یہ ۱۶۴۶ء میں فتح ہؤا - اس کو تعلیم کا شوق نہ تھا - لیکن وہ ایک زبردست نشانہ باز تھا - نہایت ہی اچھا گھوڑ سوار تھا - اور کُشتی لڑنا خوب جانتا تھا - اُس کو زمانۂ سلف کی رزمیہ کہانیاں حفظ تھیں - اور شروع ہی سے اس کے دل میں یہ سمایا تھا - کہ اپنی مادرِ وطن کو غیروں کے پنجوں سے چھڑائے - بچپن کی عمر میں ٹکا رام اور سمرتھ رامداس ویشنو سدھارکوں کی تعلیم نے اس کے دل پر گہرا اثر کیا تھا +

۳ - سیوا جی اور افضل خاں - جب سیوا جی کی

کارروائیوں کا علم شاہِ بیجاپور کو ہؤا۔ تو اس نے افضل خاں کو اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ لیکن افضل خاں مارا گیا۔ اور اس کی فوج تباہ ہوئی۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد سیوا جی کلیان سے لے کر گوا تک ایک طرف اور پونا سے لے کر میرج تک دوسری طرف تمام ملک کا مالک ہوگیا ۔

۴۔ **سیوا جی اور مغل**۔ بیجاپور میں اپنی طاقت مضبوط کر کے سیوا جی نے اب مغلیہ صوبے احمد نگر میں لُوٹ مار کرنی شروع کر دی۔ اس نے دو دفعہ سورت کو لُوٹ لیا۔ اورنگ زیب نے اس کے برخلاف کئی ایک مہم روانہ کیں۔ لیکن وہ مغلوب نہ ہو سکا ۔

۵۔ **سیوا جی اور دکن کی ریاستیں**۔ جب سیوا جی اور اورنگ زیب کے درمیان صلح ہوگئی۔ تو سیوا جی نے دکن کی ریاستوں کی طرف توجہ کی۔ اس نے بیجاپور اور گولکنڈہ کو اپنا باجگزار بنا لیا۔ اس کے بعد اس نے مدراس کے نزدیک جنجی اور تنجور کے قلعے بھی فتح کر لئے ۔

۶۔ **سیوا جی کا انتظام سلطنت** نہایت مکمل تھا۔ اس کے آٹھ وزیر تھے۔ جن میں سے ہر ایک کے ماتحت خاص محکمے تھے۔ مالگزاری زمین کے لئے اُس نے خاص قوانین وضع کئے تھے۔ اور سرکاری ملازمین

کو شاہی خزانے سے تنخواہ نقد ملتی تھی - مقدمات پنچایتوں میں فیصل ہوتے تھے - اس کی فوج بھی خاصی زبردست تھی ٭

۷ - **سیواجی کی خصلت** - جب مہاراشٹر کی تواریخ ایک زمانہ جنگ سے گزر رہی تھی - اُس وقت سیوا جی کی پیدائش ہوئی - وہ دلیر - بہادر اور ہمّت والا تھا - اس نے مرہٹہ قوم میں کچھ ایسا جوش بھر دیا تھا - کہ جب ۱۶۸۰ء میں اس کی وفات بھی ہوگئی - تو بھی مرہٹوں نے مغلوں کے بر خلاف آزادی کی جنگ قائم رکھی - اور آخر کار مغلیہ سلطنت کے کھنڈروں پر انہوں نے مرہٹہ سلطنت کی ایک ایسی بنیاد رکھی - جو کہ ملک میں تقریباً ایک سو برس تک قائم رہی ٭

سوالات

۱ - تم کو مرہٹوں اور اُن کے ملک کی بابت کیا معلوم ہے ؟

۲ - سیواجی کی زندگی کے حالات بیان کرو - اور بتلاؤ - کہ اُس کی زندگی کے کونسے چیدہ چیدہ واقعات تھے ؟

۳ - سیواجی کے انتظامِ سلطنت پر ایک مختصر نوٹ لکھو ٭

۴ - بیان کرو - کہ مرہٹے کیونکر طاقت پکڑ گئے - اور

سیواجی کے نظام۔ سلطنت۔ طریقۂ جنگ اور عام پالیسی پر ایک نوٹ لکھو۔ (پنجاب۔ یونیورسٹی ۱۹۱۸- ۱۹۲۳- ۱۹۳۰- ۱۹۳۳) ÷

فصل بست و ششم

سلطنت مغلیہ کا زوال

۱۷۰۷ء سے لے کر ۱۷۱۹ء تک

شاہ عالم اوّل

اورنگ زیب مرتے وقت اپنی سلطنت کے تین ٹکڑے کر گیا تھا۔ شمالی اور مشرقی صوبے تو اُس نے شہزادہ معظم کو دئے تھے۔ آگرہ۔ راجپوتانہ۔ وسط ہند۔ گجرات اور احمد نگر اُس نے شہزادہ اعظم کو دئے۔ اور بیجاپور اور گولکنڈہ و جنوبی ہند اپنے چاہیتے بیٹے کام بخش کو دئے۔ لیکن اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں میں تنازع فوراً شروع ہوگیا۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی۔ کہ وہ تمام سلطنت کا مالک ہو۔ تینوں بھائیوں میں جنگ ہوئی۔ شہزادہ اعظم اور کام بخش دونوں لڑائی میں کام آئے۔ اور شہزادہ معظم بہادر شاہ شاہ عالم اوّل کے لقب سے

شاہ عالم

صفحہ (۴۴۱)
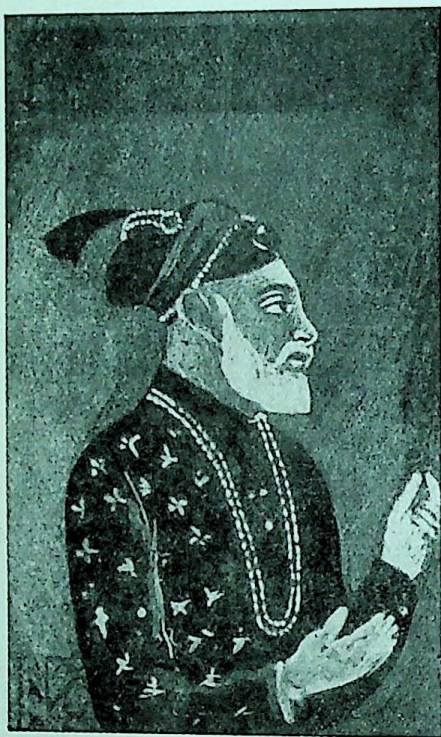
دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ لیکن تخت پر بیٹھتے ہی اُس کو ملک میں امن و امان قائم کرنے کی کوشش کرنی پڑی۔ مرہٹوں کو تو سوارچتیہ دے کر دکن سے بے فکر ہوا۔ پھر پنجاب میں سکھوں کو قابو میں لانے کے لئے وہ خود میدانِ جنگ میں آیا۔ لیکن ابھی سکھ مغلوب نہ ہونے پائے تھے۔ کہ ۱۷۱۲ء میں بہادر شاہ نے وفات پائی۔ اور اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں میں پھر تخت کے لئے جھگڑا شروع ہوگیا۔اس کے بڑے بیٹے جہاندار شاہ نے ایک سردار ذوالفقار خاں کی مدد سے تخت حاصل کیا۔ لیکن تخت کے دوسرے دعویداروں نے اس کو چین نہ لینے دیا۔ جہاندار شاہ خود بھی تخت کے قابل نہ تھا۔ وہ شروع سے عیش و عشرت میں پڑکر انتظاماتِ سلطنت سے غافل ہو بیٹھا تھا۔ اس کے بھائی عظیم الشان کا بیٹا فرخ سیر صوبیدار بنگال تھا۔ اس نے سیّد حسین علی اور سید عبد اللہ جو بہار اور الہ آباد کے صوبیدار تھے۔ اُن کی مدد سے جہاندار شاہ کو شکست دے کر قتل کروا دیا۔ اور وہ ۱۷۱۳ء میں خود تخت پر بیٹھ گیا۔ یہ دونوں سید برادران ہندوستان کی تواریخ میں بادشاہ گر کے نام سے مشہور ہیں۔

فرخ سیر

فرخ سیر نے ایک بھائی کو تو وزیر اعظم کیا۔ اور دوسرے کو سپہ سالار بنایا۔ ان دونوں بھائیوں نے سلطنت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ

میں لے لی۔ جس سے بادشاہ بگڑ بیٹھا۔ اور اُن سے آزاد ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر سید برادران بہت چالاک تھے۔ اُس کی ایک پیش نہ چلنے دیتے تھے ؛

فرخ سیر کے زمانے میں انگریزوں نے بنگال سے دربار دہلی میں ایک وفد بھیجا تھا۔ اس وفد میں ایک ایک انگریز ہملٹن تھا۔ فرخ سیر اتفاق سے بیمار پڑ گیا تھا۔ ڈاکٹر ہملٹن کے علاج سے اُس کو صحت ہوئی۔ بادشاہ نے خوش ہوکر انگریزوں کو کلکتہ کے پاس چالیس گاؤں خریدنے کی اجازت دے دی۔ اور اُن کے تجارتی مال برآمد درآمد پر محصول معاف کر دیا ؛

اسی زمانے میں سکھوں نے پھر سر اُٹھایا۔ بندہ بہادر جو کہ ایک بیراگی سادھو تھا۔ وہ دکن میں گورو گوبند سنگھ سے ملا تھا۔ گورو نے بندہ بہادر کو پنجاب میں جا کر سکھوں کی رہبری کرنے کی ہدایت کی تھی۔ چنانچہ بندہ بہادر کے ماتحت سکھ حکومت کے برخلاف کھڑے ہوئے۔ فرخ سیر نے اُن کو دبانے کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ سکھوں کو شکست ہوئی۔ اور بندہ بہادر آٹھ سو ہمراہیوں کے ساتھ گرفتار ہوکر دہلی لایا گیا۔ جہاں پر اُن کو بڑی اذیت کے ساتھ قتل کیا گیا ؛

فرخ سیر کا قتل | ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ کہ

فرخ سیر سیّد برادران سے آزاد ہونے کی فکر میں مشغول رہتا تھا۔ آخر سید برادران نے ۱۷۱۹ء میں فرخ سیر کو قتل کروا دیا۔ اور اس کے بعد اس کے دو چچا زاد بھائیوں کو یکے بعد دیگرے تخت پر بٹھایا۔ وہ دونوں چند ماہ کے عرصے کے بعد فوت ہو گئے۔ آخر فرخ سیر کے چچا زاد بھائی کے بیٹے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا گیا۔ محمد شاہ ۱۷۱۹ء سے لے کر ۱۷۴۸ء تک دہلی کے تخت پر بیٹھا۔ لیکن اس کے عہد میں تمام سلطنت ٹکڑوں ٹکڑوں میں بٹ کر چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستوں میں تقسیم ہو گئی۔ سید برادران ۱۷۲۱ء میں مارے گئے۔ در اصل محمد شاہ کی تخت نشینی کے وقت سلطنت مغلیہ کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ محمد شاہ اور اس کے جانشین برائے نام بادشاہ تھے۔ کیونکہ تمام صوبیدار خود مختار ہو چکے تھے:۔

مرشد قلی خاں نے بنگال۔ بہار اور اوڑیسہ میں ایک علیحدہ خود مختار ریاست قائم کر لی تھی۔ موجودہ صوبجات متحدہ میں صفدر علی نواب وزیر نے ایک نئی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ دہلی اور آگرے کے صوبوں میں مقامی سرداروں نے چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لیں۔ اورنگ زیب کے زمانے سے راجپوت تو بالکل علیحدہ ہو چکے تھے۔ دکن اب نظام الملک کے ماتحت خود مختار تھا۔ اور اخیر میں مرہٹے نہایت تیزی سے مغل سلطنت کے کھنڈرات پر ایک نئی سلطنت کی بنیاد

رکھ رہے تھے۔ ملک ان حالات سے گزر رہا تھا۔ کہ ۱۷۳۹ء میں نادر شاہ ایرانی فاتح نے ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ اس نے مغل افواج کو شکست دی۔ اور شاہی دار الحکومت دہلی کو خوب لوٹا۔ اس کے بعد ہندوستان میں مغل سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ گو محمد شاہ اور اس کے جانشین اس کے حملے کے بعد بھی شہنشاہیت کا دعوے رکھتے تھے۔ لیکن در اصل اُن کی حیثیت دہلی کے مقامی سرداروں سے زیادہ نہ تھی۔ یہ حیثیت بھی وہ آزادانہ طور پر قائم نہ رکھ سکتے تھے۔ محمد شاہ کے پانچ جانشین ہوئے۔ احمد شاہ (۱۷۴۸ سے ۱۷۵۴ تک)۔ عالمگیر ثانی (۱۷۵۴ سے ۱۷۵۹ تک)۔ شاہ عالم ثانی ۱۷۵۹ سے ۱۸۰۶ تک)۔ اکبر ثانی (۱۸۰۶ سے ۱۸۳۷ تک) اور بہادر شاہ (۱۸۳۷ سے ۱۸۵۷ تک)۔ لیکن یہ سب کے سب زبردست سرداروں۔ یا مرہٹوں اور یا انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے پنشن خوار تھے۔ ملک کے کسی حصّے کے انتظام سلطنت میں ان کا دخل نہ تھا۔ در اصل یہ کہنا درست ہوگا۔ کہ مغلیہ سلطنت کا خاتمہ ۱۷۱۹ء میں فرخ سیر کی وفات پر ہو گیا۔ اُس تاریخ سے لے کر ۱۸۰۵ء تک ملک میں مختلف طاقتیں ایک دوسرے پر غالب ہونے کے لئے جد و جہد کرتی رہیں + جب برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی اس ملک کی سیاسی جد و جہد میں حصّہ لینے لگی۔ اُس وقت مرہٹے مغلیہ سلطنت کے
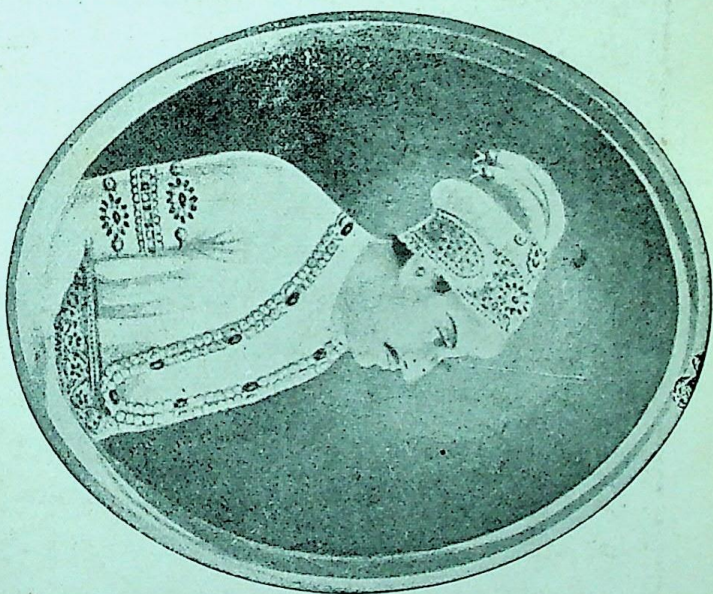
احمد شاہ ابدالی
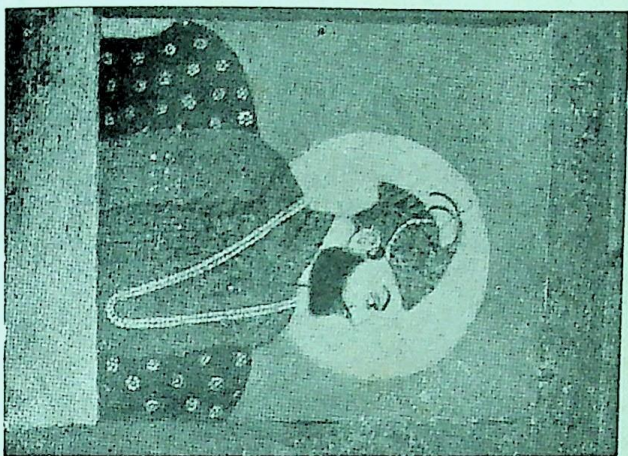
نادر شاہ

کھنڈرات پر ایک نئی سلطنت قائم کرنے میں تقریباً
تقریباً کامیاب ہو چکے تھے ؛

نادر شاہ اس سے پیشتر یہ بتلایا جا چکا ہے۔
کہ ۱۶۴۸ء میں ایرانیوں نے قندھار
فتح کر لیا تھا۔ لیکن ۱۷۱۲ء میں میر واثق کی
سرکردگی میں غلزئی افغانوں نے بغاوت کر دی۔ اور
قندھار خود مختار ہو گیا۔ ۱۷۱۷ء میں محمود پسر میر واثق
نے ایران پر حملہ کر دیا۔ اور اب ایران میں صفوی
خاندان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ ۱۷۲۲ء میں
صفوی خاندان کا اخیری بادشاہ شاہ حسین تخت سے
دست بردار ہو گیا۔ اور اب ایران میں افغانوں کی
سلطنت شروع ہوئی۔ لیکن ان کی سلطنت بھی
۱۷۲۹ء تک ہی قائم رہی ؛ ایران ان حالات
میں سے گزر رہا تھا۔ جبکہ نادر شاہ نامی ایک شخص
نے عروج پکڑا۔ اس کا اصل نام نادر قلی خاں تھا۔
وہ خراسان کے ترکمان خاندان سے تھا۔ اور اس
کے والدین بھیڑ بکریوں کی کھالوں سے ٹوپیاں اور
چوغے بنا کر گزران کرتے تھے۔ نادر ۱۶۸۷ء میں پیدا
ہوا۔ اور اس کی پرورش نہایت غریبی اور تنگی کی
حالت میں ہوئی۔ بچپن کے زمانے میں ڈاکو اس کو
پکڑ کر لے گئے۔ اور چار برس تک وہ ترکی میں
قید رہا۔ وہاں سے واپس آ کر اُس نے یکے بعد
دیگرے کئی ایک سرداروں کے پاس ملازمت اختیار

کی - اس کے بعد وہ رہزنوں کے ایک گروہ کا سردار
بن گیا - ۱۷۲۷ء میں اس نے خراسان میں افغانوں کے
برخلاف جنگ کیا - اور نیشاپور پر قبضہ کر لیا - اس
وقوعہ نے نادر شاہ کو عوام میں مشہور کر دیا - اس
وقت شاہ حسین کا بیٹا طہماسپ ماژندران ملک ایران
کے ایک صوبے پر قابض تھا - اس نے نادر شاہ
کو اپنی سلطنت میں ایک اعلےٰ عہدہ دیا - اب ڈاکوؤں
کے گروہ کے گروہ نادر کے ماتحت نوکر ہو گئے - آخر کار
۱۷۲۹ء میں ایران کو افغانوں کے پنجے سے نجات
ملی - اس تمام کامیابی کا سہرا نادر کے سر تھا -
مرزا طہماسپ نے بطور شکریہ آدھی سلطنتِ ایران
نادر کے حوالے کی - لیکن اس کے بعد طہماسپ نے
بے وقوفی سے مغرب کی طرف افواج بھیجنی شروع کر
دیں - یہاں پر اس کو شکست فاش ہوئی - پس
اس پر لوگ اس کے برخلاف ہو گئے - ۱۷۳۲ء میں
طہماسپ کو تخت سے اُتار دیا گیا - اور اس کے
بیٹے عباس کی تخت نشینی کا اعلان کیا گیا - نادر
نے خود بطور ولی انتظامِ سلطنت کی باگ ڈور اپنے
ہاتھ میں لی - چار سال بعد ۱۷۳۶ء میں شاہ عباس
وفات پا گیا - اس پر نادر خود تخت نشین ہوُا - حکومت
کو مستحکم بنیادوں پر رکھ کر ۱۷۳۷ء میں نادر شاہ
قندھار کی طرف بڑھا - ۱۷۳۸ء میں اس نے افغانوں
پر فتح پائی - اور قندھار بھی ایرانی سلطنت میں شامل

ہؤا۔ اس پر کچھ افغان سرداروں نے کابل میں پناہ لی۔ نادر شاہ نے حکامِ مغلیہ سے درخواست کی۔ کہ ان کو مغلیہ علاقے میں پناہ نہ دی جائے لیکن نادر شاہ کی اس درخواست پر کوئی توجہ نہ کی گئی۔ اس وقت صوبۂ کابل کی جنگی حفاظت بُری حالت میں تھی۔ محمد شاہ خود تو انتظامِ سلطنت کی طرف سے بالکل لاپرواہ تھا۔ اور اب ملک میں ہر طرف رشوت ستانی کا بازار گرم تھا۔ اکبر کے زمانے سے خیبر اور دیگر سرحدی علاقوں کے پٹھان سرداروں کو وظیفے اور جاگیریں ملا کرتی تھیں۔ محمد شاہ کے وقت میں یہ سب ضبط ہوگئیں۔ لہٰذا پٹھان سردار سب حکومت سے بدظن تھے۔ اب انہوں نے نادر شاہ کی طرف سے وظیفے منظور کر لئے۔ اور اس کی افواج کو اپنے ملک سے گزرنے کی راہ دے دی۔ کابل اور لاہور کے صوبوں میں سے وہ بے روک ٹوک گزر کر جلد دہلی کے دروازوں پر آپہنچا۔ اس نے سلطنت مغلیہ کا رہا سہا وقار بھی ختم کر دیا۔ اس کے بعد دریائے سندھ کے پار کابل اور سندھ کے صوبے ایرانی سلطنت میں شامل ہوئے ؞

ہندوستان میں سلطنت مغلیہ

ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا زمانہ اس ملک کے اسلامی دور میں سب سے بہترین زمانہ تھا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اس زمانے میں بادشاہ بالکل

مطلق العنان تھے۔ اور ان بادشاہوں میں سے صرف اورنگ زیب نے ہندوؤں پر شرع محمدی کے مطابق حکومت کرنی چاہی تھی۔ لیکن اس امر سے بھی انکار نہیں۔ کہ اس زمانے کی حکومت میں ہندو اعلیٰ سے اعلیٰ عہدوں پر ممتاز تھے۔ اس زمانے میں علم و ہنر نے نمایاں ترقی کی۔ اکبر۔ جہانگیر اور شاہجہان کی عمارات اس زمانے کی بہترین یادگار ہیں۔ اس کے علاوہ اسی زمانے میں ہندوؤں کی بنگالی۔ ہندی۔ اور مرہٹی جیسی مادری زبانوں نے نمایاں ترقی کی۔ عام فہم مذہبی کتب مثلاً گوسائیں تلسی داس کی ہندی میں رامائن اور سکھوں کا گورو گرنتھ صاحب اسی زمانے میں لکھے گئے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ ملک کے ذرائع آمد و رفت بالکل محفوظ نہ تھے۔ اس لئے تجارت اور بیوپار جیسے پیشوں میں کوئی خاص ترقی نہ ہو سکتی تھی۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اور اسلامی شاہی خاندانوں کی طرح مغلیہ خاندان بھی ایک بھاری نقص کا شکار تھا۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ مسلمانوں میں کوئی قانون جانشینی نہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ تقریباً ہر ایک بادشاہ کی وفات پر جنگ تخت نشینی ہو جاتا تھا۔ خاندان مغلیہ تو اس نقص کا بہت حد تک شکار ہؤا۔ بابر۔ ہمایوں۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان۔ اورنگ زیب اور شاہ عالم ان سب بادشاہوں کے لڑکوں میں آپس میں جنگ ہوئی۔ بعضوں نے تو اپنے باپ کی زندگی میں

ہی بغاوت کردی تھی۔ سلطنت پر اس بات کا بہت بُرا اثر ہوُا ٭ سلطنت مغلیہ کی تباہی کا ایک اَور بھی سبب تھا۔ یہ بتلایا جاچکا ہے۔ کہ اورنگ زیب پچیّس برس تک مرہٹوں کے برخلاف دکن میں لڑتا رہا۔ قدرتاً جب وہ دکن میں جنگ میں مشغول تھا۔ تو وہ شمال مغربی سرحد کی جنگی حفاظت کی طرف توجہ نہ دے سکا۔ اس کے زمانے میں ایک نہایت نالائق شہزادہ جہاندار شاہ ملتان اور سندھ جیسے سرحدی صوبوں کا صوبیدار تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے سرحد کی جنگی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں کیا تھا۔ اورنگ زیب کی عین حیات میں ہی مقامی سرداروں نے ملتان اور سندھ کے صوبوں میں خود مختار ریاستوں کی بنیاد رکھ دی تھی۔ ایرانی قندھار جیسے جنگی اہمیت کے علاقے پر ابھی قابض تھے۔ اس لئے سلطنت کی شمال مغربی سرحدیں نہایت کمزور حالت میں تھیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نادر شاہ نے نہایت آسانی سے فتح حاصل کرلی ٭

ہندوؤں کی دھارمک تحریکیں

مغلیہ خاندان کے زمانے میں ملک میں امن و امان تھا۔ ہندوؤں کو اب اسلامی تہذیب اور تمدن سے پوری واقفیت ہوگئی تھی۔ اس کا قدرتاً ہندو تہذیب اور تمدّن پر گہرا اثر ہوُا۔ ملک کے مختلف صوبوں میں کئی ایک مذہبی تحریکیں شروع ہوئیں۔ پنجاب میں گورو نانک۔ گورو

ارجن۔ گورو تیغ بہادر اور گورو گوبند سنگھ نے سِکھ پنتھ کی بنیاد رکھی۔ گوسوامی تلسی داس اور سوامی رامانند کی قائم کردہ بیراگی سادھو منڈلیوں نے ملک میں ویشنو دھرم کا خوب پرچار کیا۔ مہاراشٹر میں ٹکا رام اور رامداس نے لوگوں میں خوب جوش پیدا کیا۔ ان تمام تحریکوں کا یہ اثر ہؤا۔ کہ اب ہر جگہ ہندو جذبہ مضبوط ہو گیا۔ اورنگ زیب کی مذہبی تحریکوں نے ہندوؤں میں آزادی کے لئے جدوجہد کرنے کے واسطے جذبے کو اَور تقویت دے دی۔ اور مغلیہ خاندان کی سلطنت کی تباہی کی موجب بنی ÷

خلاصہ فصل بست و ششم

۱۔ شاہ عالم اوّل ۱۷۰۷ء سے ۱۷۱۲ء تک

اورنگ زیب نے مرتے وقت اپنی سلطنت اپنے تین بیٹوں میں تقسیم کر دی تھی۔ لیکن چونکہ ان تینوں میں سے ہر ایک کی یہ خواہش تھی۔ کہ وہ ساری سلطنت کا مالک ہو۔ اس لئے اُن میں جنگ تخت نشینی شروع ہو گئی۔ شہزادہ معظم شاہ عالم کا لقب اختیار کر کے تخت نشین ہؤا۔ اس نے جنوب میں مرہٹوں کو سوراجیہ دے کر شمال کی طرف سِکھوں کو کچلنے کی غرض سے کوچ کیا۔ لیکن ۱۷۱۲ء میں اُس کا انتقال ہوگیا۔ اس کی وفات

پر اس کا سب سے بڑا بیٹا جہاندار شاہ تخت پر بیٹھا۔ لیکن اس کو اس کے بھتیجے فرخ سیر نے جلد ہی تخت سے اُتار دیا ٭

۲۔ فرخ سیر ۱۷۱۳ء سے ۱۷۱۹ء تک۔ دو سید برادران عبد اللہ اور حسین علی نے جو الہ آباد اور بہار کے صوبیدار تھے۔ فرخ سیر کی دہلی کے تخت حاصل کرنے میں مدد کی تھی۔ بادشاہ محض اُن کے ہاتھ میں ایک کٹھ پُتلی تھا۔ اور آخرکار اُن ہی کے حکم سے وہ قتل کیا گیا تھا۔ اسی بادشاہ فرخ سیر کے حکم سے برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کے درآمد مال پر تمام محصول معاف کر دیا گیا تھا۔ اس کے عہد میں سکھوں نے پنجاب میں پھر بغاوت کی۔ اس وقت بندہ بیراگی ان کا سردار تھا لیکن یہ بغاوت فرو ہوئی۔ اور ان کا سردار بندا گرفتار ہو کر قتل کیا گیا ٭

۳۔ محمد شاہ ۱۷۱۹ء سے ۱۷۴۸ء تک۔ سید برادران نے محمد شاہ کو ۱۷۱۹ء میں تخت پر بٹھایا۔ مگر ۱۷۲۰ء میں یہ سید برادران مغلوب ہو کر قتل کئے گئے۔ لیکن اس وقت مغلیہ سلطنت بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ختم ہو چکی تھی۔ بنگال۔ بہار اور اوڑیسہ میں مرشد قلی خاں خود مختار ہو گیا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد الہ آباد اور اودھ کے علاقوں میں سعادت خاں خود مختار ہو گیا۔ دہلی

اور آگرے کے صوبوں میں مقامی حکام نے علیحدہ علیحدہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لیں۔ سکھوں نے پنجاب میں امن و امان قائم نہ رہنے دیا۔ راجپوت مغلوں سے آزاد ہو گئے۔ دکن میں نظام الملک خود مختار بادشاہ بن بیٹھا۔ احمد نگر اور بیجاپور کے مغلیہ صوبوں کے مغربی حصّوں میں مرہٹوں نے اپنی آزاد سلطنت قائم کر لی تھی۔ ہندوستان ان حالات سے گزر رہا تھا۔ جبکہ ۱۷۳۹ء میں نادر شاہ نے ملک پر حملہ کر دیا۔ اُس نے مغلیہ افواج کو شکست دی۔ اور دہلی کا شہر لُٹ گیا۔ اس کے بعد محمد شاہ اور اُس کے جانشینوں کی محض ایک سردار کی حیثیت تھی۔ لیکن یہ حیثیت بھی وہ قائم نہ رکھ سکے ॥

۴۔ **نادر شاہ ۱۷۳۶ء سے ۱۷۴۷ء تک**۔ نادر شاہ خراسان کے ایک غریب ترکمان خاندان میں پیدا ہوا تھا۔ بچپن میں گرفتار ہو کر ترکی لے جایا گیا۔ جہاں وہ چار برس تک قید رہا۔ وہاں سے واپس آ کر وہ ایک لٹیروں کے گروہ میں شامل ہو گیا۔ اور اس کا سردار بن گیا۔ ۱۷۲۷ء میں اُس نے خراسان میں افغانوں پر حملہ کر کے نیشاپور کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ تب اُس نے افغانوں کے پنجے سے ایران کو چھڑانے میں شاہ طہماسپ کی مدد کی۔ لیکن ۱۷۳۲ء میں شاہ طہماسپ تخت سے اتار دیا گیا۔ اور ۱۷۳۶ء میں نادر شاہ ایران کے

تخت پر خود بیٹھ گیا۔ اس نے ۱۷۳۸ء میں قندھار فتح کیا۔ اور مغلیہ سلطنت کے دار السلطنت دہلی کو ۱۷۳۹ء میں لُوٹ لیا۔ اس سال اُس نے کابل اور سندھ کے مغلیہ صوبوں کا الحاق سلطنت ایران کے ساتھ کر لیا *

۵۔ ہندوستان میں سلطنت مغلیہ۔ ہندوستان کے اسلامی دَور میں مغلیہ سلطنت کا زمانہ سب سے بہترین زمانہ تھا۔ شاہانِ مغلیہ علم و ہنر کی سرپرستی کرتے تھے۔ ان کے زمانے میں نہایت عالیشان عمارتیں تعمیر ہوئیں۔ شاہانِ مغلیہ میں سے بہت سے مذہبی رواداری کے قائل تھے۔ اُن کے زمانے میں مختلف صوبوں کی مادری زبانوں نے بہت ترقی کی۔ لیکن دیگر مسلمان بادشاہوں کی طرح مغلیہ خاندان میں بھی تخت نشینی کے لئے کوئی قانون نہ تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ ہر بادشاہ کی وفات کے بعد جنگِ تخت نشینی ہو جاتا تھا۔ اس سے سلطنت میں کمزوری ہو جاتی تھی۔ اس کے علاوہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اورنگ زیب کے عہد میں سے پچیس برس تو دکن میں مرہٹوں کی جنگ میں صرف ہوئے۔ اس عرصے میں شمال مغربی سرحدوں کا انتظام نظر انداز کیا گیا۔ اس سے بیرونی حملہ جات آسان ہو گئے۔ اور اورنگ زیب کی وفات کے

بعد نادر شاہ نے سلطنت مغلیہ کا خاتمہ کر دیا ÷

۶- **ہندوؤں کی مذہبی تحریکیں**- چونکہ سلطنت مغلیہ کے زمانے میں مقابلتاً امن و امان تھا- اس لئے اُس زمانے میں ہندوؤں میں کئی ایک مذہبی تحریکیں شروع ہوئیں- ہندی زبان میں رامائن جو ہندوؤں میں نہایت مقبول عام ہے- اور سکھوں کا گورو گرنتھ صاحب اسی زمانے میں لکھے گئے- مہاراشٹر میں ٹکارام اور رامداس نے ویشنو مت کا پرچار اسی زمانے میں کیا- ان تمام تحریکوں سے ہندوؤں میں ہندو جذبہ نہایت مضبوط ہو گیا- اور اس سے وہ اس قابل ہو گئے- کہ آزادی کے لئے جد و جہد کر سکیں ÷

سوالات

۱- جن حالات میں شاہ عالم تخت نشین ہوا- بیان کرو÷ شاہ عالم کے عہد کے حالات لکھو ÷

۲- فرخ سیر کے عہد کے حالات بیان کرو ÷

۳- محمد شاہ کے عہد کے حالات بیان کرو ÷

۴- مغلیہ زمانے میں ہندوستان پر اسلامی تہذیب کا کیا اثر ہوا؟ کیا تم وجہ بیان کر سکتے ہو- کہ مغلیہ سلطنت کیوں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۵) ÷

۵ بتلاؤ - کہ سکھ کیونکر طاقت پکڑ گئے؟ اس معاملے میں گورو نانک اور گورو گوبند سنگھ نے کیا کام کیا؟ (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۱۸ - ۱۹۳۳)

۶ - نادر شاہ پر ایک مختصر نوٹ لکھو - (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۶)

۷ - مغلیہ سلطنت کے زمانے کی عمارات پر ایک نوٹ لکھو - (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۲۹)

۸ - "بابر کے خاندان پر باغی بیٹوں کا سراپ تھا" مغلیہ خاندان کی تواریخ سے اس امر کی تائید میں مثالیں دو - (پنجاب یونیورسٹی ۱۹۳۱)

باہتمام لالہ موتی رام مینجر مفید عام پریس واقع جیمبر جی روڈ لاہور میں چھپی اور مہیشر رام لال سوری اینڈ سنس پبلشرز انار کلی نے لاہور سے شائع کی